DAMAGE BOOK

DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY

OU_226031
UNIVERSAL LIBRARY

ذلک آیات الله نتلوها علیک بالحق فبای
حدیث بعد الله و آیاته یؤمنون

کتاب

تحقیق المسئلة علی ان الاسلام لیس دون الفطرة

جسے شیخ غلام مصطفیٰ صاحب ابن شیخ امیر الدین
مرحوم تعلقدار — وطن موضع آئمہ ضلع الہ آباد
نے بغرض افادہ و
ہدایت مسلمانان و عیسائیان
و مشککین مذہب اسلام کے
تالیف کیا

باہتمام شیخ عبد الباسط صاحب لقمی [illegible] و شیخ [illegible]
فی مطبع فیض الانام مئو آئمہ ضلع الہ آباد میں طبع ہوئی

فہرست کتاب تحقیق الملۃ علی ان الاسلام لیس دون الفطرۃ

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
حمد و نعت	۱	خاصیت دوم	۲۷
سبب تالیف	۳	خاصیت سوم	۲۸
باب غرض خلقت انسان	۱۰	خاصیت چہارم	۲۸
باب معرفت انبیا	۲۰	خاصیت پنجم	۲۹
معرفت اول	۲۰	خاصیت ششم	۳۰
معرفت دوم	۲۱	خاصیت ہفتم	۳۰
معرفت سوم	۲۲	خاصیت ہشتم حاشیہ	
معرفت چہارم	۲۴	معرفت دہم	۳۲
معرفت پنجم	۲۶	خاصیت نہم	۳۰
معرفت ششم	۲۶	خاصیت دہم	۳۵
معرفت ہفتم	۲۶	خاصیت یازدہم	۳۶
معرفت ہشتم	۲۶	خاصیت دوازدہم	۳۹
معرفت نہم	۲۶	خاصیت سیزدہم	۴۰
معرفت دہم	۲۷	معرفت یازدہم	۴۲
		معرفت دوازدہم	۴۴
خاصیت اول حاشیہ شناخت دہم	۲۷	باب اسلام و دیگر ادیان کا مقابلہ	۴۷

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
مذہب ہنود پر نظر	۵۰	مال حرام کی ممانعت	۸۰
مذہب نصاریٰ پر نظر	۵۲	سود کی ممانعت	۸۱
مذہب اسلام پر نظر	۵۴	حرص کی ممانعت	۸۲
آنحضرتؐ کے قبل بعثت کے		عفو کی تعریف	۸۴
حالات	۵۴	حلم کی تعریف	۸۵
آپکے بعد نبوت کے حالات	۶۰	صبر کی تعریف	۸۵
باب محاسن تعلیمات اسلام	۶۵	توکل کی تعریف	۸۶
سر نماز	۶۸	شجاعت کی تعریف	۸۷
سر صیام	۷۳	حیا کی تعریف	۸۷
سر زکوٰۃ	۷۳	فحش کلامی کی ممانعت	۸۸
سر حج	۷۴	عیب جوئی کی ممانعت	۸۹
زہد کی تعریف	۷۶	غیبت کی ممانعت	۸۹
سخاوت کی تعریف	۷۷	خوش کلامی کی تعریف	۹۰
سوال کی ممانعت	۷۷	مزاح و تمسخر کی ممانعت	۹۲
بخل کی ممانعت	۷۸	قہقہہ کی ممانعت	۹۲
قناعت کی تعریف	۷۹	بات کاٹنے کی ممانعت	۹۳
قرض کی ممانعت	۷۹	فضولگوئی کی ممانعت	۹۳
طلب بوجہ حلال		خاموشی کی تعریف	۹۳
دنیا کی تعریف	۸۰	صدق کی تعریف	۹۴

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
و کذب کی مذمت	۹۴	حقوق بنی آدم	۱۳۷
ایفاے وعدہ کی تعریف	۹۵	حقوق جار	۱۳۷
اخفاے راز کی حمایت	۹۵	مہمان نوازی	۱۳۸
چشم پوشی کی تعریف	۹۶	ہدیہ	۱۳۸
چغلی کی ممانعت	۹۶	صلح	۱۳۹
مدح گوئی کی ممانعت	۹۶	تعظیم بزرگان و رحم برخوردان	۱۳۹
شکر کی تعریف	۹۶	حقوق ذمی و کفار	۱۴۰
عدل کی تعریف	۹۸	باب مختصر عقاید اسلام	۱۴۱
تواضع کی تعریف	۱۰۱	پہلا عقیدہ اللہ پر ایمان لانا	۱۴۱
حسد و کینہ کی ممانعت	۱۰۳	دوسرا عقیدہ اسکے رسولوں پر ایمان لانا	۱۴۲
ریا کی ممانعت	۱۰۴	تیسرا عقیدہ اسکے کتابوں پر ایمان لانا	[illegible]
خوف و رجا کی تعریف	۱۰۶	چوتھا عقیدہ ملائکہ پر ایمان لانا	۱۴۴
حقوق بنی آدم	۱۰۸	پانچواں عقیدہ یوم آخرت	
حقوق ذوی القربیٰ	۱۱۱	پر ایمان لانا	۱۴۴
حقوق ازواج	۱۱۴	چھٹا عقیدہ جزا و سزا پر	
یتیموں کے ساتھ برتاؤ	۱۲۲	ایمان لانا	۱۴۴
غریبوں کی دستگیری کرنا	۱۲۴	ساتواں عقیدہ صراط	
مسافروں کی امداد	۱۲۴	پر ایمان لانا	۱۵۳
غلام کا آزاد کرنا	۱۲۴	آٹھواں عقیدہ میزان پر ایمان لانا	۱۵۳

مضامین	صفحہ
نواں عقیدہ آنحضرت کی شفاعت پر ایمان لانا	۱۵۴
دسواں عقیدہ اللہ تعالے خالق افعال خیر و شر ہے	۱۵۶
گیارہواں عقیدہ تقدیر پر ایمان لانا	۱۵۶
بارہواں عقیدہ ہر فعل اوسکی مشیت اور ارادہ سے ظہور میں آتا ہے	۱۵۸
تیرہواں عقیدہ انسان بین الجبر والاختیار ہے	۱۵۹
باب قرآن کا معجزہ	۱۶۱
دوسرا و تیسرا معجزہ	۱۶۷
باب برکات اسلام	۱۷۷
شرک کا مٹانا	۱۷۸
رفع فتنہ و فساد	۱۸۴
ازدواج کا ایک تعداد معین کرنا	۱۸۵
زنا کا بند کرنا	۱۸۶
غلامی کی اصلاح	۱۸۷
شرابخواری کا بند کرنا	۱۸۸
قمار بازی کا بند کرنا	۱۸۸

مضامین	صفحہ
سود کا بند کرنا	۱۸۸
دختر کشی کی انسداد	۱۸۹
اصلاح بیع و شرا	۱۸۹
خودکشی کا انسداد	۱۹۰
قصاص بیجا کا انسداد	۱۹۰
فخر نسب کا انسداد	۱۹۱
انبیاؤں سے اتہامات کا دور کرنا	۱۹۱
غلط نامہ	۱۹۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب سے شایستہ کام اور سب سے بایستہ کلام حمد الٰہی ذات مجمع صفات کی
ہے جسکے برگزیدہ اوصاف کے لئے سارے عالم مظاہر اور جسکی کامل صناعیت پر ساری صفہ
مصنوعین دنیا کی برہان ظاہر ہیں اوسکے قوانین انتظام جو ملک اور ملکوت میں جاری ہیں
اوسکے کمال قدرت کے بہترین سبیل اوسکے مقدورات و مصنوعات جو ہمکو معلوم ہیں اوسکے
حد قدرت کے کمترین دلیل جملہ کائنات اوسکی ذات کے آیات اور تمامی انتظامات اسکی
قدرت کے بیّنات ہیں سمجھ بینا گوش شنوا اور دانا جانے سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی
الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ اوسنے اپنی سارے اوصاف کی عکسی تصویر پہلے انسانکو بنایا
جسکی شہادت خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ سے حاصل ہوئی ہے اور اوسکو
اشرف المخلوقات بنانیکی غرض سے اپنی خلافت خاصہ کا لباس اشرف الملبوسات
پہنایا جو بالآخر رب النوع و کاروان سالار قافلہ انسان کا منازل زندگی و مراحل دنیاوی

مین ہوا۔ جسکی حکایت (انی جاعل فی الارض خلیفہ) سے شروع کیگئی ہے
اوسے اپنی سارے اوصاف کی عکسی تصویر سے پہلے انسان کو بنایا جسکی شہادت خلق اللہ آدم علی
صورتہ سے حاصل ہوتی ہے۔ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ۔ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔ اور
اس خلافت کبریٰ نے غایت حصولی ذات اذات انبیاء الطیبا محمد تبارک بانی جسنے اقوال و اعمال عادات و اطوار و نظم و نسق
بین ہی بنقش معطا بانی مین دینی و دنیوی خطرات کو کے ظاہر کردیا کہ خلقت انسانی کا مقصود تکملہ توحید سیاست مدن و تدبیر
منزل ہے اور اوس ذات لیس کمثلہ شئی کی پوری صورت معنوی اس انتظام ملائم
مین مضمر ہے پس ایسا نبی کیونکر خاتم النبیین نہو گا جسنے پوری اقتضا سے نوع بشری
کے تکمیل کی اور کیونکر افضل ترین انبیا نہو گا جسکے ذات جامع صفات اعتدالیہ ہو
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ۔ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
پس ایسے عین الانسان کے ظہور اور ایسے اتم و اکرم الناس کی بعثت کے بعد بھی جو
لوگ بادیہ پیمائے ضلالت رہجائیں اونسے زیادہ کون بد نصیب اور ایسے انسان
کامل اور مذہب معتدل کے بعد جو شخص پھر بھی سرگردان تیہ گمراہی ہوں اونسے
زیادہ کون بدقسمت و خسارہ مین ہوگا۔ پس اس بعثت و دعوت محمدی کا ثبوت آپکے
اقوال و اعمال چال وچلن سے پایا جاتا ہے تاکہ کسیکو کوئی حیلہ باقی نہ رہے اور نہ پھر کوئی
عذر بدتر از گناہ پیش کرنیکی جسارت ہو۔

گوکہ یہ چند اوراق نہایت ہی مختصر آپکی صورت معنوی کے مرقع ہین مگر تاہم اسکے اصلی
انوار کی جھلک اس سے نمایاں ہوتی ہے جو کچھ خفا یا کدورت اس تصویر کشی مین معلوم
ہوتی ہوگی وہ مولف کی نالیاقتی و بے بضاعتی کے باعث ہوگی یا ناظرین کے تقلیدی
و جمے ہوے خیالات کے سبب۔ حاشا و کلا کہ اوس جمال باکمال مین کوئی عیب
یا اوسکے مکارم اخلاق مین کوئی قبح ہو۔ جن اصحاب کے نزدیک کوئی بات قابل تسلیم نہو
اور خلاف حقیقت ملت اسلامی کے ہو اوسکو میری خطا تصور کرین نہ اصل مذہب کے

کیونکہ اسمین جو کچھ مین نے لکھا ہے اپنا عقیدہ و حسن ظن ہے اور کسی کا ماسوا معصوم کے غلطی نکرنا خلاف عقل ہے پس دانشمندان خوبین و محققین حق گزین سے التماس ہے کہ میری تقصیر کو نقص مذہب نہ سمجھکر اوسکی خوبیونسے بدظن ہونوں بلکہ بلا تعصب اوسکے انوار کی تلاش کتاب المبین و صحیفہ حکمت مین کرین اور گفتہ زید و عمر پر خیال نہ فرمائین وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ۔

سبب تالیف

اس کتاب کے وجہہ تالیف کے یہہ ہوی کہ فی زماننا جسمین مشاہدات علمی کے ترقی اپنے مرکز سے محیط تک نہایت سرعت سے ہو رہی ہے اور ہر شخص تقلیدی تاریکی سے بزعم خود نکلکر تحقیق کے روشنی مین چلنا چاہتا ہے اور مقلد کی جا محقق کے خطاب کے تمنا کرتا ہے اس راستہ کے چلنے والون نے یہانتک افراط اس امر مین کیا کہ جن چیزونکا یقین اونکو مشاہدہ سے نہین ہوا گو کہ وہ سچا ہے کیون نہو اوسسے فوراً انکار کر بیٹھتے ہین گویا کہ اونلوگونے خدا کی سارے خلق پر عبور اور اوسکے سارے عادات کا استقرار محاصرہ کرلیا ہے ایک فرقہ نے خود خداہی کو انسانکی خیال کا مخلوق مانا اور اس سارے عالم کے انتظام اور تشریح اعضاے انسانی پر ذرہ بھر بھی غور نکیا کہ ایسے مضبوط و مستحکم انتظامات اور ایسے بڑے بڑے اجسام و اجرام کا خود بخود ہونا کسقدر مستبعد عقل سلیم سے معلوم ہوتا ہے ایک موحد نے کیا اچھا الزام اوس ملحد کو دیا جسنے ایک گلوب دیکھکر پوچھا تھا کہ یہہ کیونکر آیا جسکے جواب مین اوسنے کہا کہ مین نہین جانتا کہ کیونکر آیا خود بخود آیا ہوگا وہ اوسکی اس حیرت انگیز جواب پر سخت متحیر ہوکر پوچھنے لگا کہ بھلا کیونکر یہہ ممکن ہے کہ کوئی چیز بلا کسی سبب کے خود بخود آسکتی ہو تو اوسنے مسکرا کر کہا کہ بندہ پرور جب ایک

گلوب کا آپکے نزدیک خود بخود ہونا محال ہے تو اس سارے عالم کا گلوب خود بخود کیونکر ہو سکتا ہے جس جواب کے سننے پر ملحد سخت نادم و خجل ہوا۔

یہہ لوگ تو ساری عالم کو بالاسباب اور ساری خلق کے لئے علتیں تسلیم کرتے ہین اور اونکا ہونا ضروری سمجھتے ہین مگر یہہ نہین خیال کرتے کہ جتنی اشیا آجتک مخلوق ہوے ہین سب معدود ہونگے اور اونکے شمار کے انتہا کسی خاص عدد پہ ہوگی اور اونکی عدد کا سلسلہ کسی خاص عدد سے شروع ہوا ہوگا پس اوس عدد کے لئے کوئی حقیقت ایسی ہونا چاہیے جسکے لئے نہ کوئی موجد ہو نہ اوس سے قبل کوئی عدد کیونکہ سلسلہ لاتناہی باطل ہے اور ایک کے قبل کسی عدد کا ہونا محال اور معجزات کا انکار محض اسی وہم سے کرتے ہین کہ انکے علل و اسباب اونکو معلوم نہین ہین مگر عجب احمق ہین کہ اس عالم کے لئے کوئی علت نہین پاتے اسکے بعد جن لوگون نے اس عالم کے انتظام پر زیادہ غور کیا مجبور ہوکر موجد کا ہونا ضروری سمجھا مگر اس تسلیم کے باعث وہ جہالت کے غار سے فقط یک قدم پیچھے سرک سکے لیکن اس کی تاریکی سے باہر نہ نکل سکے انسانی خلقت کو محض عبث و بے سود سمجھا ہوکے غرض سے غافل اور معاد سے بیخبر رہے اور اوس مضبوط قانون کے شکست کے موجب ہوے جسکو اونہون نے خود تسلیم کیا تھا کہ ہر ایک شے کی خلقت کے لئے کوئی غرض و غایت ضروری ہے ان خبطونکو دیکھکر بعض دانشمند حکما نے معاد کو تسلیم کیا مگر انہون نے اپنے اونہین ضعیف عقول پر اعتماد کرکے ان مشکلات کو حل کرنا چاہا اور جب کچھہ نہ کرسکے تو متحیرانہ اور مذبذبانہ حالت مین اونکا خاتمہ ہوا۔

افسوس کہ اون لوگون نے یہہ خیال نکیا کہ جن چیزونکی تکلیف انسانکو دیگی ہے اونسے نجات کا بھی کوئی طریقہ ضرور ہوگا اور جتنے امراض پیدا کئے گئے

ہین اونکی دوا ابھی ضرور ہوگی ۔ اونلوگون نے ایسے تلاش سے نہایت نفرت
اور اون اطبا کے پاس جنکو کہ شفاے امراض کا دعوی تھا نہ گیے اور اوسی مین
مین جان دی بہت سے لوگون نے اون اطبا کے طریق معالجہ کو دیکھا اور اوسپر
غور کیا بعض تو اول ہی وہلہ مین اوس مرض سے نجات پا گئے اور بعض اپنی
تقلیدی خیالات کے باعث اوسی ورطہ ضلالت مین پڑے رہے ۔ وہ
لوگ اس بات کے خواستگار تھے کہ جسطور سے یہہ معلوم ہے کہ ایک دو کا
نصف ہے ایسے ہی دلایل قطعی کے ساتھہ اونکو حقیقت مسایل کی معلوم ہو
حالانکہ جب اونسے کوئی کہتا ہے کہ اس جنگل مین درندے آدم خور ہین کبھی
ہرگز مت جائیو اوس شخص کے بات کو وہ بلا رد و قدح و دریافت صدق
و کذب کے احتیاطاً تسلیم کر لیتے ہین اور اونسے جب کوئی کہتا ہے کہ مین فلان
سفر کو آیا ہون اوسکے لیے اسقدر زاد راہ کی ضرورت ہے تو وے بغیر خود
دیکھے ہوئے اوسکو سچ مان لیتے ہین اور اون چند گھنٹون اور ایام کی مصیبت
کے خیال سے زاد راہ مہیا کر لیتے ہین اور احتیاط عمل مین لاتے ہین مگر اوس
دائمی و ابدی سفر دیگر کے لیے زاد راہ و سامان کے لیے جو بات کہی جاتی ہے
اوسکو ہنسی اور مذاق سمجھتے ہین اور اوسکے لیے کوئی تدبیر نہین سوچتے بلکہ
دلیل و برہان کے طالب ہوتے ہین اور اسبات کے تکذیب کو اگر نہین
چاہتے کہ تہوڑے دیر کے لیے بلا تکلف اون باتونکو سنین اور اونکی تحقیق کو
جو ایسے مشکل مسایل کے حل کے لیے ضروری ہین ۔ جب کبھی طبیب سے مریضونکو
اچھا ہوتے دیکھتے ہین یا کسی حکیم کے بہت سے مسائل کو سچ پاتے ہین تو اوسکے
دیگر اقوال کو بھی بلا تحقیق مان لیتے ہین کچھہ تکلف و تامل نہین کرتے ۔ لیکن جب اطبا
روحانی کے اخلاقی مضامین اور دلایل حکمت کو سنتے ہین اور اونکے مواعظ و نصایح

کو سمجھتے ہین اور اونکے چال وچلن زہد وورع اوصاف انسانی مین کوئی نقص نہین پایا اور اوسکے تعلیم توحیدی سے گنجایش انکار کی نہین دیکھتے تو اوسکے حکیمانہ اور منصفانہ نظریے لیاقتونکو تسلیم کرتے ہین۔ مگر اوسکے معاد کی ہدایتون کو اور اوسکی رسالت کو ہرگز نہین مانتے اور اوس سے ایسے قطعی اور یقینی دلائل کے طالب ہوتے ہین جسکے وہ خود اکثر پابندی نہین کرتے اور جنکا ملنا محال عقل ہے ان سب ملاحدہ کے کتب اور اقوال نے اسدرجہ کی شہرت حاصل کی ہے کہ ناواقف اپنے مذہب سے بدظن ہونے لگے اور شک کرنے لگے نہ تو وہ اون دلائل اور آیات پر غور کرتے ہین جو مذہب اسلام مین موجود ہین جس سے اونکی تسکین ہو اور نہ اس بات کے کوشش کرتے ہین کہ اونکو وہ باتین اچھی طرح ور غور دین کے ہین معلوم ہون پھر ایسا شخص کبھی شاہراہ مستقیم پر نہین چل سکتا اور نہ ہدایت پا سکتا ہے اون متقلدونکے اعمال واقوال کو جو مغز سخن سے غافل وظاہر پرست ہین دیکھکر نفرت کرتے ہین مگر یہہ نہین سمجھتے کہ اون بیچارونکے لئے جنمین تحقیق کا مادہ نہین تقلید ہے بہتر ہے اور خود ڈارون اور ہیکیلی اور مُوڈل کے مقلد ہین جو سخت بیخبر علم معاد سے تھے اگر اسنے مذہب مین ایسے لوگونکی تقلید کی جو خدا پرست تھے تو اوہون نے ملحد بیدین کی تقلید کی اگر اسنے تحقیق نہ کی اور اوسی دایرہ پر قدم جمائے رہا تو اوسنے تحقیق کرکے کیا بنا لیا بجز اسکے کہ عالمونکا مقلد نبگیا۔ جو مریض دوا اسلئے نہین کہاتا کہ اوسکو فن طبابت مین درک نہین اور خواص ادویہ سے ناواقف ہے تو وہ اوس مریض سے بے شک زیادہ دہوکے مین ہے جو تقلیداً طبیب کے راے پر علاج کو منحصر رکھتا ہے۔

ان سب خرابیونکے باعث میری جوشش طبیعت وحُب اسلامی نے اسبات پر

مجکو ادہیہار اکہ مین اون مصالح و اسرار دین کو جسے علماے محققین نے اپنے فہم و فراست کے درجے کے موافق جمع کیا ہے بیان کرون - چونکہ اوس زمانہ کی فن انشا و دلائل کے روش دوسرے طور پر تھی اور اس زمانہ حال مین دوسرے رنگ ہے اسلیے اسنے زمانہ کے روش پر بیان کرنا زیادہ مناسب اور موزون ٹہرا ہر دانشمند جان سکتا ہے کہ ایک عامی شخص کا یہہ کام نہین ہے کہ خدا کے پورے مصالح اور اسرار کو جان سکے اور ایک ٹمٹماتے ہوئے دیا کا یہہ فعل نہین ہوسکتا کہ آفتاب عالمتاب کیطرح اپنی جوت ساری مخلوقات تک پہونچا سکے - اوس چراغ کی روشنی بہت نزدیک پہونچیگی پہونچیگی - اور جہان اوسکی چمک نہ پہونچ سکیگی وہان ویسے ہی تاریکی رہیگی پس آفتاب رسالت کے نور نبوت مین جن حقایق کا کشف ہوا اور ہونا چاہئے اوس سے ہمکو معذور رکہین اور اوسکی تمنا ہمسے نکرین اور جو کچہہ اس روشنی مین جو خود دہوندلی اور ناصاف ہے صاف طور سے دیکہہ سکین اوسکو پانین اور جہان کہین یہہ روشنی کام نکر سکے خود اصل منبع نور نبوت سے استفادہ انوار کا کرین ممکن ہے کہ اس تصویر کشی مین بہت سی غلطیان ہوگئی ہون مگر تم خود کوشش کرو اور خدا کے نور سراج منیر رسول مقبول کے پرتو ہدایت سے اپنے دلکو منور کرو اور اوسکی کتاب پاک سے جو ھدی للمتقین اور روشن کتاب ہے استفادہ حاصل کرو اور ایسی انہونی بات کے تمنا مت کرو کہ نہ تحقیق کرو اور نہ کوشش اور یہہ چاہو کہ خود بخود تم سمجہہ جاؤ اور واقفین اسرار و مصالح سے بنواے دوستو تم غور کرو کہ عالم مین تمہارے نسبت سارے مخلوقات کے ساتہہ کیا ہے تمہاری نسبت ایسے بھی نہین ہے کہ جسطرح ایک بڑے دریا کی ساتہہ ایک بوند پانی کی ہوتی ہے اس زمین کو دیکہو کہ آفتاب کے بہ نسبت کسقدر چہوٹے ہے اسکی

نسبت اسمین مثل ایک دانہ اور ایک بڑے کرہ کے ہے بلکہ اس سے بھی کم نسبت ہے
اور تم اوس زمین کے بہ نسبت اسقدر کم حقیقت ہو کہ کوئی نسبت صحیح کہین نہین
نکل سکتی اور پہر آفتاب کو اور اوسکے سارے جو سما کو دیکھو کہ کسقدر وسعت اور فضا
گرد آفتاب کے ہے اور اس فضا مین خیال کرو کہ کسقدر آفتاب ہو سکتے ہین
جبکہ یہہ پُر ہو جاوے گو کہ اوسکی ساری فضا مخلوقات سے بڑھے چاہے ہمکو
نہ معلوم ہو پس اوسوقت تم دنیا و ما فیہا کو مچہر کے پر سے بھی کمتر سمجھوگے اور اوس
حقیقت کا تمپر کشف ہو جاویگا جو حدیث شریف مین ہے کہ دنیا خدا کے نزدیک
مچہر کے پر سے بھی کمتر ہے۔ پس اے دوستو اس حقیر و مردار کے باعث
تم اوس شہنشاہ دانا و بینا کے نافرمان نہ بنو اور اوس سے غافل مت ہو
اور اس چند روزہ حیات کے باعث حیات ابدی کو ہاتہ سے نہ دو کیا
خوب حقیقت آگاہ سرتاج اولیا علی مرتضیٰ ع نے ایک ملحد سے فرمایا تہا کہ
اگر تمہارے خیال کے مطابق دار آخرت کوئی چیز نہین ہے تو ہم چند ہی
دن کی تکالیف (وہ بھی کچہہ ایسے نہین ہین) برداشت کرلیتے ہین یعنے
اپنی طبعت کو اعتدال پر رکہتے ہین اور خواہش نفسانی سے روکتے ہین
اور اگر ہمارا عقیدہ صحیح ہے تو تم ہمیشہ کے لئے تکالیف کے آگ مین ڈالدئے
جاؤگے اور نجات نہین ہوگی فاعتبروا یا اولی الابصار۔
اے بہائیو اوس روز سے ڈرو جسدن تمہارا کیا تمہارے سامنے آویگا
اور ذرہ ذرہ کا محاسبہ وہ علیم و خبیر کریگا اوس روز نہ کوئی دوست
ہوگا جو کام آوے اور نہ کوئی مددگار ہوگا جو ہاتہ بٹاوے تمہارا عمل اگر
اچھا ہے یار غمگسار ہے اور اگر برا ہے تو وبال و بار۔ پس ایسے دن سے غافل
مت ہواو۔ اوس قادر کے نافرمان مت ہو جو تمہین ایک پل سے بھی کم مین

نیست و نابود کر سکتا ہے اور جو تمہارے تکبر و غرور کو ایک لحظہ میں توڑ سکتا ہے
اوسکے حلم کو دیکھو کہ کیونکر تمکو مہلت دیتا ہے کہ تم اب بھی سمجھو اور غور کرو تاکہ پھر
سر پٹینا نہ پڑے اور چیخنا چلانا کچھ کام نہ آوے وہ نہایت گاڑھی مصیبت کا دن
ہوگا يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۙ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ
وَلَا يَسْئَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۚ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ
يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ
وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۝ ثُمَّ يُنْجِيهِ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ نَزَّاعَةً
لِلشَّوَىٰ تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ إِنَّ الْإِنْسَانَ
خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا
إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ
حَقٌّ مَعْلُومٌ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ
وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ
وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْعَادُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ وَالَّذِينَ
هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝
أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ۝ یعنی جبکہ آسمان مثل پگھلے ہوئے
تانبے کے ہوگا اور پہاڑ مثل رنگی ہوئی اون کے ہونگے اور کوئی دوست
کسی دوست کو نہ پوچھیگا اور سب نظر پڑ کے بھلائے دینگی لوگونکو مجرم اسبات
کے خواستگار ہونگے کہ کاش اس روز اونکی اولاد اور بی بی اور بھائی
اور سارے گھرانے کے لوگ جنمیں رہتا تھا اور ساری زمین پر کے جتنے

اپنے بدلے مین دے اور وہ نجات پاوے ہرگز نہین وہ ایک بہتی آگ ہے کہینچ لینے والی کلیجے کو بُلاتی ہے اپنے طرف اسکو جسنے کہ سو گردانی کی خدا اور اسکے مذہب سے اور سمٹ پہر اس سے اور اکہٹا کیا مال اسباب کو اور حفاظت کی خدا کی راہ پر ندیا بیشک آدمی بنا ہے کچ دلا جب آتی ہے اوسپر مصیبت تو گہبراتا ہے اور جب آتی ہے کوئی بہلائی تو بخل کرتا ہے مگر وہ نمازی لوگ جو اپنی نماز پر ہمیشہ قایم ہین اور اونکے مالو نمین ایک حق معین مانگنے والے اور محروم کے لئے ہے اور جو لوگ کہ روز قیامت کے تصدیق کرتے ہین اور جو لوگ کہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اسلیئے کہ اونکے پروردگار کا عذاب ایسا ہے کہ کوئی بیخوف نہین ہو سکتا اور جو لوگ کہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرلے ہین مگر اپنی بیبیون و ملک مین یعنے لونڈیون سے پس اونپر کوئی ملامت نہین پس جسنے اسکے سوا خواہش کی پس وہ حد سے بڑہنے والا ہے اور وہ لوگ جو اپنی امانتین اور عہد کا نباہ کرتے ہین اور جو لوگ اپنی گواہیونپر قایم ہین اور جو لوگ اپنے نماز سے خبردار ہین وہی لوگ جنت مین معزز ہین۔

باب اوّل انسان کے خلقت سے غرض کیا ہے

جب ہم عالم کی حیثیت سلسلہ کائنات کے نہایت نظر غایر سے غور کرتے ہین تو ایک قاعدہ منضبط پاتے ہین جسپر سارے عالم کا انتظام اور اوسکا مدار ہے یعنے ہر ایک شے کے خلقت کی غرض و غایت کسی دوسرے شی کی

حاجت روائی و خدمتگذاری ہوتی ہے اور حاجت یا اوسکا فائدہ اس دوسری
شئے سے یا تو کچھہ بھی نہین ہے اور اگر ہوتا بھی ہے تو جزئی اسی سبب سے ہم
کہہ سکتے ہین کہ ان سب اشیاء کی خلقت کا مقصود و غرض اسی دوسری شئے
کی خدمتگذاری و حاجت روائی ہے مثلاً آفتاب کو ہم دیکھتے ہین کہ نباتات
کے نشو و نما و جمادات کی رونق و بہا کا مرکز ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ
اسی لیئے مخلوق ہوا ہے جو خدمت اوس سے لیجاتی ہے پانی کو دیکھتے ہین کہ
ماء حیوانات کا مدار حیات اور نباتات کی روئیدگی مین بہت بڑا کار آمد
اور ضروری شئے ہے اسلیئے ہم کہہ سکتے ہین کہ پانی اسی غرض کے لیئے
مخلوق ہوا ہے اسیطرح ہمکو شخصی اغراض پر غور کرکے ایک قاعدہ کلیہ بطور
استقرا کے حاصل ہوتا ہے کہ اس عالم مین ہر شئے کی خلقت سے کوئی نہ
کوئی غرض منوی اور ملحوظ ہے گو کہ ہمین نہ معلوم ہو اور یہہ بھی کہہ سکتے
ہین کہ جس چیز کی اغراض سے جتنی زیادہ حاجت روا و خدمتگذار ہونگے
اوتنا ہی اوسکو ان سب خدام و خدمتگذارون پر فضیلت ہوگی اور اگر اس
مخدوم سے کوئی حاجت روائی و خدمتگذاری اون خدام کی متعلق
نہین ہے تو اوسکو اونپر فضیلت کلی حاصل ہوگی ورنہ علی قدر احتیاج و
تعلق استفادہ کے فضیلت ہوگی جسطرح حیوان و انسان مین کہ ساری مخلوق
عالم کے انکی خدمت و رفع حاجت کے لیئے مخلوق معلوم ہوتے ہین مگر یہہ دونون
عام عالم کے لیئے نہ تو کچھہ کار آمد ہین نہ اونکی احتیاج کی حاجت روا اور نہ کسی
شئے کے لیئے مفید اگر پانی نہو تو زندہ نہ رہ سکین ہوا نہو تو دم نہ لے سکین
جمادات نہون تو مکانات نہ بن سکین ان دونون سے اگر کوئی نہو تو
باقی عالم کے اغراض مین کچھہ نقصان و خلل نہ واقع ہو پانی ویسا ہی جاری

رہے روئیدگیان ویساہی اگتی رہین ہوا ویساہی چلتی رہے پس ادنی
تامل سے ایک صاف نتیجہ مستخرج ہوتا ہے کہ بے تعلقی و عدم احتیاجی مخدوم
کی خادم اور متبوع کی تابع و مستفید کی مفید پر موجب اسکے فضلت کلی یا جزئی
کی ہوتی ہے اب ان حیوانات و انسان کی خلقت کی غرض و غایت کچھہ نہ کچھہ
ضرور ہونی چاہیے ہم سب حیوانات اور ساری مخلوقات عالم کو انسان کے
اغراض کے معین اور اونکی حاجات کے حاجت روا و خدمتگزار پاتے مین
مگر انسان سے اونکے کچھہ غرض و کچھہ حاجت متعلق معلوم نہین ہوتی ہے
اور اگر ہے بھی تو فقط یہ کہ انسان انکی خدمتگذاری و جلب منفعت کے غرض سے
وحشی جانورونکو دیکھو کہ وہ خود اپنا پیٹ پال لیتے ہین اونکا نہ کوئی
معالج ہے جو علاج کرے نہ کوئی محافظ ہے جو اونکی حفاظت کرتا ہو اونکا
معالج اور اونکا محافظ اونکی خود طبیعت نوعی ہے اگر ہم نہ ہون تو اونکا کوئی
کام رکا نہ رہ جائیگا اور نہ اونکی پرورش و پرداخت مین کچھہ خلل واقع
ہوگا ہم اپنے جلب منفعت کے لیئے اونکی خدمت کرتے ہین نہ یہہ کہ ہم اونکے
خادم یا مطیع ہون اور نہ ہماری خلقت سے یہہ غرض مطلوب ہے پس
انسانکو بالکل افضلیت حیوانات و نیز تمام عالم پر ہوئی جیسا کہ خدا نے
فرمایا خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی اور زمین کی ساری چیزین
تمہارے لیئے پیدا کین جب یہہ قاعدہ مستحکم ہو جو صغری عالم پر مسطور
پاتے ہین کہ ہر شئے کی خلقت سے کسی دوسرے کی حاجت روائی مقصود
ہے اور مخدوم کو تابع پر بلحاظ قدر بے تعلقی و عدم احتیاجی فضلت ہوتی
ہے تو ہم انسانکو بھی ضرور یہی سمجھینگے کہ یہہ بھی کسی نہ کسی خاص مقصد کے
لیئے مخلوق ہوا ہے اسلیے ہم انسانکی حالت اور اوسکی ترکیب پر جب نظر کرتے

ہین تو اسمین دو قسم کی حالتین پائے ہین ایک تو مثل سارے مخلوقات کے اور دوسری وہ جسمین ہم مشارکت اس عالم شہادت کے کسی کی نہین پاتے مثلاً کہانا پینا سونا جاگنا اسمین سارے حیوانات شریک ہین جسم رنگ روپ اسمین سارے نباتات و جمادات معہ حیوانات کے مشارک ہین یہہ تو مقصود خلقت انسانی کا ہو بھی نہین سکتا کیونکہ اپنے اوصاف تو ہر ایک حیوان مین مجتمع ہین پہر کیونکر اوس پر فضیلت انسان کو ہوگی اور اگر یہی مقصود اوسکے خلقت کا تسلیم کر لیا جاوے تو پہر یہہ انسان کس مرض کی دوا ہوگا ظاہر ہر گوشت پوست رنگ و روپ کی بیماری ضرورت نہ تو کسی مخلوق کو ہے نہ ہم کسیکی غذا ہو سکتے ہین اور نہ ہم کسی مرض کی دوا نہ ہمارے چمڑونکی اونکو ضرورت نہ ہماری ہڈیونکی اونکو حاجت ظاہر ایسی یہہ اجزا و اعضاے انسانی مقصود خلقت انسانی نہین معلوم اب یہہ لازم ہوا کہ یہہ خود کسی دوسری خدمت کے لئے مخلوق اور کسی دوسرے مستفید کے لئے مفید ہو جب ہم عالم کے وسیع و طولانی دایرہ مین نظر دوڑا کر تہک جاتے ہین اور کسیکو ایسا نہین پاتے جسکے لئے یہہ اجزای انسانی ضروری و کارآمد ہون تو ہم انسان ہی کے اندر غور کرتے ہین کہ آیا کوئی شئے خود اسمین ایسی ہے جسکے خدمت کے لئے یہہ مخلوق ہو تو ہم اوسکے اندر ایک جزو راس الاجزا پاتے ہین جو تمام عالم مین ہم نہین دیکھتے اور وہ قوت ملکی یا روح یا عقل کے نام سے موسوم ہے عجب نہین معلوم ہوتا کہ یہہ سارے اجزا اور سب اشیا اوسیکے خدمتگذار و خادم ہون یہہ نتیجہ نہایت صحیح مستخرج کیا گیا ہے کہ انسانی خلقت سے غرض خالی خدمتگذاری مقصود ہے پس فضیلت روح کی ساری کالبد انسانی و نیز تمام عالم پر ثابت ہو کیونکہ تمام عالم کالبد انسانی کے لئے اور یہہ کالبد روحانی خدمتگذاری

کے لئے مخلوق ہوا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ روح کی خلقت جو سرمایہ ناز
و فخر انسان ہے وہ کیون ہے وہ اسلئے ہے کہ اوسمین
مادہ علم و معرفت حقایق اشیا موجود ہے یہہ مجہولات اور نظریات کو
جنکی معرفت سے کمال روحی حاصل ہوتا ہے اپنی نظر صحیح و فکر صایب
سے بتدریج حاصل کرتا ہے اسیکا نام علم نظر ہے جسکی نظیر عالم کے دفتر
علوم مین کہین نہین ملتی اور چونکہ دیگر حیوانات مین یہہ ترقی و استکمال
علمی کا مادہ موجود نہین ہے اور اونکی معلومات فقط اونکی تن پروری
کے لئے ہین جیسے حیوانات کا غذا کو پہچاننا درندون سے بھاگنا سورج
چاند مین تمیز کرنا وغیرہ ان معلومات مین ایک بچے سے لیکر جوان
اور بوڑہے جانور تک شریک ہین کوئی نیا علم اونمین تبدیلی عمر
کے باعث سے ایسا نہین پیدا ہوتا جسے ہم ترقی کہہ سکین پس اس
علم سے اونکو ہرگز درجہ مساوات انسان کے ساتھہ نہین ہوسکتا
اور نہ ایسا علم انسان کے لئے موجب فضیلت ہے انسان کے لئے فقط
علم نظری موجب فضیلت ہے علم نظری مین دو قسم علوم انسان
کے متعلق پائے جاتے ہین ایک تو حیات و صحت خورش و پوشش
کے لئے کارآمد ہے اور دوسری قسم کا علم صنایع بدایع و حکمت کا نام ہے
جس علم کا مدار فقط خدمتگذاری اجسام کے ہو وہ کیونکر موجب فضیلت
ہوسکتا ہے کیونکہ جب حیوانات مین اس قسم کی خدمتگذاری کی باعث
سے اوسکا علم گوکہ وہ بدیہی ہی ہے موجب فضیلت نہوا تو اسمین کونسی
زیادہ خوبی ہے بجز اسکے کہ وہ نظری ہے پائی گئی - یہہ علم اسکو اسلئے دیا گیا ہے
تاکہ ایام حیات مین اون آلات و اشیا کو فراہم کرے جو روح کو واسطے

بقائے صحت جسم ضروری ہے اور ان مقاصد اور مضار کو دفع کرے
جو اسکے اغراض کے تکمیل مین حارج ہین لہذا اب صرف علم حکمت ہی مقصود
خلقت روحانی ٹھہرا پس ہم علم حکمت کے غرض اور نتیجہ پر غور کرتے ہین کہ
روحانی مقصود یہہ کیونکر ٹھہرا اور ہمارے علم و جہل سے کیا نفع و نقصان
ہے ہم ایک حکیم کو دیکھتے ہین کہ وہ بڑا دانشمند تھا اور جاہل کو دیکھتے
ہین کہ وہ جانور سے بھی بدتر تھا حالانکہ حالت حیات مین جاہل مال و
دولت جاہ و ثروت خوشی و راحت دنیاوی سے مالا مال تھا اور وہ
حکیم فقر فاقہ تنگدستی و مفلسی مین مبتلا اور مرنے کے بعد دونون یکسان خاک کے
لقمہ گور ہوگئے - علم کے نہ جاننے سے جاہل کو کیا نقصان حالت حیات مین
اور عالم کو کیا فایدہ بعد ممات کے ہوا اگر یہہ نیکنامی کے ساتھہ کچھہ روز زندہ
رہا اور بعد ممات کے بھی نیکی کے ساتھہ یاد کیا گیا تو اکثر جاہل خوش اخلاق
و نیکدلی کیوجہ سے اسی نیکی کے ساتھہ مشہور ہوئے ہین پس درحقیقت
نیکنامی خوش طینتی و نیک دلی کے وجہہ سے ہے نہ کہ علم و حکمت کے جاننے سے
ہمکو اس خیال سے سخت دقت پڑتی ہے کہ جب مقصود روحانی
علم حکمت ہو اور علم حکمت سے کچھہ نتیجہ نہ نکلتا ہو تو ہمارا نمبر دو قاعدہ باطل
ہوا جاتا ہے کہ ہر ایک چیز کے خلقت سے کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور ہونا چاہئے
اور یہان علم حکمت کے جاننے سے کوئی نتیجہ نہین معلوم ہوتا پس ہم یقیناً کہہ
سکتے ہین کہ اس علم حکمت سے یہہ مقصود ہرگز نہین ہے کہ خواص اشیاء
و انتظام عالم کا معلوم ہو جاوے کیونکہ خواص اشیا سے اگر اغراض جسمانی
پورے ہوئے تو وہ خدمتگذاری جسم کی ہوئی نہ روح کے لہذا روح کے
مقاصد علم حکمت کے جاننے سے دوسرے ہونگے اور انکا نتیجہ بھی ضرور کچھہ

نتیجہ ہوگا اب ہمکو غور کرنا پڑا کہ اس علم کے جاننے سے روحانی اغراض
کیونکر پورے ہوسکتے ہیں اور وہ کیا ہیں ہم پہر عالم کیطرف اپنی نظر کو پہیرتے
ہیں تو یہانپر ہمکو ایک اور قاعدہ معلوم ہوتا ہے جو انسان کے ساتھ
مخصوص و خاص ہے یعنے علم سیاست مدن و حسن معاشرت گر یہہ دونوں
قاعدے جسمانی فوائد کے لئے کارآمد پائے جاتے ہیں اسکی عمیق تر ہیں
غور کر لیجیے سیاست مدنیہ میں ایک اور بات پائی جاتی ہے جو مسئلہ
سزا و جزا ہے یعنی مخالف سیاست مدن کو سزا ملتی ہے تاکہ حسن
معاشرت اسکی درست ہو اور موافق کو جزا تاکہ اوسکے فوائد سے اچھی
طرح منتفع ہو اور جبکہ یہہ نتیجہ بہی لیکن وہ نہیں ہوتا اسلیے کہ ان
سبکا ماحصل فوائد جسمانی ہے تو اسی الت سے ہمکو ایک بڑا تردد پیدا ہوتا ہے
کہ ہم بہی مثل اون دہریوں کے اسکا اقرار کرلیں کہ عالم یونہی ہوا ہے
اور یونہی ہوتا چلا جائیگا مگر اس قاعدے کے خلاف دہری کی ہمکو کوئی وجہ
نہیں پاتے بلکہ ہر شئے کی خلقت سے کوئی غرض و غایت ضرور ہوتی ہے
ہمارا عالم انسانی کے لیے اور کالبد انسانی روح کے لیے ہو اور روح کو
اس علم حکمت کے جاننے سے جب کوئی نفع و ضرر ہو تو یہہ بات لازمی طور
سے ماننی پڑتی ہے کہ اس عالم میں اوسکے جاننے سے جب کوئی نتیجہ نہیں
معلوم ہوتا تو عجب نہیں کہ اسکے لئے کوئی دوسرا عالم مابعد الحیات ہو
اب ہم اعمال جسمانی و طریقہ مکافات اعمال و قصاص انسانی پر جب غور
کرتے ہیں کہ جب خلاف ورزی قانون انتظام عالم سے اوسکو سزا
ملتی ہے تو اس رائے کو اور مستحکم پاتے ہیں کہ عجب نہیں کوئی ایسا
قاعدہ اس روح کے لیے ضرور ہو جسکے پابندی سے اوسکو سزا و جزا ملے

مخالفت سے سزا ملتی ہو جب ہمکو کوئی تشفی دہ دلیل نہین ملتی تو ہم اس علم
حکمت کے اندر غور کرتے ہین تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ذرہ بھی بلا کسی سبب
و علت کے نہین ہوتا اور ایک تنکا بھی بلا کسی محرک کے نہین ہلتا اسلیے بیشک
اس عالم کا کوئی صانع و منتظم ضرور ہوگا جسکی معرفت مقصود علم حکمت سے
ہے علاوہ اسکے روح مین ایک بیچینی اسبات کے پانے مین کہ اوسمین ایک
ایسا اثر رکھا گیا ہے جو ہر شے کی حقیقت کے جاننے کے واسطے اوسکو
مائل کرتا ہے اوسکو جب یہہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اجتماع کواکب کیا اثر رکھتا ہے
ستارونکی گردش سے اختلاف سنین و حوادث کیونکر ہوتے ہین اس
حقیقت کے جان لینے سے اوسکو نہایت ہی تسکین و تشفی ہوتی ہے چونکہ
اس حقیقت کے شناخت کی انتہا فقط ایک ہی علت العلل پہ ہوتی ہے اسلیے
اسکی شناخت و معرفت سے اوسکو اصلی خوشی کیونکر حاصل نہوگی صرف
صنایع و بدایع عالم کے جاننے سے مقصود تربیت و پرورش جسمانی ہونا
ہرگز صحیح نہین ہو سکتا جیسا کہ ابھی ہم ثابت کر چکے ہین کہ غرض بقاے
روح کی علم حکمت سے تربیت جسمانی ہرگز نہین ہو سکتی پس اس علم حکمت کا نتیجہ
فقط یہی باقی رہا کہ اوس علت العلل حکیم و صانع مدبر و قادر کی شناخت مقصود
ہو اب ہمکو یہہ غور کرنا چاہیے کہ کسطور سے اس علم کے جاننے سے روح
کا مقصود اصلی حاصل ہوتا ہے اور اوسکے جہل سے نقصان چونکہ علم حکمت
کا جاننا عین مقصود روحی ٹہرا اور روح مین علم کے جاننے کیطرف ایک
طبعی میلان ہے لہذا انتہاے علم علم حقیقی کے سوا کے دوسرا علم کیونکر
ہو سکتا ہے اور چونکہ ہم دیکھتے ہین کہ معلومات عالم کا تعین حیات ہی
تک روح کے ساتھہ وابستہ ہے اسلیے یہہ معلومات اور اونکا علم ابدی

ہرگز نہین ہوسکتا ہے لہذا روح کا تعلق ایسے معلوم کے ساتھہ ہونا چاہیے
کہ اوسکا علم اور اوسکا تعلق ہمیشہ روح کے ساتھہ ہو بجز اسکے کہ فقط معرفت
اوسکی ذات و صفات کے مقصود ان معلومات سے ہو دوسرا نہین ہوسکتا
کیونکہ اول تو تعلق اوس صانع کا ابدی ہے دویم حقیقی علم کا مدار اونہیں
وہی ہے تب سے ما بعد الموت بھی اوسکا تعلق اسیطور سے رہ سکتا ہے
جسطور سے ما قبل الموت ہے اب اس جا پر ایک نیا حیرت انگیز سوال
اور سخت اشکال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ ما بعد الموت روح زندہ رہیگی
یا نہین ہم اسکو اسطرح پر ثابت کر لیتے ہین کہ بیشک وہ رہیگی کیونکہ جب
ہم اس عالم مین ہر جسمانی گناہ اور نیکیونکے لیے جزا اور سزا پاتے ہین
تو پھر ہمکو اس بات کے مان لینے مین کیا دقت ہوتی ہے کہ روح کے لیے
بھی کوئی جزا و سزا کا عالم ہو چونکہ ابھی ہم ثابت کر چکے ہین کہ اس عالم مین
روحکے اغراض نہ پورے ہونیسے اس عالم سے اسکو نہ کوئی خوشی نہ کوئی رنج پس روحی
مقصود فوت ہونیسے ضرور ہوا کہ اسکو سزا جہل صانع سے ضرور ہونی
چاہیے تا کہ اصل حکمت روح کے خلقت کا بیکار نہ ٹھہرے روح کی خلقت
کا کوئی مقصود نہ ٹھہرانا اس سے زیادہ بیوقوفی کیا ہوسکتی ہے اور چونکہ
اجسام روحکے کام کے معین و حاجت روا پیدا کیے گئے ہین اسلیے روحانی غرض
اونکی تربیت و پرورش کی ہرگز نہین ہوسکتی کیونکہ اگر روحانی غرض درستی
جسم کی ہو تو علاوہ مفاسد مذکورہ بالا و نقض قاعدہ تکوین اجسام مخدوم
وارواح خادم ہون پس انسانکو ہرگز فضیلت دیگر مخلوقات پر نہوگی
یہہ بالکل باطل ہے -
اب یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ معرفت ذات و صفات علت العلل

مقصود بروحی ہے اور چونکہ اوسکے فوت ہونیسے مقام پاداش ایک
دوسرا عالم قرار دیا گیا اب وہانکی کیفیت اور نتیجہ اعمال جو اس عالم مین ہمنے کیے
ہمکو کیونکر معلوم ہو- پس اسلیے یہہ امر ضروری ہوا کہ ہمکو یہہ بات بخوبی معلوم
ہونی چاہیے کہ کن اعمال سے روحی مقصود حاصل ہوگا اور کن سے فوت
ہوگا اور اس قسم کے عمل درآمد سے فوت ہوگا ہم اس عالم مین غور کرتے ہین
تو جہل کی کیفیت فقط اسمین منحصر نہین پاتے کہ وہ اسکے مجہول مطلق ہو
بلکہ ایک دوسرے قسم کا جہل پایا جاتا ہے جو کہ دوسرے درجہ پر اوس
جہل کے ہے مثلاً ہم زار روس کا بادشاہ تسلیم کرتے ہین مگر اوسکے
ساتھہ اور شرکا کو بھی شریک مملکت مانتے ہین یا جو قدرت و اختیارات
و احکام اسکے نافذ اس ملک پر سمجھتے ہون اوسیطور سے کسی دوسرے
شخص کے بھی مانتے ہون یا جو تعظیم مخصوص اوسکے [illegible] وہ دوسرے کیلیے
بھی کرتے ہون پس درحقیقت یہہ بھی جہل اوسکی حکومت اور قدرت اور
عظمت کا ہے اسکو سچے علم سے کوئی مناسبت نہین ہے اسیطور سے اوس
علت العلل کی معرفت ذات کے بعد یہہ لازم ہوا کہ اوسکے صفات اور
تصرفات مین بھی کسی قسم کا جہل نہو ورنہ وہ کیفیت روحی مقصود جو
مراد سچی معرفت سے ہے حاصل نہوگا -

جب ہم ان سب درجوں پر غور کرتے ہین تو ہمکو اس بات کے ماننے
مین کچھ دقت نہین ہوتی کہ ہر انسانکا یہہ کام نہین ہے کہ اوسکی ذات
و صفات کی کماحقہٗ شناخت کر سکے خصوصاً اوس وقت جبکہ حکما کے حالات
کو دیکھتے ہین کہ کوئی ملحد کوئی مشرک کوئی بت پرست تھا جنکے بیان
تواریخ یونان و مصر کے صفحات بھرے ہین - جبکہ حکما کے عقول کا یہہ

رب النوع انسان کے سننے کا استحقاق رکھتے ہین یہہ حالت ہو تو درحقیقت تامہ خلائق کے عقل کا یہہ منصب نہوگا کہ وہ بغیر تعلیم سچے طور سے طریقۂ نجات کو جان جاوین جب ہم اعلے ترین مقصود معلومات کا اوس صانع کی شناخت اور مدار نجات کا اوسکی معرفت پر منحصر جانتے ہین تو اوسکے ماننے مین ہرگز تامل نہوگا کہ جسکے لئے کوئی ایسا ذریعہ ضرور ہونا چاہئے جسکے لئے عصمت لازمی ہو تاکہ نوع بشر نجات پا سکے تمام مخلوق و حکما کی حالت ابھی معلوم ہو چکی کہ اونکے عقول ایسے نہیں ہین جنکے لئے عصمت خطا سے لازمی ہو لہذا اس نوع بشر مین بعض ایسے اشخاص کا ہونا ضروری ہے جنکے اوپر پورا بھروسا ہو سکے خدا کی رحمت کا اقتضا یہہ نہیں ہے کہ ہمکو ایسی بات کی تکلیف دے کہ جسکے لئے کوئی وسیلہ مہیا نہ کرے پس ایسے لوگ انبیا علیہم السلام ہین جو درحقیقت بباعث سلامت عقل و نور بصیرت و علو فطرت کے اس سے معصوم ہین کہ ان حقایق کی شناخت اور فہم حکمت مین غلطی کرین اسواسطے ہمکو اب ان انبیا کے شناخت مین دقت پڑی تاکہ مکار کو راست کردار سے اور شعبدہ باز کو اصل سے تمیز ہو سکے اسلئے اونکی معرفت کے چند قواعد بیان کرتے ہین تاکہ اونکی شناخت مین دقت نہو اور معصوم غیر معصوم سے ممتاز ہو جاوے۔

باب معرفت انبیا

معرفت اول سچا نبی وہ ہے جو سچی راہ نجات کی تمام انسان کو دکھلا دے اور ناشدہ دولت وجود سرمدی تک اوسکی رہبری کرے

یعنے جسکی تعلیم توحید سہ گانہ مین کامل ہو توحید فی الذات و توحید فی الصفات و توحید فی العبادات کا پورا بیان ایسے انداز حق نما کے ساتھ ہو جس سے خدا برحق کا اپنی ذات اور اپنے صفات مین یکتا ہونا مثل بدیہیات کے محسوس ہو اسکی تمامی پند و موعظت کی خاص غرض و غایت ذات الٰہی اور اوسکے صفات اوصاف و کمالات کا اظہار ہو وہ اپنے پسندیدہ اقوال و برگزیدہ اعمال سے دنیا کو یہہ دکھلا دے کہ خدا جسطرح اپنے ذات و صفات مین یکتا ہے اسی اوسکی جو خاص تعظیمات و عبادات ہین اونمین بھی کوئی اوسکا شریک نہین ہے اور نہ وہ کسی غیر کے لئے کیجا سکتی ہین اسلئے کہ شرک فی العبادات بجز بشرک فی الصفت ہو جاتا ہے-

دوسری معرفت یہہ ہے کہ اوسکی تعلیم عامہ اخلاق حسنہ انسانی پر حاوی و شامل ہو کوئی اصل اصول اخلاق انسانی مین سے ایسی نہ پائی جائے جسکا منشا و ماخذ اوسکی تعلیم مین نہ ہو کیونکہ انسان کی سرشت مین تین قسم کا تعلق پایا جاتا ہے ایک تعلق اوسکا مبدء المبادی یعنی اپنے خالق کے ساتھہ- دوسرا اوسکے جسم کا اوسکے روح کے ساتھہ تیسرا عام مخلوقات کے ساتھہ علی قدر الحاجت بحسب الضرورت اور ان تعلقات کا اعتدال کے ساتھہ قایم رکھنا اور اسپر عمل درآمد کرنا خلق کے نام سے معبر ہوتا ہے خالق اور مخلوقات کے مابین جو تعلقات ہین اونکا اعتدال متفرع توحید کے پوری معرفت پر ہے مثلاً توکل جو ایک خاص واسطہ و علاقہ بین الخالق و مخلوق ہے یعنے مخلوق کا ہر امر مقصود و مطلوب مین اوسی ذات احد پر بھروسا کرنا رضا یعنے اوسی سے ہر حال مین راضی رہنا تسلیم یعنے اوسیکے احکام کے سامنے گردن جھکا دینا صبر یعنے اوسکے بلاؤ نیز ثابت و مستقل رہنا وغیرہ

وغیرہ تعلقات انسان کے خداے پاک کے ساتھہ ایسے ہین کہ اگر ان
تعلقات مین اوسنے افراط وتفریط کی مثلاً کسی دوسرے پر بھروسا کیا
یا بالکل اپنے تئین مجبور محض مثل جمادات کے تصور کرکے ترک تدبیر کیا یا
اوسکی بلا پر صابر نہوا تو ہرگز اعتدال حقیقی حاصل نہوگا بلکہ سلب نقص
شئونات کا لازم آئیگا اور یہہ امر خارج از بحث بنی عدم معرفت ذات
حقہ واحد واسد پر ہے پس توحید بھی پوری نہوگی دوسرا تعلق خود اوسکے
روح کا اوسکے جسم کے ساتھہ ہے چونکہ روح کو جسم سے چند ایام تک
بقدر ضرورت کام لینا مقصود ہے اسلیے جسم کے بقا و صحت کے فکر وتدبیر
اوسکے ذمہ لازمی ٹھہرایا کہ وہ ترقی علمی پورے طور سے کرسکے اسلیے اوسکو
اوصاف شجاعت وصبر وقناعت وغیرہ کی ضرورت پڑی تاکہ خواہشہاے
جسمانی کے حصول مین ان اوصاف کے ذریعہ سے اعتدال ملحوظ رہے
اگر قناعت وصبر اوسمین نہونگے تو وہ ساری عمر عزیز اپنی جسمانی حوایج
کے رفع مین بسر کردیگی اور اگر شجاعت نہوگی تو اپنی خواہشونکو مقہور
ومغلوب نہ رکھہ سکیگی اگر بالکل انہماک جسمانی حوایج کے حصول مین ہوگا
تو ترقی جو کہ مقصود ومراد تھے فوت ہوجاویگی اور اگر بالکل حوایج جسمانی
سے ترک تعلق کیا جاوے تب بھی علمی ترقی نکرسکیگی کیونکہ بلا حصول
حوایج جسم قیام صحت جسم محال ہے جس سے روح کے افعال کا بھی صحیح
رہنا مشکل بلکہ محال ہے تیسرا تعلق عام مخلوق کے ساتھہ اسلیے ہے
تاکہ بقدر ضرورت حوایج جسمانی رفع ہوتے رہین اس اختلاط کے وجہ سے
بہت سے اوصاف مثل عدل وانصاف رحم وسخاوت وراستی وغیرہ
کی ضرورت ہوئی چونکہ ہر انسان کے ساتھہ ضروریات واحتیاجات سیکڑون

ہے اگر عدل نہوگا تو موجب فتنہ و فساد کا ہوگا حلم نہوگا تو ہمیشہ موجب کشت و خون کا ہوگا سخاوت نہوگی تو ہمیشہ حرص و بخل دامنگیر ہوکر اوسکو ترقی کمالات انسانی سے محروم رکھکر جسمانی حوایج کیطرف مصروف رکھینگے اب پوری تعلیم و تکمیل مذہب کے ان تعلقات و اغلاق کے اعتدال و پابندی سے ہوسکتی ہے اگر دنیا سے بالکل قطع تعلق ہی کرنا مان لیا جاوے تو اس عالم کی بہہ حیرت وہ شاندار حالت وحشت و مہیب ہوکے عالم اور خرابہ سے بدلجاوے و انتظام تمدن کا بالکل مسدود ہوجاوے اور اگر اسکے حصول میں بالکل افراط ملحوظ رکہا جاوے تو اعلی غرض تکملہ نفس و ترقی مدارج کمال علمی فوت ہوتی ہے اسی لیے اسی اعتدال کے قایم رکہنے کی نظر سے مذہب کو ہمیشہ ضرورت پڑی کہ اسکا خیال و لحاظ رکہے کہ نہ ضرورت سے زیادہ اور نہ کم حاجات جسمانی حاصل کرنیکی تعلیم دے بعض اوقات بعض انبیا علیہم السلام نے بعض احکام اس اعتدال حقیقی کے نظر انداز کے العتنہ لخاصیتہ خلاف بتلائے ہین جسطرح علت غلبہ صفرا کیحالت مین مریض صفراوی کو طبیب شیرینی سے احتراز کرنا بتلاتا ہے جو عموماً ہر صحیح کو مرغوب و مفید جانا ہے جیسے حضرت عیسی علیہ السلام نے بباعث قساوت قلبی و سنگدلی و پابندی رسومات ظاہری جو علت متجاوز عن الاعتدال تہین یہود یونکو حلم رہبانیت دیا جو فطرتاً انسان کے لیے مکروہ و مہروب تہی تاکہ اونکی دلوں سے حب جاہ و مال کا جو متجاوز عن الاعتدال تہا جاتا رہے طبایع اعتدال حقیقی پر آجاوین دوسرے الفاظ مین تعلقات عام مخلوق کے ضابطہ عمل درآمد کی تشریح یون ہوسکتی ہے کہ ہر ایک قوا و اعضاے انسانی کی

خلقت سے کچھ مقصود بالذات ہوگا پس جو عضو جس کام کے لئے مخلوق ہوا ہے
اوس سے کام کے لینے کی ہدایت ہونی چاہیے جسطرح روح علمی ترقی کے لئے
مخلوق ہوئی ہے اوسکو اوسی کام کی تعلیم ہو جسم بقاے سلسلۂ توالد و تناسل
کے لئے ہے اوسکو اوسی کام کے لئے ہدایت ہو حواس خمسہ ظاہری و
باطنی احساس ادراک علوم معین حکمت و حصول اسباب دیگر حوائج کے
لیے مخلوق ہوئے انکے اعتدال سے متجاوز نہ ہونے دے یعنی مطابقت
اصول مراد و مخالفت اصول اثم کی مقصود ہو اسیکا نام فطرت ہے خدا
تعالی نے فرمایا فطرت الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق
الله ذلك الدين القيم فطرت خدا کی جسپر پیدا کیا خدا نے آدمی
کو تبدیل اوسکے خلق کو نہیں ہے اور یہی ہے دین مضبوط اور یہ استوار
تیسری معرفت سچا بنی وہ ہے جسکی تعلیم مین انبیاے سابق کے
مخالفت عامہ عقاید و اصول کلیہ بر و اثم مین نہو گو جزئیات اعمال مین تبدیل
و تغیر حسب تقاضاے وقت و ضرورت ہوئے ہونگے مگر اصول عام انکے اسکی تعلیم مین محفوظ ہون
چوتھی معرفت یہہ ہے کہ احکام محافظ اخلاق ایسے عمدہ اور دلکش
طور سے بیان ہون جس سے حصول اخلاق جو ضبط بین الخالق
والمخلوق و بین الروح والجسم و بین الانسان و بنی نوعہ سے
ہوتا ہے آسانی سے ہو جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ اخلاق کی خرابی ہمیشہ اپنے
حدود حق سے تجاوز کرنے سے پیدا ہوتی ہے تو اوسکے لئے ایسے قواعد ضابطہ
کی ضرورت ہوئی کہ جسکے پابندی سے ہر انسان تقریباً حقیقی حد اعتدال
پر قایم رہے توحید کے لیے ان باتوں کی تکمیل کی ضرورت ہے کہ عقاید
و خیالات و اعمال سے شرک فی الذات و فی الصفات و فی العبادت

نہو اور وہ اوصاف اور اخلاق جو درمیان اوسکے روح وجسم کے
ہین اعتدال پر قائم رہین ایسے قواعد کی ضرورت ہے جو بہت جلد
اوسکو ان اوصاف کے ساتھہ متصف ومتخلق کردے سیاست مدن
کی اسلئے ضرورت اور حاجت اعتدال پر قایم رہنے کی لئے زیادہ ہوتی
ہے کہ جبتک انسان کا عمل درامد اپنے ہم جنس کے ساتھہ اون اخلاق
کے ساتھہ نہوگا تبتک فقط علم معرفت ان اخلاق کے ہرگز موجب نجات
نہین ہوسکتے اور اوسکے عملدرامد کا آسان طریقہ معلوم ہونا بلا مدد غیر
بتلائے ہوے سخت مشکل ہے خصوصاً عوام کے لئے قریب بمحال
ہے کیا ہم نہین دیکھتے ہین کہ جن مذاہب اور جن اقوام مین کوئی قانون
جسکا تعلق مذہب سے ہو نہین موجود تھے تو اون مین باوجود اسقدر
جد وجہد کے کوئی نتیجہ معتدبہ نہین پیدا کرتا حالانکہ اوسکے عملدرامد
کرنیوالے بہت بڑے مقنن وتجربہ کار اشخاص ہین مذہب کے نام سے
جسطور سے عوام کے گردن اوسکی پابندی مین خم ہوتی ہے ہرگز نہ
قانون کے خوف سے نہین ہوتی ایسی طریقہ و قواعد سے حکیم
ہرگز چشم پوشی نکریگا جس پر اصلاح کل نوع انسان کی منحصر ہو چونکہ اختلاط
بنی نوع کے باعث معاملات بیع وشرا وحقوق مالی وبدنی کے پیدا ہوتے
ہین اسلئے یہہ امر ضروری ہوا کہ اونکے لئے کوئی ایسا قاعدہ ضرور ہو
جسکو ہم عدل کہہ سکتے ہین اور اگر اوس قاعدہ کے پابندی دانستہ یا
بلا دانستہ نہوگی تو بیشک وہ اخلاق جو اعتدال مخالطت کا نام ہے
حاصل نہونگے اور اوسکے عدم حصول کے باعث روح مین ایک قسم
کی خرابی وکدورت حاصل ہوگی جسطور سے غذا حلال کا حصول ضروری

ہے اور اوسکے نہ ملنے سے انسانکی نیت مین فساد پیدا ہوتا ہے کہ جبر و ظلم اور جن طریق سے ملنا ممکن ہو حاصل کیا جاوے پس ظلم و جبر کے بچنے کے لیئے ضرور ایسے قواید مقرر ہونا چاہیئے جو بالکل انصاف کے مطابق ہون اور جنکی پابندی سے عمداً و سہواً انسان مرتکب اون جرایم کا نہو۔

پانچوین معرفت یہہ ہے کہ وہ خود مخلوق بہ اعلی ترین اخلاق ہو اور اوسکے اقوال و اعمال و عقاید مین ذرہ بہی مخالفت نہ از روے عمل کے یا از روے بیان کے ہو اور نہ اوسمین اوصاف ذمیمہ و خصائل رذائل کبر و عجب و ریا و طمع و بخل وغیرہ ہون۔

چہٹی معرفت یہہ ہے کہ قبل نبوت کے بہی کذب و بہتان و بداطواری کے ساتہہ متہم نہو بلکہ انوار فطرت سلیمہ و اوصاف حمیدہ کے اوسکے اقوال و افعال سے جہلکتے ہون۔

ساتوین معرفت یہہ ہے کہ اخبار ماضی و مستقبلہ جو کچہہ انبیائے سابق نے بیان فرمایا ہو اوسکی تکذیب یا انکار اسکی تعلیم سے نہ لازم آتا ہو بلکہ خود تکذیب انبیا یا اونکے عقاید یا کتاب منزل من اللہ کی ہوتی ہو یا کسی قسم کا حرف اونکے اطوار و عادات پر نہ آتا ہو۔

اٹہوین معرفت یہہ ہے کہ کوئی حکم یا محافظ حکم خلاف فطرت و اصول برواشت و حکمت کے نہو اور اعمال شرعی مصالح و مفاد بشری و حکمت پر مبنی ہو ورنہ وہ باتین جو حکمت کے مخالف ہون یا جس سے کسی امر بدیہی و واقعیکی تکذیب و تردید لازم آتی ہو نہون۔

نوین معرفت یہہ ہے کہ محالات ماخوذ العقل اسکی تعلیم مین بیان

ہون یا ایسی باتین جس سے خدا کی عظمت و اوصاف و عصمت مین عجز
و نقصان پایا جاتا ہو جیسے کسی جسم مین حلول کرنا یا اوسکا معطل ہونا وغیرہ
دسوین معرفت یہہ ہے کہ بپابندی ان امور بالا کے اگر معجزہ اوسکے
ساتھہ ہوگا تو وہ بہی علامات نبوت سے ہے ورنہ کوئی شعبدہ و کرشمہ دکھلانے
سے نبی نہین ہوسکتا۔ اصل معجزہ کے معنی یہہ نہین ہے کہ یا فوق فطرت
انسانی یا بلا اسباب کوئی شی یا بات ظہور مین آوے۔

جبتک کہ روح کی خاصیتون پر بالتفصیل بحث نہین کیجائیگی اوسوقت تک یہہ
دعوی کہ معجزہ خلاف فطرت نہین ہے [illegible] ثابت نہین ہوسکتا لہذا استقرا سے
جو کچھہ ہمکو معلوم ہوا ہے اوسکو ہم بیان کرتے ہین [illegible] انہین خواص
پر خاصیتون روح کا [illegible] نہین ہوسکتا جسقدر [illegible] ثابت ہونگی اوسیقدر
معجزات کا ثبوت زیادہ تر ہوتا جائیگا بلکہ درحقیقت دیگر فطرتی انفس کے
اندر ہی ہین جنکا ظہور مقتضائے نبوت کے ساتھہ مشروط ہے۔

خاصیت اوّل ۔ روح مین ایک قسم کا اثر ایسا ہے کہ وہ واقعات
عالم کو دیکھکر اپنے اقتضائے طبعی کے موافق رنج و غم و خوشی و راحت
و صاف رفق و لینت و قساوت وغیرہ حاصل کرلیتی ہے اور ان افعال
کے تکرار سے اوسمین ایک ملکہ راسخہ ایسا ہوجاتا ہے کہ اوس سے ویسے ہی
افعال بلا تکلف صادر ہوتے رہتے ہین عبادات کی اصل یہی ہے کہ بتکلف
عجز و عبودیت و خشوع و خضوع و صبر و تحمل کرنے کو پہر صفت و صنعت طبعی بنجاتی
ہے۔

خاصیت دوم ۔ جب ہجوم افکار سے ذہن خالی ہوتا ہے تو وہ پہر معاملات

پر طبیعت خوبی کے ساتھہ غور کر سکتی ہے اور اوسکے ہر پہلو تک نظر اوسکی پہونچتی ہے یہہ اصل خدا کے اوصاف پر غور کرنے کی ہے جسکو مراقبہ کہ ذریعہ سے جہان بالکل طبیعت ماسوے سے صاف و فارغ ہوتی ہے حاصل کرتے ہین

خاصیت سوم اوسمین ایک یہہ بھی حالت ہے کہ جب کوئی کسی لفظ کی معنی یا کسی شئے کی صفت کا تصور کرتے ہے تو اوس معنی و صفت کے تصور سے حسب خاصیت اول وہ اوسکا وصف و صفت ہو جاتا ہے مثلاً اگر عشق کے مضامین پر غور کرین اور جسکو چاہتے ہین اوسکا دہیان و تصور کرین تو وہ حالت ہمپر غالب جاویگی اور ہمارا عشق ترقی کرتا اسیطور جب ہم خدا کے کسی صفت کو غور کرینگے تو اوس صفت کے باعث سے ہمپر کسی قسم کا تاثر ہوگا جیسے رحمن کی معنی کا جب ہمنے تصور کیا تو اوسکے فضل و کرم کا ہمارے دلپر بہت بڑا اثر ہوگا یا جب ہم قہار کے معنی کو تصور کرین گے تو اوسکے غلبہ و سطوت سے ہمکو سخت خوف پیدا ہوگا یہہ اصل دعا و نماز کی ہے کہ جسمین خدا کی عظمت و ہیبت کی صفت کو اپنے اوپر ہر وقت اسلئے طاری رکہنا مقصود ہے تا کہ اوسکی حضوری کے باعث معصیت کیطرف طبیعت راغب نہو اور اسی باعث سے خدا کی محبت بہ تصور اوسکے افعال و صفات ذات سے بالجبر پیدا کرائی جاتی ہے تصوف کے یہی معنی ہین

خاصیت چہارم ۔ اوسمین ایک قسم کا انجذاب مقناطیسی ہے کہ وہ ہم لوگونکے قلوب کو جنمین مناسبت طبعی ہوتی ہے اپنے جانب کھینچتے ہے گو کہ اونکا تعلق ایک دوسرے کے میلان خاطر کا آپسمین نہو جسطرح ہر وقت بیٹہنے اور اوٹہنے سے خود بخود رشتہ محبت بباعث صدق و اخلاص مضبوط ہوتا جاتا ہے اور جسکے ساتھہ مناسبت طبعی اور اخلاص نہین ہوتا اوس سے خود بخود نفرت و کدورت رہتی ہے — دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر

از سوئے کینہ کینہ واز سوسے مہر مہر زاید یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **الارواح جنود مجندہ فما تعارف ائتلف وما تناکر منہا اختلف** - ارواح ایسمین ایک فوج مین جو گروہ کے گروہ بنائے گئے ہین پہر جنمین ایسمین معرفت ہوگئی وہ مالوف ہوگئین اور جنمین مناسبت نہوئی وہ مختلف ہوگئین اسی معنی کو خداوند تعالی نے فرمایا ہے **انک لا تہدی من احببت** کہ آپ نہین ہدایت کرسکتے جسکو چاہتے ہین

خاصیت پنجم ایک اور قسم کا جذب مقناطیسی حیوانی ہے جسکے باعث سے عامل سلب حواس کرلیتا ہے اور معمول پر بباعث اپنی قوت کے اپنا اثر ڈالتا ہے مسمریزم والے اسیقوت کے باعث لوگونکو بیہوش کردیتے ہین اس قوت کے زور دینے سے اسقدر انجذاب ہوتا ہے کہ اوسکی کیفیت زائل و متغایر ہو جاتی ہے بلکہ بعض لوگون سے بیساختہ ویسے ہی وہ افعال صادر ہوتے ہین جنکو عامل چاہتا ہے لنڈن مین سیکڑون ہین جو لوگ میز کو زمین سے معلق کرلیتے ہین - ڈاکٹر گریگری صاحب نے اپنی کتاب مین اسبات کو لکہا ہے کہ بعض اجسام فرش زمین سے بباعث قوت جاذبہ قوی ہونے عامل کے ہوا مین معلق ہوگئے ہین - چنانچہ ڈاکٹر اسڈیل صاحب کلکتہ مین بعض مریضونپر عمل جراحی بیحس کرکے بعوض کلوروفارم کے کرتے تہے -

اس عمل کی ایک خاصیت یہہ بہی ہے کہ سلب امراض اس سے کرلیتے ہین - اسکے وجہہ یہہ ہے کہ عامل اپنے قوت مقناطیسی کے ذریعے سے جب خیال بباعث تصور حرارت یا برودت حسب خصیت ثالث اپنے اوپر غالب کرکے معمول پر اوسکا استفاضہ کرتے ہین تب معمول کے مرض مین بباعث تغیر نظام عسروقی تبدیل بباعث حرارت یا برودت کے ہوتی ہے - چنانچہ ڈاکٹر

لیوس صاحب نے چہہ سو قدم کے فاصلہ سے ایک عورت کا درد سر اچھا کر دیا (طلسم فرنگ مختصر کتاب ڈاکٹر گریگری صاحب صفحہ ۱۵ تبصرہ دوم) اور بعض عامل نے سو گز کے فاصلہ سے معمول کو کھینچ لیا (کتاب مذکور صفحہ ۱۵)

خاصیت ششم ایک اوسکی خاصیت یہہ بہی ہے کہ جب حواس ظاہری اوسکے باطل ہو جاتے ہین تو عامل کے دل کا حال وہ بتلانے لگتا ہے بلکہ اوسکے موںہہ کے ذایقہ کے کیفیت اوسکے موںہہ مین آ جاتی ہے ڈاکٹر گریگری صاحب نے کتاب مذکور مین شرکت حواس ظاہری کا بیان نہایت مفصل طور سے لکھکر اسکو ثابت کیا ہے۔

خاصیت ہفتم اوسکی ایک خاصیت یہہ بہی ہے کہ وہ حیوانات کو اپنی قوت جاذبہ کے باعث رام کر لیتی ہے جسطور سے سرکس والے کرتے ہین بلکہ ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہین کہ شیر کے ساتھہ انکہہ ملانے مین وہ بالکل حملہ نہین کر سکتا مگر جسکے قوت جاذبہ قوی ہو ہر شخص کا یہہ کام نہین ہے لیوس صاحب نے ایک سانپ کو دیکہا کہ وہ بلی پر اپنا اثر مقناطیسی ڈال رہا ہے حتی کہ بیتاب ہو کر وہ بلی اوسکے قریب چلی گئی اگر وہ جدا نہ کر لیجاتی تو فوراً مر جاتی۔

خاصیت ہشتم معمول عامل کا اسقدر تابع ہو جاتا ہے کہ عامل جو کام چاہتا ہے اوس سے لینے لگتا ہے اور جونسی زبان چاہتا ہے اوس سے بولوا سکتا ہے (صفحہ ۵۸ کتاب مذکور) بلکہ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ وہ علم مقناطیس حیوانی و علم التشریح کا درس دینے لگتا ہے جسکو وہ کبہی نہین جانتا تہا (صفحہ ۶۸ تبصرہ دوم)

خاصیت نہم معمول اون باتونکو جو اوسکی نظر سے غایب ہین مثلاً فی

لکہتا ہے چنانچہ مصنف کتاب مذکور لکہتا ہے کہ میرے سامنے لینوس صاحب
نے ایک عورت پر عمل کیا اور اوسنے میرے گہر کا حال جو اوسوقت تہا پورا
پورا ابتلا دیا صفحہ ۶۹ بتصرہ چہارم بعض معمول بند خط اپنے سر پر رکہکر پڑہ
دیتے ہین - علم اشراق اسی فن کا نام ہے اور حکماے سابق مثل افلاطون
وغیرہ اسکے عامل تہے اور شیخ شہاب الدین مقتول علماے اسلام
مین بہت نامور شخص اس فن مین گذر چکے ہین - جو شخص ان سب باتونکو
تسلیم نکرتا ہو کتب اس فن کی انگریزی عربی مین موجود ہین اوسپر عمل کرنیکے
بعد تحقیق اسکی تکذیب کر سکتا ہے - لوگونکو ان سب بیانات کو سنکر تعجب
ہوتا ہوگا مگر ڈاکٹر گریگری نے اس بات کو علم مقناطیسی حیوانی سے ثابت
کیا ہے وہ کہتے ہین کہ ڈاکٹر ریشنبک صاحب نے اپنے تجربہ سے جو علاوہ
مقناطیسی حیوانی کے علم حرارت وروشنی کے ہے یہہ دریافت کیا ہے کہ
ساری عالم مین ایک جوہر پہیلا ہوا ہے جو جمیع اجسام مین نفوذ کرتا
اور اوسکی رفتار حرارت سے کم اور نور سے زیادہ ہے وہ ایک جسم سے
دوسرے جسم مین منتقل ہوتا رہتا ہے اور سارے عالم مین پہیلا ہے بعض
ضعیف القوی جو کمزور ہوتے ہین وہ اکثر قبر و نیز ایک روشنی دیکہتے
ہین وہ درحقیقت اوسی جوہر کا رنگ ہے جو مغایر رنگ آفتاب و چراغ
کے ہے بلکہ جہان روشنی نہین ہوتی وہان بہی جوہر لوگونکی نظر مین
چمکتا معلوم ہوتا ہے اس بات کے فی الحال جتنے کیمیا گر ڈاکٹر ہین وہ
مقر ہین انکا تجربہ بہی ادویہ سے کیا جاتا ہے ڈاکٹر صاحب جب اس مسئلہ کو
مسلم مان چکے تو وہ ایک دوسری مثال دیتے ہین کہ دو محقق آجکل ایک
فرانس اور ایک نئی دنیا مین گہونگونکی قوت مقناطیسی کے دریافت مین

مشغول ہین اونکا نتیجہ ابھی مشتہر نہین ہوا مگر اسقدر معلوم ہوا ہے کہ
کہ اونہون نے یہہ تجربہ کر لیا ہے کہ اگر کئی گھونگے ایک جگہہ چند روز رکھے
جاوین اور بعد اسکے جب وہ جدا کر لیے جاوینگے اور ایک لاہور مین اور ایک
کلکتہ مین رکھا جاوے تو جسوقت اوس گھونگے کو جو لاہور مین ہے
چھوینگے تو جو گھونگا کلکتہ مین ہے اور اوس گھونگے کے ہمراہ رہ چکا ہے
اوسکو فوراً حرکت ہوگی اگر یہہ تجربہ ثابت ہوگیا تو بیشک تار برقی
کی ضرورت ہرگز نہ رہیگی یہہ بات کچھہ بعید از قیاس نہین ہے کیونکہ
سنگ مقناطیس کا رخ باوجود اسقدر بعد مسافت کے ہمیشہ اپنے مرکز ہی
کیطرف رہتا ہے ڈاکٹر موصوف جب یہہ دو مسئلے لکھہ چکے تو لکھتے ہین کہ
عامل کا اثر بذریعہ اسی جوہر کے جو موسوم بہ اوڈائل ہے معمول پر پڑتا ہے
یعنی یہی اجزا اوسکے جسم سے منکشف حسب اقتضاے عامل ہو کر معمول کے
جسم مین جاتے ہین جسکے باعث سے سلب ہو اسکی باعث تغیر نظام
عروقی اسکے ہوتا ہے اور چونکہ اس جوہر مین حسب بیان ڈاکٹر ریشن باخ
صاحب کے کچھہ نور ہے اور وہ بباعث غالب ہونے نور آفتاب یا چراغ
کے نہین معلوم ہوتا اسلئے جب اوسکی انکھین بند ہو جاتی ہین اور حواس
ظاہری باطل ہو جاتے ہین تو اوسی نور مین جو ہر جسم مین نفوذ کرتا ہے
وہ خط وغیرہ پڑھہ لیتے ہین بلکہ دوسرے مکان کے خبر معلوم کر لیتے ہین
کیونکہ بباعث نفوذ اوس جوہر کے ہر اجسام مین جسکا نام اوڈائل ہے کوئی
دیوار وغیرہ حاجب و حائل نہین ہوسکتی ڈاکٹر صاحب موصوف نے
یہہ بھی لکھا ہے کہ یہہ شبہہ ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ بلا ذریعہ آنکھہ کے روح نے
کیونکر مشاہدہ کیا کیونکہ درحقیقت جب روح مدرک ہے اور آنکھہ فقط

ایک ذریعہ ادراک ہے تو اسبات کے انکار کی کوئی وجہ نہین پائی جاتی کہ ماسوائے اِس ذریعہ کے رویت کا کوئی دوسرا ذریعہ نہین خصوصًا جبکہ صحت اوس مشاہدہ کے مطابقت واقعہ کے ثابت ہوئی ہو جب ہم آنکھہ بند کر لیتے ہین تو ہمارے خیال مین تمام عالم کی حالت ہوتی رہتی ہے بلکہ یہہ بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ آنکھہ بند ہونیکے بعد بھی انسان یہہ معلوم کر سکتا ہے کہ اسوقت اوجالا ہے یا اندھیالا خصوصًا جبکہ آنکھہ آشوب کرائی ہو بس وہ جوہر اد ڈال جو آنکھہ کے پردہ کے اندر بھی نفوذ کر سکتا ہے کیونکر اوس نور مین مشاہدہ ایسے چیزوں کا ہونا غیر ممکن ہے اسلئے کہ پردہ چشم اوسکا حاجب نہین ہے اور جب یہہ پلک اور اجسام جو شے مرئی اور ناظر کے درمیان مین واقع ہین وہ آڑ نہین پڑتے پس ممکن ہے کہ اسی نظر کے ذریعہ سے وہ شخص معاینہ کرتا ہو یا بلا واسطہ ان آنکھونکے معاینہ ہو پائی ہین دیکھو کہ چھپلیان کسقدر عمیق تہ مین ایک دوسرے کو دیکھتی ہین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم باب عجائب القلوب مین یہہ بات لکھی ہے کہ جب حواس ظاہری معطل کر دئے جاتے ہین تو روح کے ادراک کا ایک دوسرا چشمہ پہوٹتا ہے جو علم لدنی سے نامزد ہے اور اوس سے حالات عالم کا انکشاف بخوبی ہوتا ہے جبکہ ایسے امام عالیمقام نے اپنا تجربہ لکھا ہے اور خصوصًا بہت سے یورپین ڈاکٹرون کا بھی ایسا ہی تجربہ مطابق ہو تو پھر ایسی باتونکو وہمی قرار دینا خلاف دانشمندی ہے خصوصًا جبکہ وہ اسبات پر مستعد ہین کہ اسکو کر کے دیکھہ لو جسی غلط کہتا پھر اون شرایط کے ساتھہ کیون نہین عمل کر کے دیکھتے تاکہ تمکو بھی ایسے ہی کیفیت

کا انکار نہ لازم آوے جس سے تم مذہب سے ناحق بدگمانی کرتے ہو
ہمکو یہہ ضرورت نہ تھی کہ بعد اس تحریر و تجربہ کے ہم اوسکے اسباب بھی
بیان کریں مگر محض اسلیئے تاکہ رفع شک ہو جاوے خود اونھی انگریزون
کے رایون کو بیان کر دیا بالفرض اگر یہہ قیاس اونکا صحیح نہو تو بعد
تجربہ کے اوسکے علت کا بتلانا ہمکو فرض نہین ہے دیکھو یہہ بات تسلیم
کر لیگئی ہے کہ ہر چیز استفاضہ حسب قابلیت اپنے کرتی ہے مگر اسبات
کا کچھ ثبوت نہین ہے کہ وہ قابلیت کیونکر آئی خصوصاً معلول اول
مین کیونکہ وہان کسی اقتضا کا باعث معدوم مطلق ہونے اشیا کے
ثابت نہین ہو سکتا — پہر یہہ بات اگر صحیح ہے تو پھر اوس حدیث
کے تسلیم مین جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
[illegible] کے دیکھنا [illegible] نہین سکتا
[illegible] جو اس ظاہری [illegible] اس کام کے
[illegible]
[illegible] کی چیزین
[illegible]
[illegible] بھی [illegible] ہین کہ جو چیز کسی شخص کے پاس [illegible]
[illegible] جو ہر [illegible] کچھ [illegible]
اوس [illegible] معمول اگر بتلا دیتا ہے کہ [illegible]
چنانچہ ایک شخص کے بال بیس [illegible] اور معمول نے بتلا دیا کہ یہہ
فلان [illegible] سے ہو کر آتا ہے اور فلان شخص کا بال ہے — سلب [illegible]
کی [illegible] یہہ [illegible] ہے کہ جب عامل کو اختیار ہے کہ اپنے خیالات مین

شرکت معمول کی کراسکتا ہے اور اپنے قوت جاذبہ کے باعث اوسپر
اثر ڈال سکتا ہے تو بیشک بباعث تغیر ہونے حالت نظام عروقی کے
دوران خون کے اوسکے مرض مین بھی تغیر ہوگا حرارت یا برودت کا
جیسا اثر دینا عامل کو منظور ہوگا ویسا ہی معمول پر اثر ہوگا اور اسکی
تاثیر کے باعث سلب امراض ہوتے ہین بلکہ پانی پر بھی اگر اثر ڈالا جاوے
بیشک وہی کیفیت حرارت یا برودت کی اوسپر غالب ہو جاویگی
پانی پر جو دم کرتے ہین اوسکا اثر اسی قوت مقناطیسی سے ہوتی
ہے جس سے لوگ شفا پاتے ہین درحقیقت شفا بباعث [illegible]
مقناطیسی کے ہے [illegible] اوس منتر کے سبب سے [illegible] دم کرتے وقت
انسان [illegible] پڑھتا ہے یا جو نام خدا کا لیتا ہے اوسکا اثر [illegible]
روح پر پڑتا ہے اور روح سے [illegible] تعالیٰ [illegible] سے اثر ہوتا
ہے [illegible] وہی اثر [illegible] قوت مقناطیسی عامل [illegible] مریض یا پانی
پر ہوتا ہے جس سے سلب امراض و شفا ہوتی ہے [illegible] کلام کے
اثر کے ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص [illegible]
[illegible] ہو وسوسہ نہ پڑھے [illegible] اسقدر اثر [illegible] بیان کرنے
تو اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سلب امراض اور معمول کا بخواب کرنا
اور [illegible] مرض اسی باعث سے ہوتے ہین۔

خاصیت دہم — ایک خاصیت اوسکی یہہ بھی ہے کہ وہ
لوگونکے نظر و ذہن مین ایسا تصرف کرلیتی ہے جس سے کچھ کی کچھ چیز معلوم
ہوتی ہے چنانچہ ڈاکٹر گریگری صاحب لکھتے ہین کہ خود ڈاکٹر ڈارلنگ صاحب
نے یہہ اثر ایک عورت پر میرے سامنے کیا کہ جو اپنے خود [illegible]

سمجھنے لگی اور اسی اثر کے باعث اکثر عامل لوگون کے نظرونسے غائب
ہو جاتے ہین چنانچہ ڈاکٹر لیوس صاحب و ڈارلنگ صاحب فی زمانہ
اس کرتب مین بہت مشاق ہین اگر اسکو جانے دو تو بہی بازیگرونکو دیکہو
کہ اونکو صندوق مین لوگ بند کردیتے ہین مگر جب اونکو پکارو تو
دوسرے جانب سے برآمد ہوتے ہین حضرت موسی کے وقت مین ساحرون
نے اسی قوت کے باعث سے لوگونکی نظرو تدبیر تصرف کرکے رسیونکو
سانپ دکہلا دیا تہا چنانچہ کلام پاک مین ہے یخیل الیہ من سحرہم
انہا تسعی کہ اونکی سحر کے باعث ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گویا وہ چلتے
ہین در حقیقت گو یخیل کا لفظ اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ تبدیل
ماہیت نہین ہوئی تہی بلکہ تصرف اونکے نظر و تدبیر تہا حضرت موسی
علیہ السلام کے عصا کا سانپ بنجانا بہی اسی قوت مقناطیسی کے اثر سے
تہا حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ صاحب تاویل الاحادیث مین لکہتے
ہین کہ وہ عصا سانپ معلوم ہونے لگا نہ کہ در حقیقت تبدیل ماہیت
ہوئی جب حضرت موسی خدا کے وقت دریا پار ہونے لگے تو بنی اسرائیل
کے نظر و تدبیر ایسا ہی تصرف تہا کہ جس سے وہ پانی کو بستہ سمجھنے لگے تا کہ وہ
پہنچنے کے وقت خوف نکہاوین رسول اللہ کے انگشت مبارک سے جسوقت
کہ پانی جاری ہوا ہے وہ بہی تصرف آپکا تہا اور اونسے اوسی تصرف
کے ساتہہ شدت پیاس کی سلب کی گئی تھی اسی طور سے شق القمر
کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب تاویل الاحادیث مین لکہتے ہین کہ تصرف
اونکی نظر و تدبیر تہا نہ کہ شق قمر در حقیقت ہوا ہو۔

خاصیت یازدہم جب تعطل حواس ہو جاتا ہے تو وہ اکثر

کسی سبب سے ایسی آیندہ کے باتین تبلاتا ہے جو ٹھیک اوترتی ہین
چنانچہ ڈاکٹر گریگری صاحب کہتے ہین کہ ۳۵ بار معمول پر عمل کیا گیا
جسمین سے اوسنے جو وقت اوسکو اپنے ہوش مین آنیکا بتلایا وہ
۳۲ بار صحیح نکلا اور ایکبار غلط اور دو بار سوال ہی نہین کیا گیا تھا
اسکی وجہ یہہ ہوگی کہ جو حالت کہ اوسپر ہوتی ہے اوسکے زائل ہونیکی
کیفیت کو غور کرتا ہے اور اوس زائل شدہ حالت کو اوس بقیہ مادہ
التعطل حواس پر قیاس کرتا ہے کہ کسقدر باقی ہے لہذا جسقدر باقی
رہتا ہے اوسکو اوسی بنا پر بیان کر دیتا ہے ڈاکٹر موصوف اس بات
کو لکھتے ہین کہ اس سوال پر تھوڑے غور سے معلوم ہوا کہ اسقدر منٹ باقی
ہین اوسنے بیان کیا کہ میری نظرونکے سامنے تعداد منٹ کے آجاتے
ہین عجب نہین کہ یہہ گھنٹے چونکہ گردش مین پر تقسیم ہین اسلیے
اوتنی بار اونکی گردش کے باعث اوس دل کی روشنی مین صحیح
اندازہ وقت کا کیا جاتا ہوگا یہہ بیان اوسکا صحیح ہے تو آیندہ کے
پیشینگوئی کا ہونا بعید از عقل بات نہین ہے چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشینگوئی بتقید نام کے کی اور
حضرت داود نے رسول اللہ کے پیشینگوئی فرمائی بلکہ کتب عہد
عتیق مین فاران پہاڑ کے جانب سے رسول اللہ کے بعثت کی صاف
صاف پیشینگوئی موجود ہے — سورہ فتح مین اللہ تعالی نے صاف
صاف فرمایا ہے کہ توریت و انجیل مین یہہ پیشینگوئی محمد کے
اصحاب کے بارہ مین ہے — والذین معه اشداء علی الکفار رحماء
بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله و رضوانا

رجوع ہونگے اونکے ساتھہ ہونگے وہ آپس مین نہایت رحم کرنیوالے اور
کافرون پر سخت اور ساجد اور راکع ہونگے اور خدا سے اوسکے فضل کے
طلبگار ہونگے جب تعطل حواس کے باعث قوت مقناطیسی مین یہہ اثر ہے
کہ خواب مقناطیسی کے باعث معمول دوسرے گہر کی باتین اور
آئندہ وقت کے لیے پیشینگوئی کر سکتا ہے تو خواب مین [illegible]
[illegible] ہوتی ہین اور [illegible] ثابت [illegible] صحیح [illegible]
[illegible] لوگون نے خواب [illegible] حالات [illegible] مسجد کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سخت ضرورت ہوگی
[illegible] حالات معلوم ہون اسیوجہ سے
خواب کے تعبیر مین غلطی ہوتی ہے — اور مسجد اقصیٰ کا مثل کو دیکھنا
کچھ تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ اوسوقت کو تمام مسموعات کا بہتا کر
اونکے نظرونکے سامنے کردیا گیا جو لوگ [illegible] اسکے معنی
خواب مین ملتے ہین اور آپکا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانا

اور ملکوت سموات والارض کو دیکھنا تسلیم کیے ہین اور ان راستون
کے پورے حالات کا بیان بہی مانتے ہین پہا نپر وہ کونسی تاویل
کرینگے کہ اپکو وہ حالات پہلے سے معلوم تھے کیونکہ آپ نہ کبھی شام گئے
اور نہ اوس راستہ کو دیکھا اور نہ اوسکی کیفیت سنی اور حالات ایسے
بیان کیے جو چشم دید سے بڑہکر تھے۔ ابو جہل وغیرہ نے بلکہ اوس
قافلہ کا حال بہی پوچھا تہا جو راستہ مین تہا آپنے جس منزل مین
اونکو دیکھا تہا وہی مقام بتلایا اور قافلہ کے واپس آنے کے روز بہی
مقام اوس روز کا ہونا صحیح ٹھہرا ان قیاسات کے لئے پہلے سے
کوئی اسباب موجود نہ تھے جس سے تاویل ہوسکے بلکہ رسول اللہ
[illegible] موقعہ [illegible] ما کذب الفؤاد ما رأی
کے مشاہدہ مین [illegible] اوسکے لئے کوئی قیاسی اسباب پہلے سے
موجود نہ تھے جیسے خواب کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بعض دفعہ ہمنے خود ایسے دیکھے ہین کہ جسکے لئے پہلے سے کوئی وجہ
قیاس کی موجود نہ تہی اور اوسکے بعد وہ واقعہ ظہور پذیر ہوا
بلکہ ایک مقدمہ کے بابت ایک ماہ قبل یہہ بات معلوم ہوئی
تہی کہ دسوین تاریخ مقرر ہوگی حالانکہ اوسوقت تک مثل بہی
حاکم مجوزہ کے اجلاس مین نہین گئی تہی

خاصیت دوازدہم یہہ ہے کہ جو کچہہ اوسکے قلب کے حالات

ہوتے ہین اوسکا اثر اونکے چہرہ سے ضرور معلوم ہوتا ہے جسقدر
جس شخص کی طبع سلیم و فہم مستقیم ہوگی اوسیقدر وہ شخص اوسکے اندرونی
حالات سے واقف ہو جائیگا یہہ فراست صادقہ قیافہ کے متعلق ہے
اسی سے بعض لوگ ہر شخص کے چال وچلن بدخوئی ونیکخوئی کے بابت
سچی رائے قایم کر سکتے ہین بلکہ اوسکا بخیل و سخی و شجاع و نامرد
مکار و راستباز ہونا معلوم کر لیتے ہین حدیث شریف مین ہے
اتقوا من فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ مومن کے
فراست سے ڈرو کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے

خاصیت دہم ایک خاصیت اُسمین یہہ ہے کہ وہ ملہم ہو سکتی
ہے جس شخص مین جسقدر روحانی قوت اعنی الیہ ہوتی ہے
اوسیقدر اوسمین قابلیت الہام کی ہوتی ہے انبیا پر وحی اوسی
قوت کے باعث سے ہوتی ہے اور اوسی قوت کے تکمیل کے بعد وہ
معصوم ہو جاتے ہین اب چونکہ نبوت ختم ہو چکی اسلئے عصمت خطا
سے بہی محال ہے مگر بباعث اوس قوت کے موجود ہونیکے الہام کا
ہونا ہرگز منقطع نہین ہوا ہم معجزات نبی کے تصرفات کو بحیثیت
نبوت کہتے ہین اور تصرفات جو ماسوی انبیا سے ظہور مین آتے ہین وہ
کرامات یا استدراج ہین ہم معجزہ کو جز و نبوت نہ شرط نبوت
سمجھتے ہین بلکہ جسطور سے انکے مواعظ و احکام و علم و حکمت و فصاحت
و بلاغت و نیکخوئی ہونیکے باعث نبوت پر استدلال کرتے ہین اوسیطور
سے معجزات سے بہی استدلال اونکی نبوت پر کرتے ہین جہان بہت
سے کمالات انسانی انبیا مین مجتمع ہین وہان یہہ بہی ایک کمال

اونہین موجود ہے چونکہ مواعظ واحکام وارشاد وہدایت جو اصل مقصود نبوت
سے ہے اکثر جہلا اونکے اسرار وخوبی کو اور اون کمالات کا معجزہ ہونا
نہین سمجھہ سکتے اسلئے انبیا علیہ السلام نے وہ باتین جنکا ہونا وہ لوگ
موید من اللہ ہونیکے لئے ضروری سمجھتے تھے دکہلائین تاکہ اونکو رسالت
اور وحدانیت کے اقرار مین پہر جائے گفتگو باقی نہ رہے جبتک
لوگ طالب معجزات نہین ہوے یا کوئی ضرورت نہین ہوئی آپنے
نہین دکہلایا معجزہ کا ظہور ہر وقت انبیا کے اختیار مین نہین رہتا
بلکہ یہہ بات اوسکے شرائط کے موجودگی کے وقت ہوتی ہے جسطرح
بعض عامل بعض وقت معمول پر اثر ڈالنا چاہتے ہین مگر باعث زوال قابلیت معمول
یا باعث نہ موجود ہونے بہیر دلی اشیاکے یا باعث نہ شگفتہ ہونے قوائے عامل کے معمول
پر کوئی اثر نہین پڑتا اسیطور سے انبیا علیہم السلام بہی بعض وقت مجبور تھے رسول
اللہ نے اسی سبب سے مشرکین کو بعض وقت لوقت طلب معجزہ دکہلانے سے انکار کیا
اور کہا کہ یہہ فقط خدا کے اختیار کی بات ہے اس مقام پر ایک شبہہ یہہ ہوتا ہے کہ سحر و
کرامات و نواب سیوم ایک ہی قسم کا تصرف ہوتا ہے پہر اوسکا عامل کیون کافر اور
کا عامل کیون مثبت ہے اوسکی اصل وجہہ یہہ ہے کہ سحر اون اسماسے جو شرکیہ ہین
کئے جاتے ہین یا بذریعہ امداد شرکا کے اوصاف کے اشتغال اور فنون جاذبہ کا کرتے ہین اور اثر
مستقل اوس کلام کا سمجھتے ہین اور خدا کا نہین سمجھتے یا اوسکو کسی معصیت
مین صرف کرتے ہین اسلئے بباعث اونکی اعتقاد کے وہ فعل کفر اور
گناہ کبیرہ کا ٹہرا اور کرامات مین محض کسیکے ساتہہ بہبودی کرنا خدا کے
امداد کے باعث ہوتا ہے جسکا منبع نور نبوت و منبع الہام ہے پس وہ
عبادت ٹہرا کہ معصیت جسطور سے قوت یہہ جو منشا ہے تو الد خدا سے ہے

جب اوسکی رفع خواہش ازواج کے ساتھہ ہو تو موجب ثواب ہے
اور جب ماسوائے ازواج کے ہو تو گناہ کبیرہ ہے اسیقسم سحر کے بابت
خدانے فرمایا ہے کہ اونکے سحر کے باعث سے وہ رسیان چلتی معلوم
ہوتی تھین یہا نیز سحر موجب اوس چلنے کا ہوا پس اسقسم سحر کا اثبات
کلام پاک سے ہے جو لوگ سحر سے ایسی تبدیل ماہیت کے قائل ہین جسکا ہونا
محال ہے وہ بالکل غلطی پر ہین بلکہ اسقسم مقناطیسی جذب سے فقط
زوال کیفیت ہوتا ہے یا صورت نہ کہ ماہیت ڈاکٹر گریگوری صاحب
اپنے کتاب مین لکھتے ہین کہ ڈارلنگ صاحب لوگونکی نظر و نیز ایسا
تصرف کرسکتے تھے کہ چڑیا اوڑتی معلوم ہوتی تھی حالانکہ چڑیا کا وجود نتہا
پس لوگونکو ہرگز تسلیم معجزات سے انکار نہ کرنا چاہیئے اور مثل شیر اور
درندون کے مطیع ہونے سے ہرگز متعجب ہونا چاہیئے کیونکہ جسکو لوگ
تعجب سمجھتے تھے اب وہ اس قوت مقناطیسی کے ذریعے سے روزانہ ہو رہے
ہین اور معمولی اشخاص کرلیتے ہین چہ جائیکہ انبیا علیہم السلام جنکے سارے
خواص روحانی اعلی واتم ہین خصوصاً صفت نبوت جسکا ظہور فعلی کامل
مین ہرگز نہیں ہوتا ڈاکٹر گریگوری صاحب لکھتے ہین کہ مین اس دہوکے کے رفع کرنیکے
لئے کہ سحر قوت مقناطیسی کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہے ایک کتاب
تصنیف کرنیکا قصد رکھتا ہون اور ثابت کردونگا کہ یہہ ساری باتین
فطرت انسانی کے مطابق ہوتی ہین اور اسقسم کے باتونکا انکار ہرگز
نہ کرنا چاہیئے اس زمانے مین عام طور سے جرمن و فرانس و لنڈن
مین اس عمل کا چرچا ہے بعض مکارون نے جونکہ بباعث اپنی جہالت
ونا واقفیت کے لوگونکو دہوکا دیا تھے اسلیئے اس سے لوگ پہلے انکار

کرتے تھے مگر اب روزانہ تجربہ سے یہہ سب باتین ثابت ہوتی جاتی
ہین الہ آباد مین جادو گہر مین بہی سب تجربات کئے جاتے ہین۔
اِن خواص کے ترقیم کے بعد جناب ڈاکٹر سر سید احمد خانصاحب کا
مضمون مسمریزم کو ہو علم السیمیا جلد اول نمبر ۵ تہذیب الاخلاق
سنہ ۱۲۸۷ ہجری مین دیکھنے کی نوبت آئی جناب موصوف نے بہی قوت مقناطیسی
حیوانی کا اعتراف کیا ہے بلکہ اپنا مشاہدہ بہی لکہا ہے من شاء فلیرجع
الی اصل مضمونہ۔ بلکہ یہہ بہی درج فرمایا۔ ہے مگر جو زہد
تقوی و مجاہدہ او ریاضت خالصاً لِلّٰہ اور بلا خیال کسی امر کے
اختیار کیا جاتا ہے اوسکا لازمہ اس قوت کے قوی ہو جائیگا
ہے گو کہ اوسکو اس قوت کے قوی ہو جانے کا خیال بہی نہو۔ دروئشون
کے نفوس زاکیہ جو لوگونکی دلونپر اثر کرتے ہین وہ اسی قوت کے
قوی ہو جانے سے موثر ہوتے ہین انتہے۔
ہمکو اِن خواص کے تحریر سے یہہ غرض نہین ہے کہ انحصار قوا و اسباب
و عمل امور ما فوق العادت (جو درحقیقت سنت الہی و انسانی فطرت
کا اقتضا ہے) انحصار کرین بلکہ یہہ بات دکہلانا مقصود ہے کہ وہ
امور جو درس و تعلیم سے نہین حاصل ہوتے بلکہ امی محض محض
مجاہدہ سے حاصل کر سکتا ہے جسکو لوگ ما فوق العادت تصور کرتے
ہین خلاف عقل و فطرت بشر کے نہین ہے۔
ہم نے جو نظائر بیان کئے ہین وہ مسلمہ اہل یورپ ہین۔ مقدس و نیک
بزرگونپر بباعث مناسب طبعی نور نبوت کے جو کچہ وارداتِ قلبی
ہوتے ہین اوسکا تذکرہ ہمنے عمداً اسلئے نہین کیا کہ انسانی فطرت

کا یہہ اقتضا ہے کہ جو چیز خود اوسکو نہین معلوم ہوتی یا اوسکی
نظیر نہین پاتا یا خود مشاہدہ نہین کرتا اوسکے تسلیم مین اوسکو تامل ہوتا ہے
خصوصاً اصحاب انگریزی دان تو بالکل ہی ہنسی سمجھتے ہین ۔ اسلیے
ہمنے مشتے نمونہ از خروارے انہین کے مسلمات سے بیان کرکے
یہہ جتلا دیا جاتا ہے کہ جسقدر النفوس الانسانی اندرونہ سرشت کے
قوی اور صحیح ہونگے اوسی قسم کے امور مافوق العادت بہ حقیقت
مطابق عادت الٰہی ہیئت ظاہر ہونگے اور جتنے معجزات و کرامات کو
تہے یا ہوتے ہین سب اسی انسانی سرشت کا خاصہ ہے جو موجود
بباعث اجتماع و ظہور شرائط مخصوص بعض وقت بعض سے ہے ۔
دوسری یہہ بات بہی سمجہ لینی چاہیے کہ معجزات و کرامات مین محض
تصرف تخیلی ہی نہین ہے بلکہ اسی قوت جاذبہ کے باعث سے معمول
کے خون مین انجماد و سیلان حسب اقتضاے عامل ہوتا ہے جس سے
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اختلال اجزا کے باعث سے انبساط یا دی النظر
مین ہونا اور انقباض و انجماد کے باعث سے اونکا حجم کم ہوجانا
ممکن ہے ۔ اور زوال کیفیت و ترتب اثر اسباب عادیہ متوارثہ
کے علاوہ بباعث وجود دیگر اسباب جو مشروط بقوت و تکمیل اور
قوی ہونے قواے روحانی پر منحصر ہے ظہور پذیر ہوتا ہے ۔
اس قوت جاذبہ کا انحصار محض حیوانات ہی پر نہین ہے بلکہ پانی
کے طعم و مزہ مین بہی حسب بیان ڈاکٹر گریگری صاحب موصوف
تغیر ہوتا ہے اسلیے ایسی کیفیت کہ تہوڑا سا پانی بباعث تحلیل
اجزاے مائیہ کے بہت سے معلوم ہون یہ غیر ممکن نہین ہے ۔

بلکہ جس طور سے نبوت موافق اقتضا سے فطرت کے ہے اور ہر زید عمرو بکر کو عطا نہیں کیگئی بلکہ جنمیں شرائط ظہور صفت نبوت کی موجود تھے انھیں پائی گئی گو کہ بالقوۃ سب میں تھا اور ہر فرد بشر میں نبوت کی قوت ہے مگر بباعث فقدان شرائط کے ہر فرد بشر اوس سے بہرہ ور نہیں اسیطور سے معجزہ کا ظہور بھی باوجود شرائط کے ساتھ مخصوص

نبوت چونکہ اعلیٰ سرشت اور کمال قوت انسانی ہے ساتھ ہر ایک سے اسلئے جو افعال انبیا سے صادر ہوتے ہیں اور ہوسکتے ہیں صرف انھیں سے اور کم درجہ سرشت کے لوگوں سے نہیں ہو سکتے تو عقل سلیم سے ہمکو فقط یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جو امور محال ہوں اگرچہ ہمنے خود اونکو تجربہ نہیں کیا لیکن ثبوت روایت انکار نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ امور درحقیقت انسانی سرشت کے باعث سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

اسلامی نبوت اور نبی امی کی فضیلت یا انبیا کا اشرف ترین درجہ الوقوع ان انکا نقصان قویٰ اور حواس کے اعلیٰ درجہ کے ہونیکے باعث سے نہیں ہے۔ بلکہ محض خدا اور اوسکے ذات وصفات کے اعلیٰ درجہ کے معرفت کے باعث اور زیادتی درجہ یقین کے سبب سے ہے۔ ورنہ بہت سے ملحد ساحر یا جوگی اعمال مافوق العادت دکھلانے سے خدا پرست بزرگوں سے جنسے ایک بھی کرامت ظاہر نہوئی ہو یا اونسے کم درجہ پر ظاہر ہوئے ہوں بڑھ کر ہوں وھذا باطل ہے۔ انتہیٰ حاشیہ معرفت دہم

ہے اور ان شرائط کی فقدان ظہور معجزہ کا ہر فرد بشر سے ہے اسی طور سے عصمت لازمہ نبوت ہے مگر لازمہ ہر فرد بشر نہیں ہے جب ہم عصمت کے خصوصیت سے کوئی امر خلاف فطرت نہیں سمجھتے تو امور ممکنہ غیر عادیہ خلاف فطرت کیونکر ہو سکتے ہیں معجزہ ہمیشہ بالا اسباب ظہور مین آتا ہے مگر ان اسباب کی موجودگی مین نبوت کا ہونا سب سے بڑی شرط ہے جس طور سے انجن چلانے کے لیے کسی واقف کار کا ہونا ضروری ہوتا ہے پس درحقیقت بباعث نقص فطرت و صلاحیت و قابلیت ہر فرد بشر کے فراہمی ان اسباب و شرائط کے ماسوا نبی کے ساتھ نہین ہوتے ورنہ قابلیت بالقوۃ نوع بشری مین موجود ہے مگر ظہور اوسکا کمال انسانیت کے ساتھ جسکا نام نبوت ہے مربوط و وابستہ ہے درحقیقت یہہ ایک فعل انسانی مطابق فطرت نوعی کے ہے جس طرح سے بچون سے جوانون کا کام اور جاہلون سے عالمون کا کام مشکل ہے۔

گیارہوین معرفت یہہ ہے کہ تحریف و بد تہذیبی و کلام لاطائل سے اوسپر کا صحیفہ منزل من اللہ پاک و صاف ہو۔

بارہوین معرفت یہہ ہے کہ اوسکے احکام تحمل نوع بشری کے موافق ہون گو بعض وقت کوئی حکم کسی خاص قوم کے لیے یا کسی خاص زمانے کے لیے کسی مصلحت و حکمت کے باعث نافذ کیا جاتا ہے مگر وہ ابدی نہین ہوتا بعد رفع ضرورت و زوال سبب کے وہ حکم منسوخ ہو جاتا ہے یہی وجہ انبیا کے بعثت کے ہوتی رہی اور جب یہہ ضرورت باقی نہ رہیگی بلکہ قابلیت نوعی کا ظہور ہر فرد بشر

ہین ہوگا اوسوقت جو نبی و کتاب اونکے لئے نازل ہوگی وہ ابدی
و سرمدی ہوگی اور اوسکا دین ناسخ جمیع ادیان سابقہ کا ہوگا

باب اسلام

و دیگر ادیان کا مقابلہ

اب ان امور مفصل بالا کے ساتھہ جو مذہب مدون ہوگا اوسکے منجانب خدا ہونے مین کسیطرح کا شک نہوگا اور جسقدر علی وجہ الاتم ان اوصاف اور شرایط کا ظہور اوس مذہب کے امور دینی مین ہوگا علی قدر تکمیل وا تمام شرائط اوسیقدر فضیلت دوسرے مذاہب پر اوسکو ہوگی۔

اب ہمکو یہانپر یہہ بات دریافت کرنی منظور ہے کہ واقعی کونسا مذہب ان اوصاف سے ساتھہ متصف اور ان محامد کے ساتھہ محمود پایا جاتا ہے اسوقت بہت سے مذاہب مدعی حقیت ہین مثلاً یہود و نصاریٰ و ہنود و اہل اسلام اسلیئے اب اس بات کی جانچ منظور ہے کہ ان مین کونسا مذہب سچا ہے اور کونسا مذہب کامل و مطابق عقل و نوع بشری کے ہے اور یہہ بہی جتلانا مقصود ہے کہ کثرت انبیا کی کیونکر ضرورت ہوئی ہم عالم کی مثال مثل ایک شخص کے فرض کرتے ہین جسطور سے اسمین تغیرات و تبدلات و ترقیات ہوتی رہتی ہین اور آخر ایک زمانہ انحطاط کے ترقی ہونا کا ہے

جیسے بچپن اور جوانی اور وقوف کی حالتین ہوتی ہین اور بعد وقوف
کے ترقی موقوف ہوجاتی ہے اسیطور سے سلسلہ عالم مین از آدم
تا اینزم ہم ترقی و تفاوت علم و عقل و فہم مین پاتے ہین جسطور سے بچے
کی عقل بجز فہم معمولی مضامین و بدیہات کے اور قابل نہین ہوتی اور
جیون جیون ترقی تجربہ عقل قوت پر ہوتی جاتی ہے ویسا ہی تیزی ذہن و فہم
مطالب دقیق کی بڑہتی جاتی ہے اور ویسا ہی احکام حسب مناسب حال
اوسکے متغیر ہوتے جاتے ہین بچپن کے لئے دوسرے احکام ہوتے ہین
جوانی کے دوسرے - اسیطور سے عالم کے مخلوق مین بہی حسب تغیر لیاقت
و حالت و کمی زیادتی ظہور نوع بشری کے احکام مین نسخ و رد و بدل
ہونا چاہئے حسب تاریخی و فطرت کے قاعدہ سے یہہ بات ثابت ہے کہ ہر
زمانیکے بہ نسبت قابلیت و استعداد و تیزی ذہن مین روز بروز ترقی
ہوتی آئی ہے اور ہوتی جاتی ہے پس حسب تغیر حالات انبیا کی ضرورت
ضرور ہوئی اور ایک وقت وقوف کا اس سلسلہ عالم مین ایسا ضرور ہونا
چاہئے کہ جہان پر قوت نوع بشری کا پورا ظہور ہو کیونکہ ہر ابتدا کے
لئے ایک انتہا ضروری ہے دوسری مثال اسکی یون سمجہنا چاہیئے
کہ مخلوق کی مثال مثل مریض کے ہے اور انبیا کی مثل اطبا کے مرض
مین جسقدر تخفیف ہوتی جایگی اوسیقدر نسخہ مین تبدیلی ہوتی جایگی
حتی کہ پوری صحت حاصل ہوجاوے اوسوقت مین طبیب کو فقط یہہ
بتلا دینا چاہئے کہ ان غذاؤن کے استعمال سے مرض پہر عود کر گیا اور اگر
اس سے بچتے رہوگے تو تمہارے لئے کسی دوا کی ضرورت نہوگی پس جبکہ
نوع بشر مین پورا ظہور قوت نوعی کا ہوجاویگا اوسوقت مین اونکے لئے فقط

غذا و دوا ایسی ہوگی کہ جو صحیح اور معتدل مزاج کے لئے ضروری ہے
پس جب مرض باقی نہ رہا تو طبیب کی ضرورت بھی کچھہ نہ رہی اسیطور سے
جب احکام خداوندی مطابق تحمل قوت نوعی کے نافذ ہوگئے تو پھر اون مین
نسخ و تبدیلی کی ضرورت نہ رہی اسیطور سے انبیا کی حاجت بعد ظہور قوت
نوعی بشری کے نہ باقی رہیگی کیونکہ انسانکی نوعی صحت قوت نوعی
پورے ظہور کا اکثر افراد انسانی کا نام ہے پس یہہ نبی اور مذاہب
ناسخ ادیان سابقہ کا ہوگا یہانپر اسباتکو ہرگز نظر انداز نکرنا چاہئے
کہ احکام دو قسم کے ہین ایک اصل احکام جو توحید کی تکمیل سے مراد ہے
دوسرے محافظ احکام جس سے انسانکا پورا موحد رہنا مقصود ہے
احکام محافظ مین تبدیلی و نسخ حسب تبدل و تغیر حالات ہوتے رہتے ہین
یہانتک کہ پہر توحید کے عقاید کے بگڑنیکا خیال بالکل جاتا رہا ایک
اور قسم کے احکام بھی مقصود مذہب سے ہین جو بنام اخلاق موسوم ہین
جو باعث اختلاط روح و جسم و انسانکے اپنی نوع بشر کے ساتھہ پیدا ہوتے
ہین اسکے عملدرآمد قاعدونکا نام ہم اخلاق رکھتے ہین مگر اینمین بھی دو قسمین
ہین ایک تو حصول اس صفت کا انسانمین یا وہ صفت جو اصل منشا قواے
اخلاقی کی ہے اور دوسرے وہ قوانین جسکے ذریعہ سے انسانمین حصول
اس صفت کا ہو حالت اول مین مذہب ہرگز نسخ و رد و بدل نکریگا جو موسوم
باصول اتم و برتر ہے دوسری حالت حسب تغیر حالات نوعی کے نسخ و
رد و بدل ہوئی رہتی ہین جسطرح مسئلہ رہبانیت و جوگی بنکے کہ
اسکی کسیوقت مین ضرورت تھی اور اب اوسکی ضرورت بباعث
زوال اوس سبب کے باقی نہ رہی اگر رہبانیت کا مسئلہ لا تع

بشر کے لئے واجب التعمیل اور ضروری سمجھا جاوے تو سارے عالم
کا انتظام بالکل خراب وفاسد ہوجاوے ڈاکوؤن اور رہزنون سے سارا
عالم بھر جاوے اور سلسلۂ توالد وتناسل کا باطل ہوجاوے اب
رہی یہہ بات کہ پورے طور سے اقتضا نوع بشری کی رفع اور
توحید کی حفاظت کس مذہب مین مکمل اور اتم ہے ہم مدعیان
مذاہب مین اہل ہنود ونصارے واہل اسلام کو زیادہ پاتے ہین
اور انکے معتقدین بھی اکناف عالم مین زیادہ پھیلے ہوئے ہین جس سے
ادعا مذہب کے حق ہونیکا ہر مذہب کر سکتا ہے۔
ہنود کے مذہب مین توحید کے مسائل اور اوسکے محافظ کا اسقدر
مجمل اور ناکافی بیان ہے کہ آج تمام عالم مین اس مذہب کا کوئی موحد
پابند توحید نہین پایا جاتا بلکہ اکثر بت پرست ہین اور جو بت پرست
بھی نہین ہین انمین تعلیم روحانی جو انکشاف اوصاف خداوندی جل
علی اسے مراد ہے نہایت ہی مجمل اور اسقدر ناکافی ہے کہ اونکی خلقت
کی پوری غرض ہرگز حاصل نہین ہوتی یعنی بعض تو اوصاف ہی [illegible]
اوسکے دہوکا کہائے ہوئے ہین اور مادہ عالم اور خدا کو قدیم مانتے
ہین بلکہ مادہ عالم کو مخلوق نہین مانتے اور بعض اکثر اخلاقی پابندی
کے عمدہ اور کافی قانون نہین پاتے کہ جس سے اعتدال افراط وتفریط
مین حاصل ہو۔ دوسرے قصص وحکایات اسقدر بے بنیاد ہین کہ
خود ایک روایت دوسری کی تکذیب کرتی ہے۔
تیسرے چال چلن بزرگان دین کی اسیطرح طور سے بیان
نہین کرتے ہین۔

چوتھے اعمال ناقابل برداشت نوع بشر کے مثل جوگ کرنے اور اعمال شنیع
کے موجود ہین جو بالکل خدا کے مقصود و غرض خلقت انسانی کی خلاف ہین جسطرح کوئی شخص
ایک ہاتھ اپنا خشک کر ڈالتا ہے کوئی شادی بیاہ نہین کرتا اگر یہہ مقصود خلقت کا نہو تو اسکے پیدا کرنیسے کیا فائدہ
پانچوین اخلاق کی پابندی کے کوئی قواعد ایسے طور سے مکمل نہین موجود
ہین جس سے حفاظت مسایل توحید اور انسداد اونکے بے ردک طبیعتون کا
ہو اگر احکام محافظ اسقدر غیر مکمل نہوتے تو یہہ خرابیان نہوتین -
بعض مدعیان مذہب بید کے کسی دوسرے کتاب کو نہین تسلیم کرتے مگر جب وہ
احکام خداوندی تھے تو مقتضاے رحمت یہہ تھا کہ عام مخلوق کے لئے
وہ آسانی سے مل سکین حالانکہ بجز برہمن کے کوئی دوسرا نہین پڑھ سکتا
اور نہ اونکی مضامین کا اشتہار عام طور سے ہوا ہے اگر کہین شاذ و نادر
کوئی واقف کار ہے ہم یقینی نہین کہہ سکتے کہ اسکی اصلی حالت جو وقت
تصنیف کے تھی اب بھی وہی حالت ہو کیونکہ سلسلہ روایت تواتر سے
ثابت نہین ہوتا اور سلسلہ روایت کا بھی ایسے برہمنونکے ہاتھ تھا کہ جو
کسی دوسرے کو پڑھانا گناہ سمجھتے تھے چنانچہ بید کے بعض مضامین مین
حسب اقرار بعض اہل ہنود کے جلال الدین اکبر کی خوشامد کے باعث سے برہمنون
نے کچھہ رد و بدل کر دیا ہے اور اگر اس سے بھی قطع نظر کرین تو یہہ بات
نہایت بعید از قیاس ہے کہ اسکی تعلیم ہندوستان ہی مین محدود رہتی بلکہ
بزرگ اور مقدس رشیون اور منونکے ذریعے سے تمام عالم مین منادی
کیجاتی یہان تو یہہ حالت ہے کہ شاید ہزار مین بھی ایک ہندو مسائل
بید سے واقف ہو لیس جو مذہب و کتاب خدا کیطرف سے مخلوق کے لئے
قانون عملدرآمد کا ہو اوسکے مضامین سے ناواقفیت اور لاعلمی ہرگز خدا کا

مقصود ومنشا نہوگا اگر اسکے مسایل کی واقفیت عام طور پر لوگونکو ہوتی توہم اپنی راے اس سے بھی زیادہ صاف اور مستقل طور سے قایم کرتے اور ثابت کر دیتے کہ یہہ مذہب کل کافہ انام کے لئے ہرگز موضوع نہین ہو سکتا اب ہم مذہب نصاریٰ پر غور کرتے ہین تو پہلے کلام جناب عیسی مسیح پر ہماری نظر پڑتی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ شریعت موسوی کے تکمیل کے لئے مین آیا ہون نہ منسوخ کرنیکے لئے اور توریت مین یہہ ہے کہ یہہ مذہب فقط بنی اسرائیل کے لئے آیا ہے لہذا اس سے کل تہذیب کافہ انام کی ہرگز مقصود نہین ہے بلکہ محض امراض بنی اسرائیل کے امداد کے لئے یہہ مذہب اترا ہے اور نوع بشری کا اقتضا خاص قوم کے زوال مرض سے ہرگز پورا نہین ہو سکتا۔

دوسرے توحید کا بیان اسمین اسقدر مجمل ہے کہ تین خدا کے ماننے والے ہو گئے۔ احکام مختلط اسقدر ضعیف تھے جو ہرگز نہ مذہب نہ کتاب نہ اہل مذہب کو توحید پر ثابت رکھہ سکے اور ایک بڑی خرابی ترجمہ در ترجمہ ہونیسے یہہ ہوئی ہے کہ اصل الفاظ عیسی علیہ السلام کے محفوظ نہ رہے جس سے کوئی شخص سچا مسئلہ نکال سکتا ہو اگر ہم اس سے قطع نظر کرین کہ اسکا سلسلہ روایت محفوظ ہے یا نہین اور اسکا ترجمہ ٹھیک ہوا ہے یا نہین تب بھی حالت موجودہ اس مذہب کی اقتضاے نوع بشری کو پوری نہین کر سکتی رہبانیت جس سے سارا انتظام عالم درہم ہو جاتا ہے کسقدر مخل نوع بشری کے خلاف ہے عفو کا حکم جو درحقیقت صحیح ہے مگر طریقہ عمل ہرگز عامہ خلایق کے لئے مستحسن و عمدہ نہین ہے جس طور سے کوئی تمہارے موہنہ مین ایک چپت مارے تو تم

دوسرا گال پہیر دو اگر عالم مین یہہ حکم نافذ کیا جاوے تو سارا ملک ڈاکون
اور چورون و قزاقون سے بہر جاوے بہتر طریقہ یہہ ہے کہ اگر تم معاف
کرو تو بہتر ہے ورنہ اپنے تکلیف کے موافق بدلا لو۔

تیرے انسانی میل جول سے جو معاملات پیدا ہوتے ہین اونکے علاوہ
اور محافظت کا کوئی قاعدہ منضبط نہین ہے جس سے انسان ظلم اور فساد
سے محفوظ رہے۔

یہہ تو اصل مضامین [illegible] مقدس کے حسب اقتضا سے نبوت مسیح کی
ہونیکا بیان تہا مگر ایک بڑی خرابی یہہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی اصلی
انجیل مقدس و کتب عہد عتیق کا ترجمہ صحیح و نہ اصل نسخہ ہے کہ ہم مضامین
کی صحت بوقت اختلاف تراجم و نسخ کے کر لیوین ماہران فن پر خود ہویدا
ہے کہ اسکے مضامین موجودہ کے صحت مین کسقدر مسیحیون کا اختلاف اور
اوسکے سلسلہ اسناد مین کسقدر ضعف ہے دشمنون کے ہاتہ سے کسقدر یہہ کتابین
نیست و نابود کیگئین اور اونکی کوشش یہہ کہان تک اسکے بالکل نیست
کرنیمین [illegible] تہین [illegible] کتابین
پروٹسٹنٹ [illegible]
کے کلام محفوظ [illegible] مگر ایک ہی نسخہ صحیح
مرتب کر سکی جو سلسلہ ایک ہی [illegible] اختلاف
اسقدر ہے کہ اگر ہم اس نسخہ کو اصلی تسلیم کرین تو بیشک مسیح کے نبی ہونے
مین شک ہوگا اگر ہم انبیاے سابق کے حالات کو دیکہین تو چور
ڈاکو اور تہمار تہے اور قصہ حضرت لوط اور اونکی بیٹیونکا کسقدر شرم
انگیز ہے وہ کام جو ایک ادنی ترین انسان [illegible] اوس نسبت [illegible]

کے جانب کسقدر جہوٹا اتہام ہے اگر ہم اسکو قابل تحمل و رفع اقتضاے نوع بشری تسلیم کر لیوین تو کوئی نسخہ صحیح بین الصحائف ہمکو از رے روایت اور اسناد کے اور از روے درایت کے ایسا صحیح نہین ملتا جس سے ہم خدا کے سچے اور اصلی مقصود کو دریافت کر سکین۔

لہذا اب ہمکو مذہب اسلام کیطرف توجہ کرنا ہوا کہ اوسکی جانچ اور کہرا کہوٹا پن حسب شناخت مذکورۂ بالا کرین اگر یہہ مذہب معیار پر سچا اور کہرا ثابت ہوا تو بیشک اسکے منجانب خدا ہونے مین کوئی شک و شبہہ نہوگا اور اسکی پابندی خدا کی مرضی و رضا کی موافق ہوگی اور اگر اون شرایط کے ساتہہ یہہ مذہب متصف نہو تو بیشک یہہ بھی قابل عمل درآمد نہوگا اب ہم آنحضرت کے حالات قبل نبوت اور بعد نبوت اور مدار اسلام اور اوسکی تکمیل پر مفصل نظر بلا رو رعایت کے کرتے ہین اور سب اوسکا موقع ہر شخص کے لیے دیتے ہین کہ محققانہ و منصفانہ جانچ سے اپنی اطمینان قلبی و تسکین دلی حاصل کرے ممکن ہے کہ بعض قیاس میرا غلط ہو مگر اوس غلطی قیاس کیوجہ سے کسیکو یہہ لازم نہین ہے کہ میری رائے کی تقلید کرکے تحقیق کیطرف نہ رجوع ہو بلکہ ہر مذاہب کے اصل کیطرف نہ اون لوگو کے اقوال و اعمال کیطرف رجوع کرین کیونکہ مذاہب کے روشن و چمکدار مونہہ پر محض اوسکے بگڑے ہوئے پابند لوگونکے باعث سے حجاب آگیا ہے پس انصاف تو یہہ نہین ہے کہ اوسکے مقلدونکے اقوال و اعمال کی بدنمائی اصل مذہب کے طرف منسوب ہو۔

حالات قبل نبوت

محمدؐ نے چالیسوین برس اپنے عمر کے اظہار نبوت کا فرمایا جبکہ وہ دو مہینے کے تہے اونکے والد کا انتقال ہوا اور آپکی ماں نے اوسکے کئے برس کے

بعد صغر سن ہی کے حالت مین آپ پر سے سایہ مادری اوٹھالیا اوسکے بعد آپنے تربیت چچا ابی طالب کے اغوش مین پائی جنکو استحقاق تربیت کا بعد فنرعہ ڈالنے کے ملا تہا ابیطالب آپکی نہایت قدر وعزت فرماتے تہے بلکہ اظہار دعوی نبوت کے بعد بہی گو ایمان نہ لائے مگر آپکی سلامت روی اور خوبیون کے ایسے معتقد تہے کہ بمقابلہ اشرار کفار کے ہمیشہ معین رہے اسیوجہہ سے کفار کو دست درازی کا موقع ابیطالب کے حیات تک نہ ملا اون خوبیون اور اخلاق کیوجہہ سے ابیطالب کیا بلکہ وہ لوگ بہی جو آپکے ایذا کے درپے تھے ہمیشہ آپکے خوبیونکے معترف و مقرر رہے باوجودیکہ اونکے معبودونکی آپ ہجو و تکذیب فرماتے تھے مگر اونکو بجز ساحر یا کاہن یا شاعر یا مجنون کہنے کے کوئی ذاتی عیب نہ ملا جس سے آپکی مذمت اور قبایح کا اظہار کرکے لوگونکے میلان طبیعت نہ ہونے دین۔

آپنے کوئی تعلیم نہین پائی نہ کوئی ایسا موقع ملا کہ مذہبی روایات لوگونسے سنتے بارہ برس دو ماہ کی عمر جب آپکی ہوئی تو صرف ایک سفر بغرض تجارت آپنے کیا مگر ابیطالب کے محبت اور الفت کے وجہہ سے آپکو راستے ہی سے واپس آنا پڑا کیونکہ بعض لوگون نے ابیطالب کو یہہ خوف دلایا تہا کہ آپ مین علامات نبوت موجود ہین شاید یہود یونکے ہاتھ سے کوئی صدمہ نہ پہونچے اس سفر سے ہرگز یہہ قیاس نہین ہوسکتا کہ ذخیرہ معلومات دینی کا کچہہ آپکو حاصل ہوا ہو۔

بچپن کے زمانے مین جب آپ اپنی دایہ حلیمہ سعدیہ کے یہان تشریف

رکہتے تھے تب بھی لہو لعب مین مشغول نہ رہتے تھے اور چونکہ آپ
مین ہمدردی اور ایک دوسرے کے امداد کرنیکا مادہ موجود تہا
اسلیئے آپ خود مستدعی اس امر کے ہوئے کہ اپنی رضاعی بہائیون
کے ساتہہ بکریان چرانے جایا کرین عرب مین اوسوقت یہہ ایک
محبوب پیشہ تہا جسکو اعلیٰ ادنیٰ کوئی عار نہین سمجہتا تہا اسی
طور سے آپ مین فطرتی جفاکشی اور اخلاقی خوبیون کے آثار
لڑکپن ہی سے نمایان تھے۔

آپکو بت پرستی سے لڑکپن ہی سے نفرت تہی کسی بت کی عبادت
و تعظیم کبہی اور کسی عہد مین یہی نہین کی بحیرہ راہب نے آپکو جب
لات و عزیٰ کی قسم دی تو آپنے بہت ہی سختی اور ترشروئی سے
اوسکا انکار کیا حالانکہ اوسوقت عمر آپکی کچہہ بہت زیادہ نہ تہی قبل
نبوت کوئی بد دیانتی اور سوء خلقی آپکی ثابت نہین ہوئی اہل عرب نے
بباعث آپکی جبلی امانت اور راستی کے صادق و امین کے ممتاز لقب
سے مشہور کر رکہا تہا جو انونکے ساتہہ نہایت خندہ روئی سے آپ
پیش آتے تھے غریبونکے آپ حاجت روا تھے ابتداے گوشہ
نشینی غار حرا مین جب آثار وحی کے آپ پر ظاہر ہوئے اور اوس
حالت خود رفتگی مین آپ اپنی بی بی خدیجہ کے پاس تشریف
لائے اور یہہ کہا کہ زملونی زملونی یعنی کمبل اوڑہا دو کمبل
اوڑہا دو مجہے اپنی جانکا خوف ہے تو خدیجہ کبریٰ نے فرمایا کہ خدا تمکو
ہرگز ضایع نکریگا اسلیئے کہ آپ غریبونکی امداد اور مستحقونکی ساتہہ سلوک
فرماتے ہین یہہ وصف آپکا اوایل عمر سے تہا چنانچہ ابیطالب نے

آپکے شان مین کچھ شعر فرمائے ہین جسکا ایک شعر یہہ ہے شعر

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

اور ایسے روشن ہین کہ ابر استفادہ لیتے ہین روشنی آپکے چہرہ سے اور پشت پناہ یتیمونکے اور عصمت رانڈونکے واسطے
آپکے حسن اخلاق کی شہرت نے باوجود فقر و فاقہ اور غریب ہونیکے
خدیجہ جیسی امیر و کبیر عورت کو اسبات پر آمادہ کیا کہ اونھون نے
پیام شادی کا دیا اور کل اصراف شادی کے بھی کفیل ہوئین یہہ
خدیجہ وہی تھین کہ جنھون نے بہت سے عرب کے پیغامونکو رد کر دیا
تھا مگر آپکے خوبیونکے باعث سے خود ہی خواستگار ہوئین بعد نکاح کے
اپنا سارا مال اسباب آپپر صرف کر دیا ایک سال کعبہ کی تعمیر ہوئی
تھی بعد ابتدا و بنیاد کے ہو رہی تھی لوگونمین اسبات پر اختلاف ہوا
کہ حجر اسود جسکو ہر شخص متبرک سمجھتا تھا کون نصب کرے اسلیے ہر قبیلے
کے لوگ اسکے خواستگار تھے عجیب نہ تھا کہ اس قضیہ بیچ مین نوبت
فتنہ و فساد کی آتی مگر یہہ بات طے پر تصفیہ ہوا کہ علی الصباح جو شخص پہلے
خانہ کعبہ مین آوے اسکا فیصلہ قطعی و ناطق ہوگا۔ جو شخص پہلے
داخل خانہ ہوا وہ خود آنحضرت تھے آپکی نبوت و قوت فیصلہ کو ملاحظہ
کرنا چاہیئے کہ کیسا منصفانہ اور عمدہ تھا جس سے ہر شخص راضی اور خوش
آپکا ہوگیا آپنے فرمایا کہ ایک چادر کے اندر پتھر کو رکھدو اور ہر قبیلے
کا ایک ایک شخص اوسکے گوشونکو تھام کر قریب اوسجگہ کے جہان نصب
کرنا منظور تھا لاوے اور مجھکو سب لوگ وکیل کر دیوین کہ مین بطور
بذریعہ وکالت کے نصب کر دون اس فیصلے سے ہر شخص راضی ہوگیا
اور وہ فساد و فتنہ جسکا عرب کی تند خو اور کشت و خون سے خبر لیتی

طبیعتوں سے زیادہ خوف تہا بہت آسانی کے ساتھہ فرو ہو گیا ۔
آپنے کبہی شاعری و قصیدہ گوئی جو شعار و موجب افتخار عرب کا تہا نہیں فرمایا عرب مین نام آوری کا بہت بڑا ذریعہ شعر گوئی کا تہا وہ آپ مین نہین موجود تہا کہ جس سے لوگ گرویدہ ہون جبتک اظہار نبوت کا دعوی آپنے نہین کیا تہا عرب کے نظرونمین آپکی عزت و محبت بباعث آپکے خوبیونکے زیادہ تہی گو کہ بعد ادعاے نبوت کے سارے اہل عرب آپکے دشمن ہو گئے اور آپکی ہجو و ایذا دہی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا مگر آپکے چال چلن پر آجتک باوجود سخت کوششونکے کوئی الزام نہ ثابت کر سکے اوس وقت مین زنا و شراب خواری و جوا عام طور سے ہر طبقے کے لوگونمین جاری تہے آپکے بہ نسبت جہوٹھے الزام اسکے ارتکاب کا اوس وقت کسی نے نہین لگایا ۔

عرب مین سواے مشرکین مکہ کے دیگر مذاہب کے لوگ بہت ہی کم تہے وہان توحید کی تعلیم برائے نام بہی نہ تہی تین سو ساٹھہ بت مشرکین مکہ کے تہے جنمین سے بعض خود خانہ کعبہ مین اوس وحدہ لاشریک لہ کے جا بجا رکہے تہے مشرکین نہایت تعجب سے یہہ کہتے تہے اجعل الالہۃ الہا واحدا ان ہذا لشئ عجاب کیا کیا بہت سے معبودونکو ایک خدا یہہ نہایت تعجب کی بات ہے ۔ ایک مشرک نے توحید کے بیانات سنکر یہہ کہا کہ جب ہمارے اتنے معبودونسے کام نہین چلتا تو محمد کے ایک خدا سے کیا کام چلیگا خدا کی بیٹیان ملائکہ شمار ہوتے تہے خدا کے شرکا عبادات و تعظیمات مین لات و عزی و نائلہ گنے جاتے تہے یہود و نصاری گو بعض بعض جگہہ تہے اونکی خود حالت بت پرستی

و قریب قریب مشرکین مکہ کی تھی عزیر علیہ السلام کو یہود نے اور عیسیٰ
علیہ السلام کو نصاریٰ ابن اللہ کہتے تھے بعض لوگ حضرت مریم کو خدا
کی بی بی قرار دیتے تھے توحید فی التثلیث و تثلیث فی التوحید جس پر آجکل
مسیحیوں کا زور ہے ایسے تاویل کوئی نام کو بھی نہیں جانتا تھا باپ
بیٹے روح القدس یا باپ بیٹے ماں بے محابا خدا اور علحدہ اقنوم سمجھے جاتے
تھے آپکے کل عزیز و قریب بت پرست تھے کیا یہہ گمان کیا جائے کہ وہاں سے
یہہ چیز یاد دلا دیا گیا ہو

ورقہ ابن نوفل اظہار نبوت کے بہت دنوں پہلے انتقال کر چکا تھا جسکی نسبت
نہایت دہوم دہام سے معترضین اعتراض کرتے ہیں کہ توحید کی تعلیم اس
سے آپنے سیکہی ہے آپ تو امی محض تھے آجکل پڑہے لکہے معترضان ایسا
بیمثل اخلاق حکیمانہ دانش فصیحانہ مواعظ عالی دماغی ساری عمر میں حاصل
کیوں نہیں کر لیتے جس سے ہم یہہ کہہ سکیں کہ تعلیم سے ایسی روحانی تہذیب
اخلاقی مکارم عمدہ قوانین ایک انسان سکہا سکتا ہے ممکن ہے چند روز
کی مصاحبت خدیجہ کبریٰ سے کس طور سے یہہ قیاس میں آسکتا ہے کہ ورقہ
کی تعلیم تہی جسنے سارے عالم میں روحانیت پہونکدی اور سارے
ادیان کی رونق اور روشنی دم کے دم میں بالکل ماند کر دی مسیحی
انصاف کو دخل دیویں کہ کیا انکے یہاں ایسی تعلیم و تکمیل اعمال و حفظ
وسائل اخلاقی و قوانین سیاست مدنی و حسن معاشرت و تدبیر منزل
کا موجود ہے انکے مذہب میں شرائط ملکداری و سیاست مدن سوا
اقتضائے نوع بشری جس سے تحفظ جان و مال و امن و امان قایم رہے
پتہ تک نہیں ملتا ایک ذرہ بہر بھی کوئی ثابت نہیں کر سکتا یہی ورقہ

کی تعلیم بفرض تسلیم ایسی تھی کہ ایسے قوانین کا موجد اور ایسے روحانی تعلیم کا معلم اور ایسے مذہب کا بانی بنا سکتی ہے۔

بجز اسکے کہ آپکا فطرتی مادہ نہایت ہی سلیم اور قابل نبوت کے تھا جو بتدریج چالیسوین برس نبوت کے رنگ سے رنگ کر چمکا اور جسکے نور کے سامنے دیگر ہدایت منسوخ ہو گئے والحمد للہ رب العالمین علی ذلک۔

آغاز نبوت کا اعلان

آپکے خصائل و عمدہ ترین عادات سے یہہ تھا کہ آپ اکثر غور و فکر و ذکر مین رہتے تھے غار حرا مین جاکر مراقبہ و تذکر بابت اللہ فرماتے تھے بعض دفعہ کئی روز کے لئے غذا بھی ہمراہ لیجاتے تھے اسحالت خلوت و تنہائی مین آپکے اوپر انوار نبوت کا چمکا اور چالیسوین برس کی عمر مین آیت کریمہ اقرء باسم ربک نازل ہوئی والحمد للہ علی ذلک جب آپنے اظہار نبوت کا فرمایا تو چند اشخاص جو آپکی اہل بیت مثل حضرت علیؑ و حضرت خدیجہ و متوسل مثل زید ابن حارثہ کے ایمان لائے اسکے بعد قبائل قریش مین سے اپنی قوم کے سردار ابو بکرؓ ایمان لائے قریش کے مزاحمت کے باعث وعظ و نصایح خفیہ خفیہ آپ فرماتے رہے اور اکثر لوگ مسلمان بھی ہوتے گئے۔

یہانتک کہ جب حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تب علانیہ خانہ کعبہ مین نماز پڑھنے کی نوبت مسلمانونکو آئی اور اسوقت وعظ و نصایح کا طریقہ بالاعلان جاری ہوا ان ایام مین کفار کے ہاتھونسے نہایت سخت تکالیف و اذیتین اوٹھانی پڑین ایکبار کفار بیت اللہ شریف مین جمع تھے اور آپکا ذکر تھا کہ محمدؐ ہمارے معبودونکی ہجو و حقارت کرتے ہین اس درمیان

مین آپ بہی داخل خانۂ خدا ہوئے کفار نے آپسے پوچہا کہ کیا یہہ سچ
کہ تم ہمارے ٹہاکرونکی ہجو وحقارت کرتے ہو آپنے فرمایا کہ بیشک مین
ایسا ہی کہتا ہون اِس کہنے کے بعد کفار نے آپکو اسقدر مارا کہ آپ
بیہوش ہو گئے ایک دوسرے مرتبہ سجدہ کیحالت مین اونٹ کی تازی
انتڑیان لاکر آپکے گردن مبارک پر ڈالدین جسکے بوجہہ سے آپ دب گئے
ایک دفعہ حالت نماز مین ایک شقی نے آپکے گردن مین چادر ڈالکر ایسے
زور سے کہینچا کہ گلا گہونٹنے لگا اپنے اہل قریش کو کوہ حرا پر جمع کرکے
یہہ فرمایا کہ اگر مین یہہ کہون کہ پس پشت اِس پہاڑ کے ایک لشکر چہپا
ہوا ہے کہ موقع پاکر تمہارے قافلہ کو لوٹ لے تو تم سچ جانوگے یا جہوٹ
اونہون نے جواب دیا کہ چونکہ اب سچے اور امین ہین اسلیئے ہمکو آپکی بات کا
اعتبار ہوگا آپنے فرمایا کہ اگر ایسا ہی سمجہتے ہو تو مین تمکو آگاہ ہو کہ
یہہ قافلہ دنیا سے جانیوالا ہے اور تمہارے پیچہے موت لگی ہوئی ہے
اور اوس وقت سے ڈرو کہ جو تمپر آنیوالا ہے اور خدا کے پرستش بلا شرکت
غیرے بجالاؤ قریش نہایت ہی برہم ہوئے اور آپکا چچا ابی لہب نہایت
ہی درشتی سے پیش آیا کفار جب کوئی قوالی عیب آپ مین نہ نکال
سکے اور آپکے مواعظ اور نصایح سے لوگونکو اسلام لاتے دیکہا تو یون
لوگونکو بہکانے لگے کہ محمد تو ساحر ہے بعضون نے کہا یہہ تو کاہن ہے
جو غیب کی باتین تبلاتا ہے بعضون نے مجنون تجویز کیا اور نہایت
بے ادبی اور کج خلقی سے ایذا پہونچاتے رہے - آپ انہین کی ایذا
دہی و آزار رسانی کے سبب سے ایک مکان مین قیام نہ کرتے
کبہی قبیلہ بنی شعب مین رہتے اور کبہی دوسرے جا بہاگ کر جاتے رہے

ایذا دہی کچھہ آپہی کے ساتھہ مخصوص نہ تہی بلکہ جن مسلمانون پر
اونکا قابو چلتا کچھہ اوٹھا نہ رکھتے - بلال ایک کافر کے غلام تہے وہ بباعث
انکے اسلام لانے کے گرم ریتلے میدانمین اونکو لٹا کر ایک بڑا پتھر سینے
پر رکھہ دیتا اور کہتا کہ اسلام سے پہر جاؤ مگر وہ جواب مین بجز احد احد کے
کوئی دوسرا کلمہ نکہتا اور جو دوسرے غلام و لونڈیان کفارونکے قبضے
مین تہین وہ بہی اسیطور سے ایذائین و تکالیف پاتے رہتے یہانتک
کہ ابوبکر نے بلال کو خرید کرکے آزاد کیا کوئی دانشمند یہہ خیال کرسکتا
کہ ایسے ضعفاء غربا مسلمانون سے اور باوجود اسقدر شدت و مخالفت
کفار کے آپکو دنیا ملنے کی کیا امید ہو سکتی ہے اور فقط ایک امید بہبود
بہبودی آیندہ پر ایسے جان جوکہون کوئی نہین اوٹھا سکتا ہے خصوصاً
عرب کے تندرو جنگجو اور سر فتنہ و فساد قوم کے سامنے اسقدر استقلال
کے ساتھہ کون جسارت کرسکتا ہے بجز اسکے کہ مؤید من اللہ ہو یہہ
دنیادار کا کام نہین ہے - انہین تکالیف روزانہ پر کچھہ انتہا نہ تہی
یہانتک کہ قبائل عرب نے مجتمع ہوکر یہہ مشورہ کیا کہ ہر قبیلہ سے ایک
ایک شخص مجتمع ہوکر شریک قتل محمدؐ ہون تاکہ کوئی قبیلہ امداد محمدؐ
کی نہ کرسکے آپنے یہہ خبر سنکر ابوبکرؓ کے ہمراہ نہایت بیکسی و لاچاری
کے حالت مین اپنے پیارے وطن کو جسمین نہایت معزز و محترم
و مقدس مکان تہا جسکو مسلمان دل و جان سے زیادہ عزیز
و پیارا سمجہتے تہے اور جسمین عبادت سارے مقامات سے زیادہ
سبب ثواب جانتے تہے چہوڑنا پڑا آپکی خانہ ویرانی اسطور سے
ظہور مین آئی عرب نے اسپر ہی بس نکیا اور اونکے پیچہے لگ گئے

اگر آپ غار ثور مین روپوش نہوتے تو جان بچنا مشکل تہا اوسی غار
مین ابوبکرؓ کے پاؤنمین سانپ نے بہی کاٹا اس بلا کے انتہا اوسوقت
تک نہین ہوئی کہ آپ مدینہ طیبہ تک نہ پہونچے کچہہ لوگ آپکے سامنے
بادشاہ حبش کے پاس ہجرت کرکے پناہ گزین ہوئے تہے اور کچہہ لوگ
بعد آپکے ہجرت کے عقب مین مدینہ طیبہ آتے رہے یہانتک کہ ایک
مسلمان بہی مکہ مین نہ رہا عرب کے لوگون نے بادشاہ حبش سے نہایت
چاپلوسی وخوشامد کے ساتہہ التجا کی اور اپنا ایلچی بہیجا کہ وہ مسلمانونکو
اونکے حوالے کردیوے تاکہ وے اونکو جو چاہین سو کرین مگر اوسنے اونکے
اس استدعا کو قبول نہین کیا اور اوسکو بے نیل ومرام واپس آنا پڑا۔
جب کفارونکی شرارت اور ایذا دہی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ مکہ چہوڑنے
پر بہی مسلمانونکو چین وارام نہ ملے اوسوقت خدا کی حکمت کا یہہ مقتضا ہوا
کہ مسلمان اونکے مقابلہ مین جہاد دفع مضرت اور اعلاے کلمۃ اللہ کے لیئے
کرین جہاد کے ابتدا یون ہوئی جسپر مخالفان مذہب اسلام یہہ اعتراض
کرتے ہین کہ مذہب اسلام تلوار کے زور سے پہیلایا گیا دس برس تک
آپ مکہ مین تشریف رکہتے رہے اسلام کے لیئے ایک نکسیر تک نہین
پہوٹی تب لوگ کس طمع وخوف سے مسلمان ہوتے رہے۔ آپکی قوت
عاقلہ وعاملہ اسقدر قوی ومضبوط تہی کہ نتایج کے تہہ تک اسقدر جلد پہونچ
جاتی تہی کہ بجز انبیا کے دوسرے کی عقل کا یہہ کام نتہا کہ ایسی دور اندیشی
کرسکے قریش سے جب صلح دب کر اور اونکی خاطر خواہ شرایط پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تو مسلمان نہایت ہی پژمردہ وافسردہ دل
ہوگئے اوسمین یہہ شرط تہی کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہوکر تمہارے یہانسے

ہماری جماعت مین آکر شریک ہو جاوے تو ہم تمکو واپس کرینگے اور اگر کوئی
مسلمان مرتد ہوکر تمہارے ہان جاوے تو تم ہرگز واپس نکرنا مقصود
اس صلح سے یہہ تہا کہ امن و امان تمام قبایل عرب مین قایم رہے اور
خونریزی اور فتنہ و فساد کے نتایج بد سے لوگ محفوظ رہین تاکہ اسلام
امن و امان کے ساتہہ بلا جبر و اکراہ ترقی کر سکے انہین ایام مین ایک
شخص کفار و نکے جماعت سے مسلمان ہوکر نہایت بری حالت مین
آپکے خدمت مین حاضر ہوا کفار اوسکو نہایت سخت زنجیر وسنگین قیدا و پکڑ
رکہتے تھے اور بہت سے تکالیف و ایذائین اوسکو دیتے تھے آپنے حسب
وعدہ ایسے پر جوش اور سچے مسلمان کو جسکی اوسوقت نہایت ضرورت
تھی واپس کر دیا غور کرنیکی بات ہے کہ ایفاے وعدہ و تعمیل صلح کا آپکو
کسقدر خیال و پاس تہا کہ ذرا بہی میل نہی اسکے نقض کی طرف نہ تہا
باوجودیکہ آپکو نہایت ہی استقلال و خیال ایفاے عہد کے لئے تہا
مگر قریش نے خود ہی اون شرایط کی پابندی نکی اور عذر نقض
عہد کیا جسکے باعث سے مسلمانون نے مجبور ہو کر رفع فتنہ و فساد کے
لئے اونپر جہاد کیا اور آخر کار وہ ناموری فتح مکہ کا وقوع مین آئی جس سے
اسلام ہمیشہ ابد الآباد کے لئے وہان قایم ہو گیا اور اوس خانۂ
خدا مین جہانکہ سیکڑون برس سے سیکڑون بت پوجے جاتے
تھے وہان واحد و یکتا قدوس وحدہ لاشریک لہ کی عبادت ہونے لگی
آپکے ان تاریخی واقعات و مختصر سوانح عمری سے آپکے اوصاف صدق و راستی
صبر و حلم و جفاکشی و شجاعت و امانت و ایفاے عہد و عطاے نفس کسقدر
پائی جاتی ہے اب ہم آپکی مذہبی پابندی اور اوسکے تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے ہین

اور اسبات کا بیان کرنا مقصود رکہتے ہین کہ آپکے اعمال و اقوال مین ایک
ذرہ بہر فرق نہتا جو کچہہ کہتے تہے ویسا ہی کرتے تہے جس قسم کے اخلاق
آپکے اعلی تہے ویسا ہی اعمال بلا تکلف صادر ہوتے تہے آپکی فطرت
سلیمہ و اقتضاے نوعی مین کسی قسم کی کجی و لغزش نہ تہی یہہ نہایت
مشکل کام ہے کہ اعمال و اقوال اور اونکے خیالات برابر تُلے و نچے رہین
یہہ تو بہت سے لوگون سے ممکن ہیہ کہ لوگونکے حالات دیکہا اونکے مناسب
سے عمدہ اخلاقی تعلیم کچہہ کرسکتے ہین مگر عملی ثبوت نہایت ہی سخت دشوار
ہے بجز اسکے کہ یہہ کام انبیا و رسول کا ہو دوسرے سے ممکن نہین کہ ہوسکے

باب محاسن تعلیمات اسلام

مسلمانونکے توحیدی تعلیم کے بابت کچہہ زیادہ لکہنے کی ضرورت نہین ہے
جس خوبی و لطافت و شرح و بسط کے ساتہہ اسلام نے اسکو تعلیم فرمایا ہے
نہ کسی مذہب مین ایسا بیان موجود ہے نہ کسی اہل مذاہب مین ایسے معتقد
ملتے ہین جس طور سے حفاظت محافظ احکام سے توحید کی اسلام نے کی ہے
عملی ثبوت اوسکا خود پیروان اسلام سے ثابت ہے انمین کوئی نہ خداکو
دو تین مانتا ہے نہ کسیکو ابن اللہ و بنت اللہ جانتا ہے نہ استمداد سوا
خدا کے چاہتا ہے نہ اوسکا حلول کسی مخلوق مین مانتا ہے نہ اوسکی تعظیمات
کسی نبی و ولی فرشتے مخلوقات سماوی ارضی کے لئے کرتا ہے رسول اللہ نے
خود منع کر دیا ہے کہ میرے رتبہ سے زیادہ میری تعظیم نکرو فرمایا اللہ نے
ما انا الا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم الہ واحد کہ اسکے سوا

کچھ بھی نہین ہے کہ مین ایک انسان مثل تمہارے ہون مگر مجہپر وحی
بہیجی گئی ہے کہ جز این نیست کہ تمہارا معبود فقط ایک خدا ہے۔ آپنے
اپنے اصحاب سے یہہ حکم فرمایا کہ لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا
قبور انبیائہم مساجد الا لاتتخذوا قبری وثنا۔ خدا کی لعنت
ہو یہود اور نصاری پر جنہون نے قبور انبیا کو مساجد قرار دیا تم
میرے قبر کو بت نہ بناؤ یعنی بباعث افراط تعظیم کے یہود و نصاری نے
قبور انبیا کے لئے وہ باتین جائز رکہی تہین جو شرک تہین جسطرح نذر
نیاز چڑہانا ماننا استمداد اعمل قبور سے چاہنا اسی افراط تعظیم
کے وجہہ سے عیسی علیہ السلام کو نصاری اور عزیر علیہ السلام کو یہو
ابن اللہ سمجہنے لگے آجتک کوئی زاید مسلمان ایسی تعظیمات قبر کے لئے
نہین کرتا جو خدا کے لئے کیجاتی ہین نہ اسکو مقتدر مستقل سمجہکر مدد مانگتا ہے
نہ نذر نیاز چڑہاتا ہے نہ آپکے لئے کوئی جانور بہینٹ کرتا ہے یہہ تو آپکے وفات
کے بعد قبر سے متعلق ہے حین حیات ہی مین بہی کوئی شخص آپکے تعظیم کے
لئے کہڑا ہوتا تہا بلکہ آپکو ناگوار ہوتا تہا کہ کوئی شخص آپکے لئے تعظیماً کہڑا ہو
اون ملوک وسلاطین کے آپنے مذمت فرمائی ہے کہ جنکے سامنے لوگ
دست بستہ اسطور سے کہڑے ہون جسطرح سے خدا کے سامنے
کہڑے ہوتے ہین آپکو اسقدر شرک کا خیال تہا کہ ادنی سی بات تو نہین
جہان ذرا سا بہی شبہہ اشراک کا ہوتا تہا فوراً منع کر دیتے تہے
جسطرح بدشگونی کے لئے فرمایا کہ شرک ہے اور جبکہ آپکے نور العین لخت جگر
بیٹے کا انتقال ہوا اوس دن سورج گرہن تہا جسے لوگون نے
یہہ سمجہا کہ باعث اس سانحہ کے یہہ امر وقوع مین آیا آپنے فرمایا کہ یہہ

کسیکے موت و حیات کے سبب سے نہین ہوا ہے بلکہ خدا کے آیات
و نشانیون سے یہہ ایک دلیل ہے جب اس قسم کے واقعات دیکھو تو
خدا کے لیے سجدہ کرو چونکہ نفع و ضرر کا مالک خدا ہے اسلیے بدشگونی
سے ضرر کا خیال کرنا اشتراک فی الصفات ہوا اور کسی واقعہ عظیم پر
کوئی امر مثل خسوف و کسوف کا ہونا اور کسی شخص کے عظمت کا موجب
قرار دینا جو منجر بشرک فی العبادت ہے منع کیا گیا ہے یہود
و نصاری خدا کے بیٹا وجود ہونیکے قایل تھے و مشرکین مکہ ملائیکہ
کو بنات اللہ سمجھتے تھے اور اوسکے ملک و ملکیت مین کیا از روے
قدرت و حکمرانی و کیا از روے تعظیمات کے اشتراک کرتے تھے اسلیے
حکم خداوندی یہہ ہوا کہ آپ یہہ نہران واجب الاذعان سنادیجیے کہ
قل ھو اللہ احد خدا ایک ہے اللہ الصمد اللہ پاک ہے
اوصاف ذمیمہ واحتیاج و عجز وغیرہ سے لم یلد کسی کو اوسنے نہین جنا
ولم یولد اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ولم یکن لہ کفوا احد اور
نہ اوسکے لیے کوئی ہمسر نہ مثل بی بی نہ مثل شریک ملک کے کوئی ہے
بعضے لوگ اجرام سماوی کی پرستش مالک نفع و ضرر سمجھکر کرتے تھے
اونکے لئے یون ممانعت ہوئی کہ نہ سجدہ کرو شمس کو اور نہ قمر کو بلکہ خدا ہی
کو سجدہ کرو اور اوسکی عبادت کرو ۔

بسطور سے کلام مجید مین اظہار اوسکے قدرت اور اوسکی عظمت اور
اوسکے وحدہ لا شریک ہونیکا اور سارے عالم کے بیچارگی و ذلت اور
ضرورتمندگی کا بیان ہے اوسکی خوبی کچھہ اوسیکے سمجھہ مین آویگی جسکو کچھہ بھی
مہارت فہم معانی کلام پاک مین ہوگی اوسکے مضامین کا دوسری زبان

مین نہ تو وہ لطف ہوتا ہے نہ وہ اثر کوئی شخص کیسا ہی لایق اور ادیب و ماہر فن انشا ہو جب ترجمہ کسی خاص کلام و عبارت کا دوسری زبان مین کریگا تو ہرگز وہ خوبیان ولطافت وطرایق استدلال جو اصل متن مین ہوگی بباعث مختلف ہونے طرق بیانات فن انشا پردازی ہر زبان کے ادا کر سکیگا اسلیے وہ استدلالات و بیانات جو اس کائنات عالم کے نظم ونسق خلق وفنا موت وحیات ونشو ونما ترتیب وتسخیر سے لیگئی ہین نہین بیان کیے جاتے ہین- مقصود تحقیق کے لیے فقط ایک ہی نکتہ کافی ہے کہ سارے کلام پاک کا بجز اسکے کہ مسایل توحید کے لوگ مقر ہون اور شرک سے بچین دوسرا مقصود نہین ہے قصص وحکایات سے بھی غرض ہے تاکہ لوگ نافرمانونکی تعذیب سے عبرت اور فرمانبردارونکے حالات سے نصیحت حاصل کرین احکام سے بھی یہی مقصود ہے کہ بجز وحدہ لاشریک کے دوسری کی عبادات وتعظیمات نہ بجا لاوین استدلال نظم عالم سے بھی یہی مقصود ہے کہ اوسکے جبروت وعظمت کی ہیبت سے لوگونکے دلونمین اوسکے قدر ومنزلت اور سارے عالم کی ذلت وپستی راسخ ہو-

چونکہ خاصہ طبیعت انسانی یہہ ہے کہ جس چیز کی و جس عادت کی مشق کیجاتی ہے وہ وصف اوسکا ذاتی وجبلی ہوجاتا ہے اور وہ عادت اسقدر اوسکے اصلی حالت پر غالب ہوجاتی ہے کہ صدور افعال کا نہایت آسانی سے بلا کسی تکلیف ودقت کے ہوتا ہے جو لوگ جسکام اور خو کی عادت ڈالتے ہین اونسے اوسکام کی مخالفت مشکل سے ہوسکتی ہے بلکہ نوم ویقظہ مین بھی اسیقسم کے خیالات پیش نظر رہتے ہین مین نے سنا ہے کہ بعض اشخاص

یوسف کے عشق کیحالت مین بھی ترتیب مقدمات کرتے تھے اور اوسی
حالت بدحواسی مین اسقسم کا ہذیان بکتے تھے یہہ کچھہ نہین ہے فقط
وہ ایک عادت ہے جو اونکے طبیعت پر غالب ہوگئی ہے کیا ہم نہین دیکھتے
کہ سوتے وقت جس بات کا دہیان رہتا ہے خواب مین بھی اوسی
سین کا تماشا پیش نظر ہوتا ہے یہہ کیا ہے غلبہ خیالات کا ہے پس جب
انسان عالم عبودیت سے کاموںکے لیے مخلوق ہوا ہے اور روحی غرض
خدا کی معرفت دائمی ہے تو اگر روح کو اوسکے یاد مین نہ لگایا جاے تو بیشک
اوسکو مشغولی و مصروفی دنیا کے کامونمین ہوگی اور وہ بالکل اپنے اصلی
غرض کو فراموش کردیگی اسلیے سخت ضرورت اس امر کی ہوئی کہ کم سے
کم اوسکی یاد اور ذکر ہر روز ایسے طور سے ہونا چاہیے کہ ہجوم اشغال دنیاوی
اوسکو غافل یاد خدا سے نکریں اسلام مین اسلیے نماز پنجگانہ مقرر کیگئی
تاکہ اوسکی یاد دلمین راسخ ہوجاوے علاوہ برین نماز کے پڑہنے سے یہہ
فائدے حاصل ہوتے ہین کہ انسانکے دلمین تذلل عجز خاکساری احسانمندی
و خوف خدا ہوتا ہے کیونکہ نماز کیا ہے خدا کے حضور مین ادب اور طمانیت
سے دست بستہ کہڑے ہوکر اوسکی احسانمندی الحمد للہ کہکر ظاہر کرنا ہے
اور اوسکے اوصاف ربوبیت و عظمت قدرت و جبروت اور رحمت کا خیال
رب العالمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین سے ہوتا ہے اور
ایاک نعبد سے توحید کی صفت دلمین راسخ اور اپنی بندگی اور عبودیت
کا اقرار کرنا ہے اور وایاک نستعین سے استمداد اوس سے چاہتا ہے
اور ماسوا عالم سے کسی نفع و ضرر سے قطع نظر اور اونکی بیچارگی اور محتاجی کا
اظہار کرنا ہے کیونکہ استعانت کے حصر سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے

کہ بجز خداوند عالم کے کوئی نہ کسیکا مددگار ہے اور نہ کوئی کسیکا معین
ہوسکتا ہے اھدنا الصراط المستقیم سے استقامت اوس
سیدہی راہ پر مقصود ہے۔
پس یہہ ساری التجا اور عجز و زاری دلمیں انسانکے خدا کی ہیبت حاضر
و ناظر ہونا پیدا کرتا ہے حدیث مین ہے کہ فاعبد ربك کانك
تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراك اپنے رب کی عبادت کر ایسے
طور سے گویا کہ تو اوسکو دیکھتا ہے اور اگر ایسا نہو سکے تو یہہ خیال کر
کہ وہ تجھکو دیکھتا ہے اس خیال کے راسخ ہونیسے انسان کے دلمیں
خدا کا ادب اور خوف پیدا ہوتا ہے اور جبکہ وہ جانتا ہے کہ خدا مجھکو
دیکھتا ہے یا حاضر ہے تو بیشک اوسکا دل معصیت اور نافرمانی سے
کانپ اوٹھتا ہے بلکہ وہ نافرمانی سے باز رہتا ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے
ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر کہ نماز بچاتی ہے ہر فحش
اور بری باتوں سے۔
اسکے بعد کوئی سورہ پڑہی جاتی ہے جسمین کچھہ خدا کی عظمت یا وحدانیت
یا اوسکی آیات و علم و حکمت یا اخلاقی امور تہذیب نفس کی ہدایت یا ترک
معصیت کے لئے حکم ہوتا ہے اسکے بعد نہایت ادب و عاجزی سے سر
تسلیم خم کرکے سبحان ربی العظیم سے تقدیس بیان کیجاتی ہے بعد اسکے
پھر اوٹھکر اوسکے نعمتونکی شکر گذاری ادا کیجاتی ہے پھر نہایت ذلت اور
خشوع سے سر نیاز اوسکے قدمونپر ڈالا جاتا ہے اس سے ظاہر کوئی ذلت
انسانکے لئے اور علامت عبودیت مخلوق کے لئے نہیں ہوسکتی ایک ہی
نماز کے اندر انسانکو کسقدر فایدے روحانی و اخلاقی حاصل ہوتے ہین

تکبر و خود بینی و خود نمائی بے صبری وغیرہ بد سرشتی زایل ہوکر اوسکے مقابل اوصاف عجز و عبودیت صبر و استقلال کے حاصل ہوتے ہین کیونکہ جب **ایاک نستعین** سے پورا بہروسہ بتوکل خدا ہوا تو یقینی ہر امر ناگزیر پر اوسکو صبر رہیگا اور رضاے الٰہی حاصل ہوگی۔

نماز ایک قسم کا دربار حضور خداوندی مین حاضر ہونیکا ہے جہانکہ انسان نظافت ظاہری و طہارت باطن کے ساتھہ جبکہ دل و سبا و خشوع کا اظہار کرتی ہی جاتا ہے ایسے امر کثیر المنفعت و اعلی ترین مقصود خلقت انسانی کے لئے جسقدر نماز ادا کیجاوے اور پڑہی جاوے ہرگز جاے اعتراض نہین ہوسکتا مگر انسانکو فقط ایک نماز ہی ادا کرنا نہین ہے بلکہ دنیا کے بہت سے ضروری کام بہی اوسکے ذمہ ہین پس وہ اوقات فرصت جو خصوصاً عرب اور عموماً عامہ مخلوق کے تہے اوسوقت مین نماز پنجگانہ فرض کیگئی تاکہ دنیاوی ہجوم اوسکے دلسے وہ حالت عجز و عبودیت جو نماز سے حاصل ہوتی ہے زایل نکردے صبح کا وقت تاثیر و مستحکم کرنے اوس کیفیت مقدسہ کے لئے جو اعلی ترین وقت ازروے فرحت و فرصت و تازہ صحیح ہونے قواے دلی و دماغی و خالی ہونے خیالات دنیاوی سے نہایت قوی الاثر تہا مقرر کیا گیا دوپہر کے بعد لوگ سب کام کرکے ارام کے لئے کچہہ دم لیتے تھے اسلئے وہ وقت بالکل بے شغلی کا تہا جو مقرر کیا گیا عرب کا دستور تہا کہ قبل غروب افتاب کام کاج لوگ بند کر دیتے تہے اسلئے اوسوقت مین اکثر اوقات نماز سے نماز خفیف القرءت فرض کیگئی مغرب کے وقت بہی سارے قواین اسیطور سے شگفتگی اور تازگی ہوتی ہے جسطور سے **فجر** کے وقت حاصل ہوتی ہے **عشا** کا وقت جو

ساری رات مین فقط ایک ہی نماز قرار دیگئی اسلیے کہ رات بھی اوسکے
ذکر و فکر سے کچھ حصہ حاصل کرے اور وہ کیفیت جو قواے جسمانی و
روحانی کے آرام کے وقت حاصل ہوگی بہت زیادہ پر اثر اور
راسخ ہوگی۔

چونکہ احکام خداوندی حسب مقتضاے وقت و ضرورت نازل ہوتے
تھے اور نماز بھی پڑھے جاتے تھے اسلیے نماز جماعت بھی ہر ایک شخص
کے لیے ضروری تھی تاکہ برکات و فیوض آیات رحمانی سے محروم نہ رہین
اور آپس کے یکجا ہونیسے محبت و الفت و ملاپ باہم کے عادت مضبوط
و قوی ہو جمعہ کی نماز بھی اسلیے اون لوگونکے لیے جو جماعت کے لیے
نہین آسکتے تھے واجب کیگئی تاکہ ہفتہ وار ان برکات سے وہ بھی
مستفیض ہون۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین عجز و انکسار اسقدر تھا کہ نماز بلا کسی
فرش کے زمین پر پڑھتے تھے اور سر کو نہایت بے تکلفی اور ذوق
کے ساتھ بلا کسی خیال کے اوسی مٹی پر رگڑتے تھے اکثر حصہ شب کا
کبھی رکوع مین کبھی قیام مین گذرتا تھا نماز مین رقت قلب اسقدر ہوتی
تھی کہ مثل ہانڈی کے جوش کے اپکے سینہ سے آواز تضرع و گریہ
کی نکلتی تھی اکثر چشم پاک سے آنسو اسقدر جاری ہوتے تھے کہ ریش
مبارک تر ہو جاتی تھی حضرت عائشہ رضی کہتی ہین کہ آپ ہم مین بہت
ملے جلے رہتے تھے مگر جب نماز کا وقت آتا تھا تو بالکل ہملوگ ایکدوسرے
کو بھول جاتے تھے آپنے فرمایا کہ جو شخص دو رکعت نماز ایسی پڑھے
کہ جسکے دلمین دنیا کا خیال کچھ بھی نہ آوے اوسکے سارے گناہ بخشدیے

جاتے ہین - کلام پاک مین ہے - قد افلح المومنون الذین
ہم فی صلوتہم خاشعون اونہون نے بیشک نجات پائی
جو اپنے نمازونمین خشوع یعنی تضرع و ادب کرتے ہین دوسری جا یہہ حکم ہوا ہے
کہ قوموا للہ قانتین کہ کہڑے ہو خدا کے لئے بندگی کرنیوالے -
چونکہ انسانین بباعث افراط لذات دنیاوی و انہماک حصول خواہشات
قوت غضبیہ و بہیمیہ کیطرف ہوتا ہے جو روح کو خدا سے غافل کردیتی ہے
اسلیئے روزے فرض کیئے گئے تا کہ بے رغبتی و زہد بباعث تضعیف ان
قواء کے حاصل ہون اور اوصاف انسانیت صبر و قناعت و استقلال
کے اوس سے نصیب ہون اور اس بہوک و پیاس کی شدت سے
بنی نوع انسان کے مصائب فاقہ کشی خیال کر کے اونکی ہمدردی و حاجت
روائی کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر روزونمین بہت زیادہ
خیرات کیا کرتے تھے اور عبادات مین زیادہ مصروف رہتے تھے اکثر
بعضے سال ایسے آپکے روزہ مین گذرتے تھے جب کچھ کہانیکو نہوتا تہا تو بسم
اللہ نیت روزہ کی کر لیتے تھے آپنے فرمایا کہ روزہ نصف صبر کا ہے
اسلیئے کہ بعض اقسام صبر امور دنیاوی سے دن مین کیا جاتا ہے
اور اگر رات بہر بہی یہی حالت رہتی تو پورا وقت صبر و امساک
مین گذرتا پس پورا دن اوسکے اوقات کا نصف وقت ہے
پس روزہ نصف صبر کا ٹہرا --- چونکہ مسلمانونمین غربا و مساکین
کی کثرت تھی اور کوئی باقاعدہ طریقہ اونکے رفع ضرورت کا اوسوقت
جاری نہوا تہا اور آج پولیٹیکل اکانمی کے روسے یہہ اصول ۱۳۰۰ برس
کے بعد معلوم ہوا ہے کہ انسانی محنتون کا نفع مالدارون کو دو گونہ ایک

اون کے مال کا دوسرا اونکے محنت کا حاصل ہوتا ہے اور
کاریگرون کو فقط محنت ہی کا صلہ ملتا ہے اور یہہ ساری دولتین
رفتہ رفتہ کہنچ کر تونگرون کے پاس جارہتی ہین اسلیئے بنی نوع انسانکے
ہمدردی بہ حاجت روائی کے لیئے ہر صاحب نصاب پر چالیسوان حصہ
اوسکے مال کا خیرات کرنا فرض قرار دیا گیا اور سلطنت ملک کے لیئے یہہ
خدا کے اون فرائض خمس سے مقرر کیئے گئے کہ جسکے نہ ادا کرنے پر
جہاد اوسیطور سے جسطور سے کفار پر کرتے ہین کیا جاتا ہے
اور ایک دوسری وجہہ یہہ بھی ہے کہ صفت بخل کی جو بدترین اخلاق
ملیں سے ہے زائل ہو جاے آیکے اوصاف غناے نفسکے آگے انشاء اللہ
بیان ہوتے ہین حج ایک ایسا آزمایش گاہ مقرر کیا گیا ہے کہ جس جا

سرحج

تمام عالم کے مسلمان اپنے جذبے ودلی شوق سے اوس وحدہ لاشریک
کے طرف عمر بہر مین ایکبار دوڑین اور اون لوگونکے حالتین اور محبت اور
عشق خدا اور اون تکالیف کے یاد مجرمان کی صورت تولنے بچشم دل تمامتر نہ
کرین اور اپنے رسول کے اوس پیارے وطن کو جہانسے وہ خدا کے نام
لینے کیوجہہ سے نکالے گئے تھے اپنے آنکھونسے دیکھین اور اسی زندہ یادگار
اور بیاگرمی سے اوس جوش محبت کو جو آنلوگونکو خدا کے ساتھہ تھا
زندہ اور تازہ کرین اور اون اخلاقی اوصاف صبر و تحمل کو جو انکے آبا
واجداد نے خدا کیواسطے بمقابلہ کفار کیئے تھے حاصل کرین اور وہ
یکجہتی جو قومی اجتماع سے بلا تفرقہ ذات پات رنگ و روپ امیر و غریب
ہونیسے ہوتا ہے حاصل کرین اور وہ قومی تمغہ شرف اسلام کا جسنے
سب انسانونکو یکسان حقوق انسانیت کے عطا کیئے ہین بچشم خود

معاینہ کرین اور آپسمین محبت اسلام و اخوت اسلامی نے سارے
مسلمانونکو ایک ہی رنگ رنگا دیکھین - جبلہ ابن ایہم قبیلۂ غسان کے
فرمانروا نے کسی مسلمان کو کچھہ ایذا دی تھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اوسکا
بدلہ اوسیطور سے اس خانہ خدا مین لیا جائیگا جسطور سے کہ اوسکو پہونچی
ہے کوئی خصوصیت و وجہہ فضیلت عدل مین اوس عزیز مسلمان پر تجھکو
حاصل نہین ہے -

ایک صحابی فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی پر بار کسی قبیلہ
چودہار کے ایام حج مین گھومتے تھے اس سے بڑھکر کیا نفع تفرقہ ہوگا
کہ سارے عالم کا بادشاہ بھی ایک ادنی مسلمان کیطرح گھومتا رہے -
جہانتک ارکان و طریقے مناسک حج کے قائم ہین وہ محض ہمارے دادا
ابراہیم کی یادگار و سنت ہین اور اوس حنیف مسلم کی کہ جسنے ملکوت سموت
وارض کو دیکھکر سارے بتون اور قرابت دارونسے مونہہ موڑ کر فرمایا
تھا انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض
حنیفا وما انا من المشرکین اعراض و روگردانی پرستش اصنام
سے خیال کرین اور اوسکے اوس ہاتھکے بنائے ہوئے مکانکو جو
محض اوس وحدہ لاشریک کے عبادت کے لئے جسکے لئے نہ
کوئی مکان ہے اور نہ کوئی زمان تعمیر کیا گیا یاد کرکے اوس ایکے بھی اور
اعراض عن الاصنام سے اپنے دلمین وحدانیت اور اوسکی محبت کو مضبوط
و استوار کرین اور سارے عزیز و قریب مال و دولت جو سبب غفلت
و قساوت قلبی کے ہون اونسے اعراض و روگردانی کرکے حنیف
مسلم بن جاوین اور اوس فدیہ جانور سے جو ہمارے دادا اسمعیل کے

سنت ہے جنکو کہ اونکے باپ نے خدا کی راہ مین نثار کرنا چاہا تہا وہی
نثیل و جان نثاری عشق خدا مین حاصل کرین اور اس عملی ثبوت جان
و مال و جسمانی تکالیف کے تحمل سے ثابت کر دیوین کہ خدا کی محبت و اطاعت
ماسوا عالم پر غالب ہے۔

آپ زاہدترین از روے خیالات و اعمال کے تھے عائشہؓ سے روایت
ہے کہ آل محمد نے کبھی دو روز جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہین کہائی ایک
دوسری حدیث مین ہے کہ آپکو غذا دو وقت برابر نہین ملی ایک وقت
ملی بہی تو وہ بہی شکم سیر ہو کر نہین ملی جس روز آپکا رفیق اعلی سے وصال
ہوا اسقدر مال نہ تہا کہ جس سے چراغ کے لیئے تیل آسکے آپنے اپنے وفات
کے وقت فقط تین ہی چیز چہوڑین ایک خچر اور ایک تلوار اور ایک باغ
فدک جسکو عین حیات ہی مین آپنے کفالت مساکین کے لیئے علیحدہ کر
رکہا تہا آپنے صدقات و خیرات کا لینا بنی ہاشم کے لیئے حرام
کر دئے تاکہ کوئی یہہ خیال نہ کرے کہ محض طمع دنیاوی کے باعث
آپنے یہہ تکالیف گوارا کین ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ مین بہوکہہ کے
مارے بیتاب ہو کر آپکی خدمت مین حاضر ہوا اتنے مین عمرؓ بہی آئے
اونکو بہی یہی شکایت تہی آپنے اونلوگونکو اپنا شکم مبارک کہولکر
دکہایا کہ جسپر پتہر بندھے ہوئے تھے اسیطور سے بہت سے واقعات
پتہر باندھنے کے شکم مبارک پر موجود ہین کہ جو باعث نہ موجود ہونے
کسی طعام کے تہا آپنے عائشہؓ سے وفات کے روز فرمایا کہ جو کچہہ موجود ہو
صدقہ کر دو تاکہ مین اپنے دوست سے ایسے حالتمین ملون کہ میرے پاس
ایک حبہ بہی نہو۔

سخاوت بہی آپکی نہایت جنچی تلی تھی ایکبار آپنے کیسکے سوال پر بباعث نہ موجود ہونے کسی چیز کے پیراہن شریف اوتار کر دیدیا برہنہ گہر مین رہے نماز کے لئے باہر نہ آسکے اسلئے کلام پاک مین یہہ حکم ہوا کہ **لا تجعل یدک مغلولۃ الیٰ عنقک ولا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا** یعنی اپنے ہاتہہ کو بالکل گردنسے نہ باندہ لیجئے اور اور نہ ایسا کہول لیجئے کہ جس سے پیچھے رہین ندامت او حسرت سے ہاتہہ کو گردن سے باندہ لینا بخل سے مراد ہے اور کہولنا اس درجہ پر کہ اعتدال سے زیادہ ہو اسراف مراد ہے چونکہ یہہ امر کہ آپ برہنہ گہر مین بیٹھے رہین اور مسلمین مین آپکے نہ تشریف لانیکے باعث خرابی ہوتا نہ تہا اور اعتدال سے بھی دور تہا اسلئے آپکو ہدایت ہوئی کہ بخل و بسط مین اعتدال رکہین آپنے کسی شخص کو اسقدر بکریان دین جو درمیان دو پہاڑون کے تہین وہ شخص جب باہر نکلا تو کفار سے کہتا تہا کہ محمدؐ بڑا سخی ہے جو اسقدر دیتا ہے کہ فاقہ سے نہین ڈرتا آپکے گہر مین اگر کوئی چیز ہوتی تو اندر تشریف نہ لیجاتے جبتک کہ خیرات نکر لیتے آپنے فرمایا کہ تونگری کثرت مال و دولت سے نہین ہوتی بلکہ دلکی غنا (یعنی بے پروائی و بے تعلقی مال) سے ہوتی ہے سعدی نے خوب کہا ہے تونگری بدل است نہ بمال ایک اعراب نے آپکو اسقدر مانگنے سے دق کیا کہ آپکی چادر کاندہون اوجہہ گئی آپنے متوجہہ ہوکر اونکی جانب یہہ ارشاد فرمایا کہ میرے پاس اگر ہوتا تو مین تمکو اسقدر دیتا کہ تم مجہکو بخیل نکہتے۔ آپنے فرمایا کہ جس نے اپنے اوپر در سوال کہولا وہ کبہی تونگر نہوگا دوسری حدیث مین یون وارد ہے کہ **کاد الفقر ان یکون کفرا**

کہ قریب ہے کہ فقر کفر ہو جاوے یعنی بباعث کفران نعمت و بے صبری
کے احاطہ کفر کے قریب ہوگا - حکیم ابن حزام نے آپسے بیعت اسی امر
پر لی تھی کہ کسی سے کچھہ نہ مانگین اونہون نے اسقدر اس حکم کی تعمیل کی کہ
سواری پر اگر چڑہے ہوتے اور کوڑا گرجاتا تو اگر پڑتا تو اوٹھا دینے
کو بھی کسی سے نہ کہتے آپکے پاس اگر کچھہ ہوتا تو صبر کرتے نا بدرجہ مجبوری
قرض لیتے ایکبار لوگون نے آپسے مانگنا شروع کیا آپنے اونکو کچھہ
دیا جب دو ہوئے تو آپنے فرمایا کہ یہہ لوگ اپنے پیٹ مین نہین بہرتے
مگر آگ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ انکو آگ کیون کہلاتے ہین جواب مین
یون ارشاد ہوا کہ مجھے بخل اچھا نہین معلوم ہوتا ایک غریب نے آپسے
کچھہ مانگا آپنے پوچھا کہ تیرے پاس کچھہ ہے اوسنے کہا کہ بجز ایک کمل اور
ایک پیالے کے کچھہ بہی نہین ہے دو درم پر آپنے اوسکا پیالہ فروخت
کرکے ایک درم کی کلہاڑی اوسکو خرید دی اور کہا جا لکڑی کاٹ کر بیچ
چند روز مین جب آپکے پاس وہ آیا تو دس درم اوسکے پاس تہے آپنے
فرمایا کہ تیرے اوس فعل سے یہہ فعل اچھا ہے - کلام پاک مین اون
لوگونکی تعریف آئی ہے جو اپنی صورتون سے فقر اپنا نہین ثابت
ہونے دیتے تھے اور سوال بہی نکرتے تھے آیت مذکور یہہ ہے

لا یسئلون الناس الحافا -

بخل سے یون ممانعت کیگئی کہ خدا کے نزدیک بخیل سے زیادہ مبغوض
کوئی نہین ہے ایک دوسری حدیث مین بخیل کو بندہ دینار و درم قرار
دیا ہے اسلیئے کہ اونہون نے خدا کی اطاعت کے جا دینار و درم
کی محبت اور اطاعت عصیان خدا اختیار کرکے کی - کسینے ایسی یہہ بیت

سبب ہے کہ آدمی کہتا ہے کہ اپنا مال اپنا مال مگر اوسکے مال
سے کچھہ بہی نہین ہے مگر وہ جو کہایا اور پہنا اور صدقہ دیا۔ ایک دوسری
حدیث مین ہے کہ بخیل کی کوئی طاعت قبول نہین ہوتی۔ کلام پاک
مین ہے کہ ہلاکی ہو سب نکتہ چینیون چغلخورونکی کہ جو لوگ مال جمع
کرتے ہین اور گنتے ہین اور یہہ سمجہتے ہین کہ ہمیشہ اونکے پاس رہیگا ہرگز
نہین وہ لوگ حطمہ مین ڈال دئے جاوینگے۔ اور حطمہ کیا چیز ہے وہ ایک
آگ ہے جو قلب پر جلائی جاویگی۔ دوسری جا کلام پاک مین یہہ ہے
کہ بخیلونکے مال و اسباب سے اونکے بدن داغے جاوینگے۔

قناعت کی رغبت آپنے یون دلائی کہ اگر ابن آدم کے پاس دو جنگل سونے
کے ہون تو تیسرے کا خواستگار ہوگا اور اوسکا پیٹ نہ بہریگا مگر
مٹی سے اسکو کسی شاعر نے یون ترجمہ کیا ہے شعر

گفت چشم تنگ دنیا دار را ٭ یا قناعت پر کند یا خاک گور

قناعت کی تعریف یون فرمائی الغناء غناء النفس یعنی تونگری
بدلست نہ بمال۔ ابو ہریرہ سے آپنے فرمایا کہ جب تجہے بہوک لگے تو ایک
روٹی اور ایک پیالے پانی پر کفایت کر آپنے خدا سے یہہ دعا مانگی کہ الٰہ
محمد کی روزی بقدر کفاف عطا فرما ابو ہریرہ سے ایک دوسرے موقع پر
آپنے یون فرمایا ورع اختیار کر عابد ہو جائیگا اور قناعت اختیار کر بہترین
شاکرین مین سے ہو جائیگا قناعت طلب دنیا کے توسط و اعتدال
کا نام ہے۔

رسول اللہ اکثر سال بہر کے لئے بیت المال سے نفقہ رکہہ لیتے تہے وہ
سال ہی کے اندر صدقات کے باعث صرف ہو جاتا تہا اسلئے قرض کی

نوبت آتی تہی آپ اس قسم کے اسراف سے منع فرما دئے گئے تاکہ آپسے
قرض کی نوبت نہ آوے جسے آپ ادا نکر سکین اپکی عادت شریف یہہ تہی
کہ جو شخص قرضدار مرتا تہا اوسکی نماز جنازہ کی تنہا خود نہین پڑہتے تھے
تاکہ لوگونکو قرض لینے مین کم جرئت اور ادا کا زیادہ خیال ہو۔

طلب دنیا بوجہ حلال کی تعریف

حدیث مین ہے کہ جو شخص دنیا کو وجہ حلال سے اسلئے کماتا ہے تاکہ اپنے
اولاد کی پرورش کرے وہ خدا سے ایسے حال مین ملیگا کہ
اوسکا موہنہ چودہوین رات کے چاند کیطرح چمکتا ہوگا اور دوسری
حدیث مین ہے کہ راستباز سوداگر کا موہنہ چودہوین رات کے چاند
کے مانند چمکتا ہوگا اور ایکجا یون ارشاد ہوا ہے کہ حلال ترین رزق
ان لوگونکے ہاتہہ کی کمائی ہے اور بیع جسمین کسی قسم کی خرابی نہو
اور ایک حدیث مین یون ہے کہ آپنے لوگونسے یہہ ارشاد فرمایا کہ میرے
دلمین روح القدس نے یہہ بات پہونکدی ہے کہ ہر شخص کے مقدر مین
جسقدر ہوگا ملیگا اوسکے ملے وہ نہین مرنیکا پس اللہ سے خوف کرو اور طلب
رزق اچہی طرح کرو۔

مال حرام کی ممانعت

حدیث مین ہے کہ جس شخص کے بدنپر دس درم کا کپڑا ہو اور اوسمین ایک
درم حرام کا ہو اوسکی نماز نہین مقبول ہوتی احتکار کے لئے یون
منع فرمایا کہ اگر وہ شخص کل مال محتکرہ کو صدقہ بہی دیدے تب بہی قبول
نہین ہوتا کیونکہ عرب کا رزق محض تجارت سے اوسپر منحصر تہا اور لوگونکے
غلہ روک رکہنے کے باعث مضرت عامہ خلایق کی تہی اور کلام پاک
مین ہے کہ اون لوگونکی خرابی ہے جو لوگونسے تلواتے ہین تو پورا کرتے
ہین اور جب تولتے ہین تو کم تولتے ہین۔ حضرت شعیبؑ کے زمانے مین

لوگونپر محض کمی وزن کے باعث سے عذاب نازل ہوا تہا یتیم کا مال جو لوگ
ظلم سے کہاتے تھے خدا نے اونکے لئے فرمایا ہے لا یاکلون فی بطونہم
الا النار کہ نہین کہاتے ہین اپنے پیٹو نمین مگر آگ اور دوسرے جاپون
حکم ہوا ہے کہ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل کہ نکہاؤ آپسمین مال
کو ناحق طور سے اور حدیث مین حرام خورونکی تخویف یون سے کی گئی ہے
کہ جو بدن حرام سے پلا ہے اوسکے لیے دوزخ ہی بہتر ہے مال حرام سے
صدقات وصلہ رحم کرنا ہرگز موجب ثواب نہین ہوتا جیسا کہ حدیث
شریف مین ہے کہ جو شخص مال حرام جمع کرکے اوسکو صدقہ یا صلہ رحم
مین صرف کرے یا خدا کی راہ مین دیوے تو ان سب کو خدا دوزخ مین
ڈالدیتا ہے۔

چونکہ عرب مین افلاس و تنگدستی زیادہ تہی اور اکثر مدار زندگی قرض
پر ہوتا تہا اور سود کا چلن اس ملک مین بہت زیادہ تہا اسلیئے اونکی حالت
معیشت نہایت خراب ہوگئی تہی اسی سود کے باعث اکثر لوگ پریشان
حال و سرگشتہ حال ہو گئے تہے ہمارے نظر و نفین اس زمانہ حال کی شہادت
موجود ہے کہ اسی سود خوری کی وجہ سے اکثر جایدادین تلف ہو گئی اور
ہوتی جاتی ہین اور بڑے بڑے خاندان کے لوگ خاک نشین ہوگئے ہو
ڈاکٹر ڈبلو ہنٹر صاحب سنتہال کے قومونکے باب تاریخ ہندوستان مین
تحریر فرماتے ہین کہ وہانکے لوگ بباعث سود خوارونکے ہمیشہ
تنگدست رہتے تھے بلکہ باپ کے قرض کے باب اونکی اولاد غلامی
کی حالت مین اکثر رہتی تہی وہی لوگ سود کے باب کل پیداوار اونکی
کاشتکاری کا لیتے تہے اور اون سے محنت و مزدوری کراتے تہے اور

پیٹ بھر روٹی بھی نہین دیتے تھے چنانچہ ۱۸۷۵ء مین گانون
کے باشندے جنہون نے جنگل کاٹکر اراضی صاف کی تھی مایوس
ہوکر جنگل کو نکل بھاگے اور ۱۸۸۵ء مین بتیس ہزار سنتھال اپنے تیر و
کمان لیکر کلکتہ کو روانہ ہوئے کہ اپنی حقیقت گورنر جنرل سے بیان
کرین راستہ مین بباعث فاقہ کشی چوریان کرنے لگے اور جب
پولیس نے انتظام کیا تو ایک ناحق کشت و خون ہوا اب ہمین غور کرنا چاہئے
کہ سود خواری کے باعث علاوہ تنگی معیشت کے انکو اخلاقی تمدنی
اور جانی نقصان کسقدر ہوا انہین خرابیونکی وجہ سے سود لینا اور دینا
دونون حرام کردیا گیا کلام پاک مین یون حکم دیا گیا ہے یٰایہا الذین
امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین
فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ - کہ اے
ایمان والو ڈرو خدا سے اور چھوڑ دو سود کو اگر تم ایمان لائے ہو
اور اگر تم ایسا نکروگے تو خدا اور اوسکے رسول سے لڑائی کے لئے طیار ہو
اس سے بھی زیادہ آسان حکم یہہ دیا گیا ہے کہ جو لوگ نہ ادا کرسکین
انکو مہلت دو اگر بخشدو تو یہہ بہتر ہے -

چونکہ ان سب خرابیونکی جڑ طمع و حرص ہے اسلئے اوسکے لئے قناعت
کی ہدایت اور زہد کی رغبت دلائی گئی اور حرص سے ممانعت
فرمائی گئی آپنے ایک اعرابی سے جہان نماز اور عمل نیک کی ہدایت
فرمائی وہان یہہ بھی کہا کہ لوگونکے مال سے طمع دور کر اور ایک دوسری
حدیث مین حریص کی مذمت یون کی کہ دو حریص کے پیٹ کبھی نہین
بھرتے ایک حریص علم دوسرا حریص مال کا یہہ سب جانتے ہو حرص

جاہ ومال کی ایسی بُری چیز ہے کہ جو موجب جمیع فتنہ وفساد ونیز
ظلم وتکبر وحقارت کا ہے اگر کوئی شخص اپنے حق سے زیادہ کا خواستگار
نہو تو ہرگز فتنہ وفساد وظلم کی نوبت نہ آوے اور اگر جاہ طلبی نہو تو ہرگز
کبر اور دوسرونکی حقارت نکرے اسکے بابت حدیث شریف مین یون
فرمایا ہے کہ دو بھیڑیئے جانورونکے گلے مین ایسا نقصان نہین پہونچاتے
جتنا حرص جاہ ومال کی انسانکی دین مین پہونچاتا ہے۔

عفو

اعلی ترین اخلاق ومحمود ترین اوصاف مین سے ہے آپکی جبلی و
فطری صفت عفو کی تہی مجرم پر باوجود قدرت ودسترس ہونیکے
عفو کرنا ایک اچھا کام سمجھتے تھے جب فتح مکہ بباعث نقض عہد
مشرکین مکہ کے ظہور مین آئی تو چند مشرکین انمین ایسے تھے جنہون
نے مسلمانونکو اور آپکو نہایت سخت تکالیف وایذائین دی تہین
اونکے شرارتونکا اور خباثتونکا بھی نتیجہ تہا کہ وہ ہرگز زندہ نہ رکھے
جاوین آپنے جہان یہہ حکم دیا تہا کہ بجز ہتہیار بند لوگونکے کوئی قتل نہ
کیا جاوے وہان یہہ بھی فرمایا تہا کہ بجز ان چند اشرار کے جنکے
ہاتہونسے بہت سی ایذائین پہونچی ہین یہہ ہرگز مستثنی اوس حکم
سے نہین ہین پر جب وہ لوگ گرفتار ہوکر حضور مین لائے گئے اور معذرت
کی آپنے فوراً خطا معاف کی اور اوس روز آپ نے در کعبہ پر کھڑے
ہوکر بہت سے قیدیونسے جو اوس لڑائی مین گرفتار ہوئے تھے مخاطب
ہوکر یہہ ارشاد فرمایا کہ تمکو مجہسے کیا امید ہے اونلوگون نے یہہ کہا کہ
آپ کریم ہین اور ہمارے قوم کے اچھے شخص ہین ہمکو بجز بھلائی کے
کوئی امید آپسے نہین ہے آپنے سبکو رہا فرما دیا۔ حاتم جو ایک عرب کا

مشہور سخی تہا اوسکے قبیلے کے لوگ معہ اوسکی بیٹی کے گرفتار ہوکر آئے تو بپاس خاطر اوسکے بیٹی کے اور بباعث قدر سخاوت حاتم کے سب کے سب چھوڑ دیے گئے اتفاقیہ کسی غزوہ میں آپ تنہا کسی مقام پر تھے ایک کافر شمشیر برہنہ آپکے سر پر کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ تمکو مجھسے کون بچانیوالا ہے آپنے فرمایا کہ میرا خدا میرا حافظ و محافظ ہے اس جوانمردانہ جواب سے ایسی ہیبت اوس شخص پر طاری ہوئی کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آپنے وہی تلوار لیکر اوس سے کہا کہ اب تو کیا کہتا ہے ایا اسلام لاتا ہے یا قتل ہوتا ہے اوسکے نہایت منت و سماجت پر اس شرط پر اوسکو امان دی کہ پہر وہ کبھی مسلمانوں سے لڑنے نہ آوے۔

جب مکہ پر مسلمان خفیہ چڑھ دوڑے تھے تو ایک شخص نے جسکے عزیز و قریب مکے ہی میں رہتے تھے اس لشکر کی چڑھائی کی مخبری کردی تھی اوس خط کے برامد ہونے پر آپنے اوسکے معذرت پر عفو تقصیر فرمائی۔

حدیث میں ہے کہ کوئی شخص تم میں سے مثل ابی ضمضم کے نہیں ہو سکتا کہ جو جب گہر سے نکلتا تو یہہ کہتا کہ جو کچھ بے عزتی و نقصان میرا لوگوں کے ہاتھ سے ہو اوسکو میں نے معاف کردیا۔ آپکی بی بی جو حضرت ابو بکر کی بیٹی تہیں اونپر جب ناپاک تہمت چند منافقین نے لگائی اور آیت برائت کی نازل ہوئی تو ابو بکر صدیق نے ایک اپنے عزیز کے نسبت جو مسکین تھے اور جو شریک قذف تھے صلہ رحم بند کردیا خدا کی مہربانی اور رحمت کو ملاحظہ کرو کہ ابو بکر کو یوں حکم سنایا گیا کہ اہل علم کو لازم نہیں ہے کہ ذوی القربی کے ساتھ سلوک سے رکیں چاہیئے کہ وے عفو تقصیر کریں اور درگذر کریں کیا وے دوست نہیں رکہتے کہ خدا

اونکے قصور سے درگذر کرے۔

جب یہودیہ نے آپکو دعوت مین زہر دیا تو آپنے اوس سے کوئی مواخذہ
نہین فرمایا ایک یہودی جسکے آپ قرضدار تھے قبل انقضاے وعدہ
آپسے متقاضی ہوا اور نہایت سخت کلامی اور دریدہ دہنی سے یہہ کہنے
لگا کہ آپ اور آپکے قبیلے کے لوگ اسیطور سے نادہند اور وعدہ خلاف ہین
عمرؓ کو اس کلام پر اوسکے تاب نرہا اور نہایت پیچ و تاب کہا کہ چاہا کہ اوسکے
تنبیہہ کرین آپنے حضرت عمرؓ کو منع فرمایا اور اوسکا قرض مع مستحقے زاید وافر ادا فرمایا
اوسنے پوچھا کہ یہہ زیادہ کیون ہوا کیا آپنے فرمایا کہ عمرؓ کی زیادتی کا
بدلا ہے وہ آپکا یہہ حلم اور احسان دیکھکر اسلام لایا حدیث شریف
مین ہے کہ جو شخص تجسے قطع کرے تم اوس سے جوڑو اور جو اپنا مال نہ دے اوسکو
اوسے دو اور جو تمپر ظلم کرے اوسکو معاف کرو۔

آپ لوگونکے ایذاؤن و تکالیف کا بدلہ ہرگز نہین لیتے تھے بلکہ اونکی تکالیف رسانی
پر صبر فرماتے تھے جب آپکے دندان مبارک جنگ احد مین شہید ہوئے
تو آپنے اونکے لیئے یہہ دعا فرمائی **اللہم اہد قومی فانہم لا
یعلمون** اے خدا میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ نہین جانتے
لوگون نے آپسے عرض کیا کہ آپ کفار کے لیئے بددعا فرمائیے آپنے
فرمایا **لا لعان** یعنی مین بد دعا کرنیوالا نہین بہیجا گیا کسی تقسیم غنیمت
مین ایک شخص نے کہا کہ یہہ تقسیم واجبی نہین ہے آپنے فرمایا کہ خدا رحم
کرے موسیٰ پر کہ اونکو اس سے زیادہ تکلیف دیگئی اور اونہون نے صبر کیا
بعض جاہلون نے یہانتک آپکو تکلیف و ایذا دی کہ آپکے روے مبارک
پر تھوک دیا آپنے کبھی اوسکا بدلا نہین لیا آپکی خصایل مبارک سے ہین

یہہ بات تہی کہ کبہی اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلا نہ لیتے تہے ایک شخص
نے آپسے کہا کہ آپ عدل نہین کرتے آپنے فرمایا کہ اے شخص اگر مین عدل
نہین کرتا تو پہر کون کرتا ہے یہہ بات آپنے فرمائی کہ مین نے خدا سے یہہ
درخواست کی کہ ایک روز بہوکا رہون تو صبر کرون اور ایک روز
پیٹ کہاؤن تو شکر کرون جب آپکے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو آپکے
چشم مبارک سے آنسو جاری تہے آپسے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہہ کیا امر ہے آپنے فرمایا میرا دل کڑہتا ہے اور آنکہون سے آنسو جاری ہین
مگر مین وہی کہتا ہون جس سے خدا راضی ہو اور یہہ امر رحم کی بابت ہے
توکل کے اصل معنی ترک تدبیر کے نہین ہین بلکہ خدا پر بہروسا کرنا اور تدبیر
پر اطمینان نکرنیکا نام ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے وشاورہم
فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ اور مشورہ کرو انلوگون
سے اپنے کام مین پہر جسوقت اوسکے کرنیکا قصد ہو پس خدا پر بہروسا کرو
اس مضمون کو حدیث مین یون فرمایا ہے کہ اونٹ کو باندہ کر توکل
کرو جسکا ترجمہ مولانا ے روم نے یون فرمایا ہے گفت پیغمبر باواز بلند
بر توکل پاے اشتر را ببند چنانچہ آپکو خدا پر اسقدر بہروسا تہا کہ
جب اوس کافر نے تن تنہا پاکر یہہ سوال کیا کہ اسوقت تمکو کون بچاویگا
ہے آپنے فرمایا کہ خدا۔ جب مدینہ طیبہ کے محاصرہ مین آیت واللہ
یعصمک من الناس خدا آپکی حفاظت کریگا آدمیون سے نازل
ہوئی تو آپنے فوراً اون لوگونکو جو آپکے مکان کے محافظ تہے اوٹہا دیا۔ غار ثور
مین جبکہ آپ و ابوبکر پوشیدہ ہوے اور کفار متعاقب گئے ابوبکر کفار
کی نسبت دیکہکر رونے لگے آپنے کہا لا تحزن ان اللہ معنا کہ غم

بلکہ چند ادہلوگون کے ساتھ تھے۔

جنگ بدر مین جسمین مسلمان بہت ہی کم تھے اور کفار دو چند سے بھی زیادہ تھے آپ سب کے آگے لڑائی کے وقت رہتے تھے جب مدینہ منورہ مین یہہ خبر مشہور ہوئی کہ کفار بہت بڑی جمعیت کے ساتھہ آئے ہین تو آپ تن تنہا ابو طلحہ کے گہوڑے پر سوار ہوکر خود اونکی خبر لانیکو گئے خانہ کعبہ مین جب کفار نے آپکو تنہا پاکر یہہ سوال کیا کہ کیا آپہی ہمارے معبودونکو برا کہتے ہین آپ نہایت بیخوف ہوکر یہہ کہا کہ ہان حضرت عمر جو آپکے بقصد قتل اپنے گہر سے نکلے اور در دولت پر حاضر ہوئے اصحاب اونکے آنے سے نہایت خائف تھے آپنے سبہونکو منع کردیا کہ تم دروازہ مت کہولو خود ہی جاکر حضرت عمر سے سوال کیا کہ تم کس قصد سے آئے ہو حضرت عمر کہتے ہین کہ مجہہ پر اسقدر خوف طاری ہوا کہ مین کانپنے لگا اور کہا اسلام کی بیعت سے حاضر ہوا ہون۔

آپ نہایت با ادب اور پر حیا شخص تھے آنکہین ہمیشہ نیچی رہتین چلتے پہرتے مین ادہر ادہر نظر نہ دوڑاتے تھے اگر کوئی مکروہ شئے پیش نظر ہوتی آنکہین بند کرلیتے تھے قبل نبوت کے ایک عورت اونٹ پر سے گر پڑی آپنے فوراً آنکہین بند کرلین تاکہ کہین نظر ناجائز نظارہ پر نہ پڑے آپ خدا سے آنکہہ کے خیانت سے ہمیشہ پناہ مانگتے تھے حیا ہی کی وجہہ سے مستورات کو پردہ مین رہنیکا حکم دیا گیا اور اگر باہر نکلین تو اسطور سے کہ اونکی زینتین و آرائشین نمایان نہون اور نہ کسی عضو کی کیفیت کپڑے کے اوپر سے معلوم ہو اور مرد و عورت ہمیشہ اپنی نظرین نیچی رکہین تاکہ ایک کو دوسرے کو دیکہنے سے فتنہ نہ پیدا ہو (سورہ نور مین

آیت حجاب ملاحظہ کرو) انہین سب رخنہ بندیونکے لئے خوجونکی آمد
ورفت عورتونکے پاس اور نامحرم کے ساتھہ مستورات کا سفر کرنا
کسی عام گذرگاہ پر مستورات کا بلاوجہہ کھڑے رہنا منع کردیا گیا
خوجونکی ممانعت کی یہہ وجہہ تھی کہ وے مردونپر پردہ نشینونکے حالات
بیان کرتے تھے زنا فقط اوسی خاص فعل کا نام نہین قرار دیا گیا بلکہ آنکھہ
کا زنا بری نظر سے دیکھنا اور کان کا زنا نامحرم کی آواز کا سننا
قرار دیا گیا زنا کے لئے حد مقرر کی گئی حدیث شریف مین ہے کہ
من لا حیاء لہ لا ایمان لہ جسمین حیا نہین اوسمین ایمان
نہین اور دوسری حدیث مین حیا کو جزو ایمان قرار دیا —
آپکی زبان مبارک سے نہ قبل نبوت نہ بعد نبوت کے کوئی کلمہ مکروہ نکلا
بلکہ اگر کسی سے سنتے تو نہایت ہی ناخوش ہوتے ابو سفیان نے جب اوس
[illegible] سخت کہا تہا اوسکے جواب مین
کچھہ کہنا چاہا آپ خفا ہو کر کھڑے ہوئے اور یہہ فرمایا کہ اب بد خصلت
[illegible] کلام پاک مین مسلمانونکو یہہ ہدایت
فرمائی گئی ہے کہ تم کفار کے معبودونکو گالی مت دو تاکہ وہ نادانستگی سے
خدا کو گالی نہ دیوین مسائل ضروریہ مین جہانکہ ایسے الفاظ کی ضرورت
پڑتی تھی جو کسی خاص شرم کے متعلق ہوتے تہے وہان کنایۃً توضیح
اوس مسئلہ کی بیان فرمائی جاتی تھی جسطرح سے لمس کنایہ جماع سے کیا گیا
اور جائے ضرورت جانیکا کنایہ غائط یعنی ہموار دیواری سے کیا گیا آپنے
فرمایا کہ لوگ اپنے ماں باپ کو گالیان دیتے ہین لوگون نے عرض
کیا کہ یہہ کسطور سے ممکن ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ کو گالیان دے

آپنے کہا کہ جب تمنے اوسکے ماں باپ کو گالی دی تو وہ تمہارے ماں باپ کو دیگا فحش کلامی کے لئے تعذیر مقرر کیگئی شر الجواری بند کیگئی آپنے فرمایا کہ جو کوئی زبان و شرمگاہ کی حفاظت کریگا اوسکے بہشت مین جانیکا مین ضامن ہون تہمت زنا کی گناہ کبیرہ قرار دیگئی اور اسکی کوڑے حد افترا کے اوسپر مقرر کئے گئے اور تا توبہ اوسکی شہادت نامقبول ہوگئی۔

عیب جوئی کی ممانعت

آپنے عیب جوئی کبھی کسیکی نہین کی کلام پاک مین عیب جوئی کرنیکے لئے یون ممانعت وارد ہوئی ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسؤلا اور نہ پیچھے پڑین آپ ایسے امر کے جسکا علم آپکو نہین ہے اسلئے کہ کان اور آنکھ اور دل سوال کئے جاوینگے اس آیت سے ثابت ہے کہ ہر شخص لا طائل چیز کے دریافت سے باز پرس ہوگی اور دوسری جا کلام پاک مین یون حکم ہوا ہے ولا تجسسوا اور نہ جاسوسی کرو۔

غیبت کی ممانعت

بہت بری و سخت غیبت جو انکے لئے مقام الامتحان ہے زبان کو غیبت سے بچانا ہے جو لوگونکو حقیر سمجھنے کے باعث اور اپنے بڑائی کے خیال سے پیدا ہوتی ہے عائشہ نے کسیکو کہا کہ وہ ناٹی عورت ہے آپنے فرمایا توبہ کرو تمنے غیبت کی کلام پاک مین غیبت کرنے کی مسلمانوں کے گوشت کہانیسے مشابہت دیگئی ہے جیسا کہ فرمایا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا اور نہ غیبت کرے کوئی تم مین سے ایک دوسرے کی کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنے مردے بھائی کا گوشت کہاؤ۔ غیبت علاوہ اخلاقی مضرتونکے آپسکے فتنہ و فساد و لڑائی کا سبب ہوتی ہے اور غیبت کے شہرت ہونیسے خود اوسکے

دلسے و نیز دوسرے لوگونکے دلونسے اوسکی برا ہو ـــــ لنے اور نیکی کا
خیال ضعیف ہوجاتا ہے اور وہ حجاب جو اوس فعل کے ترک کے نسبت
تہا اوٹھہ جاتا ہے اسلیئے خدانے کسیکی برائی کا ذکر بجز کسی خاص ضرورت
کی جس سے کوئی اخلاقی فایدہ ہوئے فرمادیا ہے جیسا کہ چہٹوین پارہ
کے شروع مین ارشاد ہے **لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول**
الا من ظلم خدا نہین پسند کرتا برائی کی شہرت کو مگر مظلوم کے لئے
کیونکہ عدالت مین بلا اوسکے عیوب بیان کئے ہوئے دادرسی نہین ہو سکتی
بلکہ زبانی غیبت تو درکنار سوءظنی بہی جو منشا غیبت ہے منع کردیگئی جیسا
کہ خدانے فرمایا ہے **ان بعض الظن اثم** بعض بدگمانی گناہ ہے حدیث
شریف مین ہے کہ **ایاکم والظن فانہ اکذب الحدیث**۔ بچو تم
بدگمانی سے کہ یہہ نہایت جہوٹی بات ہے اسکے رفع کی تدبیر یہہ بتلائیگئی ہے
کہ جب ایسا گمان ہو دلمین جمنے نہ دو۔ علامت ایمانی سوءظنی نکرنا قرار
دیگئی جیسا کہ وارد ہے **ظن المومنین خیرا** ایماندارونکا گمان نیک ہی
ہوتا ہے ام المومنین صفیہ کے ہمراہ آپ اونکو گہر پہونچانے تشریف
لئے جاتے تہے چند اصحاب آپکو ملے آپنے اونسے اسلیئے یہہ جتا دیا کہ یہہ میری
بی بی صفیہ ہین تاکہ کوئی وسوسہ بدگمانی کا اونکے دلمین نہ پیدا ہو حالانکہ
اونلوگون نے یہہ بات عرض کی تہی کہ آپکے جانب کوئی ایسا خیال
نہین کرسکتا مگر آپنے محض احتیاطاً و تعلیماً ارشاد فرمایا۔

آپ نہایت شیرین کلام و نرم گفتار تہے جیسا کہ خدانے فرمایا ہے
لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک اگر آپ سخت
کلام اور سخت دل ہوتے البتہ آپکے گرد لوگ نہ جمع ہوتے آپ مخاطب

کیطرف اسقدر متوجہ ہوتے کہ وہ سمجھتا کہ مجھسے زیادہ کوئی شخص
آپکے نزدیک محبوب نہین ہے اور جبتک وہ خود ترک کلام نکرتا آپ
اوسکے جانب متوجہ رہتے ایک صحابی بیان فرماتے ہین کہ رسول اللہ
مجھسے گفتگو کرتے تھے اور مین یہہ سمجھتا تھا کہ مجھسے زیادہ کوئی شخص
آپکا دوست نہین ہے یہانتک کہ مین نے سوال کیا کہ مین زیادہ عزیز ہون
یا عمرؓ آپنے فرمایا عمرؓ اور ایک دوسری حدیث مین ہے کہ رسول اللہ سے
جب ہم دنیا کی باتین کرتے تو آپ ویسا ہی کرتے جب دین کی باتین
بولتے آپ بھی دین ہی کی بولتے اور جب ہم چپ ہوتے تو آپ بھی
چپ ہو جاتے گفتگو مین آپ ایک ایک لفظ کو بتکرار جدا جدا فرماتے
تا کہ سامع کے خوب ذہن نشین ہو جاوے آپ اکثر متواصل الاحزان اور دائم فکر
رہتے جیسا کہ حسنؓ ابن علیؓ سے شمائل ترمذی مین روایت ہے کہ مین نے
اپنے ماموں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بابت سوال کیا کہ کسطور
سے رہتے تھے اونہون نے فرمایا کہ رسول اللہ متواصل الاحزان و دائم الفکر
رہتے اور آنکو دنیا مین راحت کم تھی اور بہت چپ رہتے اور بلا ضرورت
گفتگو نکرتے اور کلام کی ابتدا اور انتہا کلہ دہن سے کرتے اور اسطور بات
کرتے کہ لفظ تھوڑے اور معنی بہت ہون اور لفظ جدا جدا کر کے
بولتے اور کوئی لفظ فضول نکہتے اور کسیپر ظلم نکرتے اور کسی شے کو حقیر
نہ جانتے اور تھوڑی نعمت کو بہت گران قدر سمجھتے اور مذمت اوسکی
نکرتے بجز اسکے کہ چپ رہتے اور دنیا کی کوئی چیز اونکو غصہ مین نلاتی
مگر جب کوئی امر مخالف حکم خدا ہوتا تو آپکے غصہ کو کوئی چیز نہ روکتی
انتہی یہانپر آپکے بہت سے اوصاف بیان کئے گئے ہین جس سے آپکی سلامت

فطرت و حکیمانہ روش پورے طور سے ثابت ہوئی تھے - جب آپسے
لوگون نے بد دعا کرنیکو فرمایا تو اپنے بجاے بد دعا کے دعاۓ خیر
فرمائی آپکو اس بات سے نہایت چڑہ تھی کہ کوئی کسی پر لعنت
کرے ایکبار کسی نے اونٹ کو ملعون کہا تہا جس سے آپ سخت
ناراض ہوئے -

آپ نہ کسیکو بناتے نہ ٹھٹھہ کرتے بلکہ مذاق شگفتگی طبع کے لئے جو بالکل
صحیح ہوتا اور جس سے کسیکی حقارت و ذلت نہ مقصود ہوتی کرتے
بلکہ لوگونمین الفت و موانست بڑہانا مقصود تہا ایک ضعیفہ سے آپنے
فرمایا کہ کوئی بوڑہی عورت بہشت مین نہ جائیگی -
اوسکی حیرانی پر یہہ فرمایا کہ کیا کلام پاک مین تو نے نہین پڑہا کہ ہمنے
اونکو اوٹھایا باکرہ - ایک لڑکے سے جسکا بلبل مرگیا تہ کہا یا ابا
عمیر ما فعل النغیر اے ابا عمیر کیا کیا بلبل کو - ایک عورت سے
آپنے یہہ کہا کہ تیرا شوہر وہ ہے جسکی آنکہہ مین سپیدی ہے آپنے ایک
شخص سے یہہ فرمایا کہ اپنے بھائی کی بات مت کاٹ اور اوس سے
مسخراپن نکر اور نہ وعدہ ایسا کر جسے پورا نکر سکے کلام پاک مین یون
حکم ہوا ہے لایسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم
کوئی قوم کسی دوسرے سے تمسخر نکرے شاید وہ اوس سے اچہی ہو
آپ قہقہہ مار کر کبہی نہ ہنستے تھے بلکہ تبسم فرماتے اور خندہ رو رہتے
اور بعض دفعہ اسقدر ہنستے کہ کچلیان دندان مبارک کے کہل جاتین
حدیث شریف مین ہے کہ الضحک یمیت القلب قہقہہ سے دل
مردہ ہوجاتا ہے کیونکہ قہقہہ علامت غفلت و سبکی و ضعف عقل کی ہے

آپ کسیکی بات نہ کاٹتے بلکہ جبتک وہ گفتگو کرتا اوسکو کرنیدیتے آپنے فرمایا کہ جو شخص بات کا کاٹنا چہوڑدے اور وہ حق پر ہو تو اوسکی جگہہ طبقہ اعلی بہشت مین ہوگی اور جو شخص ناحق پر ہو اور بات کا کاٹنا چہوڑ دیوے اوسکی جگہہ طبقہ اوسط بہشت مین ہوگی۔

آپ بلا ضرورت کلام نہ فرماتے جیسا کہ اوپر کی حدیث مین بیان ہو چکا ہے آپنے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بہائی کے خوش کرنیکو ایسی بات کہتا ہے جو ثریا سے دور جا پڑتا ہے کلام پاک مین ہے ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید نہین بولتا آدمی کوئی بات مگر نزدیک اوسکے نگہبان ہین تیار اور دوسری جا فرمایا ہے لاخیر فی کثیر من نجوٰہم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس نہین بہتری بہت سے مشورونمین انلوگونکے مگر جس شخص نے امر کیا صدقہ کا یا نیک کام کا یا صلح کرانے مین درمیان آدمیونکے حدیث شریف مین ہے من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ خوبی اسلام سے مرد کا چہوڑ دینا ایسے امر کا ہے جسکی ضرورت نہین۔

آپ اکثر خاموش رہتے اور بلا ضرورت گفتگو نفرماتے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے حدیث شریف مین ہے من سکت سلم ومن سلم نجا جسنے سکوت کیا وہ سلامت رہا اور جو سلامت رہا اوسنے نجات پائی اور دوسری حدیث مین ہے کہ خاموشی حکمت ہے مگر کرنیوالے کم ہین۔ اور ایک شخص سے آپنے ارشاد فرمایا کہ اپنی زبانکو روک اور اپنی خطا پر گریہ کر اور فرمایا جو زیادہ کلام کرتا ہے وہ زیادہ بیہودہ بکتا ہے اور جو زیادہ بکیگا وہ زیادہ گناہ کریگا اور جسکے زیادہ گناہ

بات نہ کاٹنا

بلا ضرورت کلام نہ فرمانا

اکثر خاموش رہنا

ہونگے اوسکو جہنم ہی بہتر ہے اور فرمایا کہ جو خدا اور رسول پر ایمان لایا ہے اوسکے لئے لازم ہے کہ خاموشی اختیار کرے اور اگر گفتگو کرے تو نیک امر کی کرے علامت اسلام سے یہہ امر قرار دیا گیا ہے کہ جسکے دست و زبان سے مسلمان مامون رہین جیسا کہ حدیث شریف مین ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھہ اور زبان سے مسلمان سلامت رہین۔

صدق و راست گوئی

آپ صادق ترین اشخاص سے قبل نبوت و بعد نبوت کے تھے حتی کہ کفار نے آپکا لقب صادق رکھا تھا جب کوہ حرا پر آپنے کفار کو جمع کرکے ارشاد کیا کہ تم مجھے کیسا سمجھتے ہو تو سب نے کہا کہ ہم آپکو راست اور صادق سمجھتے ہین آپ حق کے کہنے مین گو کہ کیسا ہی ضرر کیون نہو کبہی نہ رکتے تھے چنانچہ تبلیغ احکام رسالت مین کبہی کسیکے خوف سے باوجود مزاحمت کفار کے تالیف قلوب کے لئے بھی تو آپ جھوٹ نہین بولے جب خانہ کعبہ مین آپ تن تنہا تھے اور مشرکین بکہ اوسمقام پر کثرت سے موجود تھے آپنے بلا پاس و لحاظ اونکی جمعیت کے اونکے سوال پر کہ تم ہمارے معبودونکو برا کہتے ہو یہہ جواب دیا کہ بیشک ہم ایسا کہتے ہین گو کہ آپکو اوسوقت اونکے ہاتھون سے سخت ایذا پہونچی جسکا بہت زیادہ اندیشہ تہا مگر سچ بات کہنے سے نہ رکے حدیث شریف مین ہے الصدق ينجي والكذب يهلك راستی نجات دلاتی ہے اور دروغگوئی ہلاک کرتی ہے کلام پاک مین ہے کہ جو شخص گواہی کو چھپاتا ہے اوسکا دل گنہگار ہے اور ایک دوسرے مقام پر یہہ مضمون آیا ہے کہ حق ہی بات کہو گو کہ تمہارے نفوس و عزیز و قریبا کا ضرر ہو خدا نے

جہوٹ والو پر لعنت فرمائی ہے ـــ اور علامت بے ایمانونکی
جہوٹ بولنا قرار دیا ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ علامت
منافق کی یہہ ہے کہ جبکہ وعدہ کرتا ہے تو اوسکے خلاف کرتا ہے اور
جبکہ قسم کہاتا ہے جہوٹ بولتا ہے اور جب امین کیا جاتا ہے
تو خیانت کرتا ہے معاذ رضی اللہ تعالی فرماتے ہین کہ رسول اللہ
نے مجہسے وصیت کی تقوی اور صدق اور ادائے امانت و ایفاء
وعدہ اور حسن خلق اور غذائے حلال کے لئے

ایفاء وعدہ کی ترغیب

آپنے جس سے جو کچہہ وعدہ فرمایا اوسکا ایفا گو آپکا نقصان ہی کیون
نہو فورا کیا چنانچہ حسب ایک شخص نہایت تکلیف مین پابند زنجیر مشرکین
مکہ کے ہاتہہ مین تہا اور بباعث اسلام کے نہایت تکالیف اوٹہاتا
تہا خلاف عہدنامہ جو درمیان مسلمانون اور کفار کے ہوا تہا
مسلمانونکے یہان بہاگ کر آیا آپنے اوسکی تکالیف و ایذاؤن اور
اوسکی مصیبت کا نقض عہد کیوجہہ سے کچہہ نہ خیال فرمایا اور ویسا ہی
اوسکو واپس فرمادیا ایک شخص سے آپنے جونکہ لونڈی دینے کا وعدہ
کرلیا تہا باوجودیکہ فاطمہ زہرا کے ہاتہونمین چکی پیسنے سے گہٹے پڑگئے
تہے آپنے اونکو نہ دیا اور جسسے وعدہ فرمایا تہا اوسکو دیا۔ حدیث
مین علامت نفاق خلاف وعدہ کی قرار دیگئی کلام پاک مین مشرکین
مکہ سے ایفاء وعدہ کا ایک تخویف کے ساتہہ کہ ان العہد کان مسئولا
کہ ایفاے عہد سے سوال کیا جائیگا حکم دیا گیا۔

افشاے راز کی ممانعت

کسیکی افشاے راز و پردہ دری نہایت بری چیز قرار دیگئی الحدیث
امانۃ بات امانت ہے اور امانت کا افشا کرنا خیانت قرار دیگئی

جو علامت نفاق ہے حدیث مین ہے کہ المستشار موتمن
جس سے مشورہ کیا جاوے اوسکا امین ہونا شرط ہے۔

ایک صحابی نے عرض کیا کہ مین زنا کا مرتکب ہوا ہون آپنے تین بار
اوسکے کہنے پر اعراض کیا۔ ایک شخص ایک روز خوشبو لگا کر آپکے سامنے
آیا اوسکے جانیکے بعد لوگون سے آپنے فرمایا کہ اسے منع کردو کہ ایسی خوشبو نہ
لگاوے وجہہ اسکی یہہ تہی تا کہ اوسکو لوگونکے سامنے کہنے سے ندامت
نہو۔ کسینے مسجد مین پیشاب کرنا شروع کیا لوگونکے بدرشتی پیش آنے
آپنے اسکو روکا اور نہایت ملایم الفاظ سے یہہ کہا کہ مسجد نجاست
کی جگہہ نہین ہے۔

آپ چغلی کرنیوالیکو بہت برا سمجہتے تہے حدیث شریف مین ہے
کہ چغلخور بہشت مین نجاویگا۔ کلام پاک مین کفار ونکے جو عیوب بیان
ہوئے ہین اونمین طعنہ دینا و چغلی کرنا بتلایا گیا ہے۔

کسینے آپکے سامنے کسیکی تعریف کی آپنے فرمایا کہ اگر ممدوح یہہ خبر
سنتا تو اوسکی کمر ٹوٹ جاتی آپ اوس شخص سکے اس کلام پر جسکو
آپنے کوئی تحفہ بہیجا تہا کہ مین محمدؐ کا شکرگذار نہین ہون بلکہ خدا کا
شکرگذار ہون نہایت ہی خوش ہوئے۔

گو کہ کیسی ہی کوئی شے حقیر کیون نہو لیکن آپ اوسکو بہت بڑی
نعمت سمجہتے تہے ابوبکرؓ و عمرؓ سے کسی صحابی کے یہان ایک تہوڑی سی
غذا میسر ہونے پر آپنے فرمایا کہ یہہ ایک نعمت ہے جسکا سوال قیامت مین
کیا جاویگا۔ آپکا شکر نماز تہی جسمین عجز و عبودیت اور اوسکے
نعمتونکا اقرار و دلی امتنان پایا جاتا ہے کسی فعل کو اور معصیت

کو آپ ہرگز برا و لئت نہین سمجہتے تہے بلکہ خدا کی رضا پر راضی رہتے تہے عبد اللہ
ابن مسعود کو جب آپنے متفکر دیکہا جو دلی استقلال کے خلاف تہا تو اونسے
یہہ فرمایا کہ فکر بے سود ہے جو خدا کو منظور تہا وہ لکہہ چکا آخر دعا آپکی یہہ ہی
کہ مین خدا سے اوسکے رب ہونے پر اور دین اسلام ہونیسے راضی ہوان
ہر نعمت قلیل و کثیر کے بعد آپ خدا کا شکر فرماتے آپ فرمایا کرتے شاکر ہونا بہ
صابر روزہ دار سے بہتر ہے جو لوگ انسان کے احسانونکے ممنون نہین
ہوتے اونکے لئے آپنے فرمایا کہ وہ خدا کا بہی شکر نہین کرینگے کلام پاک
مین خدا نے فرمایا لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم شکر کروگے البتہ ہم
دیوینگے نعمت شکر نعمت موجب ترقی نعمت اسلئے ہوا کہ شکر کے اصل معنی فقط
دلی امتنان کے نہین ہین بلکہ جتنے اعضا و قوا جسکام کے لئے خداوند عالم
نے پیدا کئے ہین اونسے وہی کام لیا جاوے پس جب ایک امر پر مداومت
و مزاولت ہوگی تو ہرگز وہ شخص بخلاف مقصود خداوندی کے اپنے اعضا
و قوا سے کوئی دوسرا کام نہ لیگا جو کفران نعمت ہے پس اوس عادت کے
راسخ ہونیکے باعث سے افعال جو موجب رضامندی حق ہین صادر ہونگے
اور یہی معنی زیادتی نعمت کے ہین کیونکہ یہہ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے
کہ لوگ اوسکی اطاعت کرین اور معصیت و کفران نعمت سے بچین مثلاً ہاتہہ
پاون خدام قلب کے ہین انسے جب امور معینہ قلب لئے جاوینگے
تبتک وہ شاکر ہین اور جب انسے معصیت کا کام لیا جاویگا تو وہ کافر
ہین کیونکہ خدا کی دی ہوئی نعمت کو بیجا صرف کیا اسیطرح ہر قوا اور
اعضا کو قیاس کر لینا چاہیے - آنحضرت کے حالات سے جو شخص جسقدر
واقف ہوگا اوسیقدر زیادہ آپکے اوس صفت کا ظہور آپ مین دیکہیگا

ہاتھہ پاؤن دل زبان اور جتنے اعضا و قوا ہین سب خدا کی اطاعت
ہین اور اپنے خالق کی مقصود مین مصروف ہین فرشتونکی فضیلت اسلیئے
ہوئی ہے کہ لا یعصون اللہ فیما یؤمرو یفعلون ما یؤمرون
کہ خدا کی نافرمانی نہین کرتے جس چیز کے لیئے حکم دے گئے ہین اور کرتے ہین
جو کچھہ کہ اونکو امر کیا گیا یعنے جس غرض کیلئے مخلوق ہین اونسے وہی کام لیئے جاوینگے
عدل مین ہرگز آپ کسیکی رعایت نفرماتے آپنے وقت وفات کے عام
طور سے اعلان کر دیا کہ جسکا جو کچھہ حق میرے ذمہ ہو وہ مجھسے آج
لیلے اور جسکے ساتھہ مین نے جو کچھہ ظلم کیا ہو وہ بدلہ بھی مجھسے لیلے تاکہ
رسوائی روز قیامت نہو جنلوگونکے قرض آپکی ذمہ تہا وہ تو دلوا دیا گیا
مگر جانی و مالی بدلہ کے لیئے ایک شخص نے بھی چون تک نکیا اپنے کسیکا
کچھہ بگاڑا ہو تب تو کوئی مدعی عوض کا ہو بلکہ اپنی نفس کے لیئے باوجود
استحقاق کے کسیکو کوئی ایذا و تکلیف نہین دی - انس کہتے ہین کہ مین
دس برس تک آپکی خدمت کرتا رہا آپنے میری غلطی پر بار بار بس نہین کیا
کی بلکہ ازواج مطہرات اگر کچھہ اعتراض کرنا چاہتین تو منع کرتے -
آپکی عدل کی اسقدر شہرت تہی کہ علاوہ مسلمانونکے دیگر اقوام کے لوگ
بہی فیصلہ کرانیکے لیئے آپہی کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے چنانچہ ایک یہودی
و منافق مین کچھہ تنازع تہا یہودی جانتا تہا کہ آپ حق کے سوا کچھہ دوسرا
فیصلہ نکرینگے اسلیئے آپکے سامنے مقدمہ لانا چاہتا تہا اور منافق چونکہ ناحق
پر تہا اسلیئے آپکے سامنے لیجانا پسند نہین کرتا تہا خدا نے ہدایت فرمائی کہ
تم کسی قوم کے عداوت کے باعث اس بات کے مجرم مت بنو کہ عدل چھوڑ دو
آپکے عدل کا یہہ ادنی ثبوت ہے کہ سارے اصول و قوانین سیاست کی جو کتابین

شرع محمدی مین موجود ہین وہ فقط آپکے کلام یا اوسکے سیاق وسباق سے
مستنبط ہین کسی غیر مذہب کے مقنن نے بہی آجتک کسی اصول کی تحقیقات
نہین کی بلکہ بنا اپنے قوانین کی اونہین قواعد پر رکہی ۔ سولن کا قانون
جو بجز چند قواعد کے بالکلیہ آجتک تسلیم نہین ہے اوسکی نہایت بیدار
مغزی وحکیم ہونیکے لئے دلیل سمجہا جاتا ہے اور ایسا شخص جسکے قانون اور
جسکے اصول سارے شعبات واقسام تنازعات پر حاوی ہین کیونکر
اوس سے زیادہ قدر وعزت کا مستحق نہوگا آجتک ماسوا اسلام کے
روزانہ قانون مرتبہ مقننان یورپ پر رد وقدح تغیر وتبدل بباعث
نہ مناسب ہونے حالات کا فتنہ نام کے ہوتی رہتی ہے مگر مذہب اسلام
کے مقنن کی بیدار مغزی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ حالات انسانی
کی اوسط کا اندازہ کرکے ایسے قانون کے ترتیب دی ہے کہ ہر زمانہ و
ہر مقام مین اوس سے زیادہ مناسب طریقہ وانتظام کوئی نہین پایا جاتا
بالفرض اگر کہین وہ حالات جسکے اوپر بنا قوانین کی قایم ہیگئی ہے نہ پائی
جاوین تو اوسکے لئے بہی بانی اسلام کیطرف سے قواعد استثنائی وا صول
عملی موجود ہین قانون شہادت کے اصول محض اسلام ہی کی برکت
سے عالم مین پائے جاتے ہین ضابطہ دیوانی و فوجداری کے قواعد
بالاستیعاب فقط اسی مذہب مین ملتے ہین قصاص کا طریقہ جو عرب مین
ایک کے بدلے کئی آدمیوں سے جو مجرم نہوتے تھے لیا جاتا تہا اسلام نے بالکل
بندکر دیا اور بجائے اوسکے ایک جان کا بدلہ ایک جان قرار دیا ایک
بات نہایت خوبی کی اسلام مین یہہ ہے کہ خون کا عوض ورثا سے
مقتول کے معاف کرنیسے معدوم ہوجاتا ہے کیونکہ معاوضہ محض دو وجہ

کے باعث سے لیا جاتا ہے ایک تو درستگی انتظام عالم و رفع فتنہ و فساد کے وجہہ سے اور دوسرے چونکہ ورثاے مقتول کو رنج و صدمہ و ضرر اوسکے قتل سے ہوتا ہے اور انتفاع جو ذات مقتول سے مقتول کے ورثا کو ہوتا تھا وہ زایل ہوگیا پس انتظام امن عامہ خلایق کیلیے خلیفہ و حاکم کو یہہ اختیارات عطا کئے گئے کہ ہر مفسد و متنفی کی تنبیہہ حسب مقتضاے وقت اونکے قید یا جلاء وطن یا سزاے بدنی و مالی یا قتل سے کرین۔

اس صورت مین فقط حق ورثاے مقتول کا قصاص مین رہا جو کہ قتل کرنا اوسکی جان لینا کوئی اچھا کام نتھا اور یہہ ہی خلاف نفع تھا کہ جو کچھہ نہ کیجاوے پس قصاص بحیثیت ورثہ کے واسطے برقایم رکھا گیا اور اس خرابی کے دفع کے لئے یہ خوف مغفرت قاتل اور اوسکے باعث ورثاے مقتول دست برداری قصاص سے نکرین خاندان مفسدون کی تنبیہ کے لئے پورے اختیارات حکام کو عطا کئے گئے۔ قتل کے معوض ہونیکے بابت خود یہود کی شہادت موجود ہے کہ بعض ممالک مین علاوہ دیگر کام کوئی کرنیکو قبول نہین کرتا قتل غیر عمد مین دیت ورثاے مقتول کو دلائی گئی اونکی تکلیف کا بدلہ مالی راحت سے دلایا گیا جسمانی سزا قاتل کے چندان موجب راحت و نافع ورثاے مقتول نہین ہے آپ اون غریبونکی دیت جنکے قاتل کا پتہ یا جسکو استطاعت دیت کے نہ تھی اور اونہون نے ارتکاب اوس فعل کا نیت مجرمانہ سے نہین کیا تھا احیاناً اپنے پاس سے عطا کیا یہودیونکے محلہ مین ایک لاش برآمد ہوئی جسکا قاتل نامعلوم تھا آپنے باوجود ضرورت مسلمانونکے دیت خود دی۔ خالد بن ولید نے غلطی سے چند مسلمانونکو بوجہہ اشتباہ کافر ہونیکے قتل کرڈالا

تواضع و انکسار

اونکی دیت آپنے عطاکی - آپنے فرمایا کہ ہر حاکم اپنے اوس سلوک کے بابت
جو اوسنے اپنے رعایا وزن و فرزند وغلام وچارپائی سے کئے مین سوال
کیا جاویگا جانورونکو اونکی طاقت سے سوا محنت لینے سے منع فرمایا اور کہا
قیامت کے روز ایک تاریکی ہوگی ظالم سے ہر مظلوم کا بدلہ روز قیامت
کے لیا جاویگا حق اسباد بلا بندونکے بخشے ہوئے ہرگز معاف نہونگے -
آپ مین کسر نفس و فروتنی استقدر تہی کہ ہر لونڈی غلام کی دعوت قبول
فرماتے آپ جب اصحاب کے ہمراہ بیٹھتے تو ایسے ملے جلے ہوتے تہے
کہ بغیر بتلائے ہوے آپکو نہ پہچان سکتا آپ اپنے اونٹ کے سات
ایک گوندہتے سیتے اپنا کام خود کرلیتے سفر مین ایکمرتبہ
آپنے جنگل سے لکڑی لانا اپنے ذمہ رکہا اور پہر فرمایا کہ ساتہیون
لازم نہین ہے کسی دوسرے پر اپنے کو تفوق دے آپکی پوشاک مین اکثر
کئی کئی پیوند لگے ہوتے تہا زمین پر بلا فرش کے پڑہتے تہے وجبین
نیاز کو اوس خاک پر رگڑتے تہے آپکا بچہونا ٹاٹ و چادر کمس کا تہا
ایک روز وہی ٹاٹ جو پرتہ کرکے بچہادیا گیا تہا جس سے آپکو زیادہ
نیند آگئی تہی آپنے ویسا ہی پہر بچہوا لیا جیسا کہ پہلے تہا - آپکے سامنے
ایک شخص آیا اور کانپنے لگا آپنے فرمایا کہ نہ خوف کہا مین تو ایک عرب
کے بوڑہیا کا لڑکا ہون جو خشک گوشت کہایا کرتی ہی - آپنے کبہی
کسی کہانے کی فرمائش نہین کی جو ملا کہا لیا اور نہ کسی کہانے کی ہجو
کی - حضرت عمرؓ نے ایک روز آپکو چٹائی پر لیٹے ہوئے دیکہا جسکے داغ
جسم مبارک پر پڑے ہتے ابن عامر کہتے ہین کہ حج مین آپ کہلی کاٹہی
پر جو کسی چیز سے نہ منڈہی ہتی نہ اوسپر کوئی زین پوش تہا بلا تعب

وچوبدارکے گہومتے تہے اُنکے تعظیم کے لیئے کوئی شخص اسلئے کہڑا نہین ہوتا
تہا کہ اونکو معلوم تہا کہ آپکو بُرا معلوم ہوتا ہے۔ آپ کہانا تناول فرمارہے
تہے اتنے مین ایک سائل آیا جسکے تمام بدن سے بباعث چیچک کے رطوبت
نکلتی تہی لوگونکو اوسکے دیکہنے سے نفرت معلوم ہوئی لیکن آپنے ہمراہ
بٹہاکر کہانا کہلایا۔ کلام پاک مین آپکو یہہ حکم دیاگیا واخفض جنا
حك للمومنين یعنے اپنے بازو کو مسلمانونکے لیئے نیچے رکہو یہہ کنایہ
اس امر سے ہے کہ اونکے ساتہہ تلطف و نرمی سے پیش آؤ آپکی تعریف
خدا نے ان الفاظ کے ساتہہ کلام پاک مین کی ہے کہ اگر آپ سخت
دل و سخت گو ہوتے تو یہہ لوگ ہرگز آپکے گرد نہ جمع ہوتے اور منتشر
ہوجاتے۔ حدیث شریف مین ہے من تواضع لله رفعه الله
خدا کے لیئے جو تواضع کرتا ہے اللہ اوسکا مرتبہ بلند کرتا ہے تواضع
کا ہونا دلیل اس امر کی ہے کہ اسمین تکبر نہین ہے حدیث شریف مین
ہے جسکے دلمین ذرا بہی تکبر ہوگا بہشت مین نہ داخل ہوگا اور دوسری
جا بون ہے کہ بہشت مین بخیل و متکبر اور غلامونکا آزار دینے والا نہین
جائیگا حدیث قدسی مین وارد ہے کہ میری چادر کبریا ہے اور عظمت
میرا تہبند ہے جو کوئی اسمین منازعہ کریگا اوسکو مین توڑ دونگا خدا نے
فرمایا ہے ولا تمش فی الارض مرحا انك لن تخرق الا
رض ولن تبلغ الجبال طولا تو زمین پر اتراتا مت چل اسلیئے کہ تو نہ
زمین کو پہاڑ ڈالیگا اور نہ پہاڑ کے برابر طول مین ہوگا چونکہ عرب کو
اپنے نسب پر زیادہ فخر تہا اسلیئے خدا نے فرمایا ان اکرمکم عند الله
اتقکم تم لوگونمین خدا کے نزدیک زیادہ مکرم زیادہ متقی ہے

چونکہ انسان ضعیف البیان کی شایان حال ہرگز یہہ نہین ہے
کہ وہ خودی کرے اور اپنی حقیقت حال کو بھولجاوے جو بہت ہی
بڑا جہل اور حجاب اکبر ہے اسلیئے خدا نے فرمایا ہے **فلینظر الا
نسان مم خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب
والترائب** انسان کو لازم ہے کہ دیکھے کس چیز سے وہ پیدا کیا
گیا ہے وہ اوچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو نکلتا ہے پشت اور
سینے سے یعنے اپنی حقیقت پر غور کرے تو ایک ناپاک پانی ہے
جس سے بنایا گیا ہے اسمین اوسکی ذاتی کونسی خوبیان ہین جسپر کوئی
شخص خدا کی قدرت وعظمت کا انکار کرسکے حدیث شریف مین
ہے کہ دانشمند وہ شخص ہے کہ جسنے اپنے نفس کو ذلیل سمجھا اور دار آخرت
کے لیئے عمل کیا اور احمق وہ شخص ہے کہ جسنے اتباع خواہش نفس کی
کی اور امید مغفرت کی رکھتا ہو۔

وصیت دیگر

انسؓ سے آپنے یون وصیت کی کہ اے میرے لڑکے اگر تجھسے ہوسکے تو
ایسی صبح وشام کر کہ کسیکی برائی تیرے دلمین نہو آپنے فرمایا کہ میرے سامنے میرے اصحاب کی
برائی مت کرو تاکہ مین سینہ صاف رہون مسلمانونکا تین دن سے زیادہ
ترک ملاقات کرنا بغض سے منع کردیا گیا۔ دو مسلمانونمین صلح کرا دینے
مین جھوٹ جس سے کسیقسم کا نقض عہد اثر یا کسی شخص کا نقصان نہوتا ہو
جایز کیا گیا۔ خدا نے بہت بڑی نعمت جو مسلمانونکو دی تھی اور اوسکا
احسان جتلایا ہے وہ صلح ہے اور یہہ فرمایا کہ اگر تم ساری زمین کی
چیزونکو خرچ کرتے تب بھی الفت اونکے قلوب مین نہ ڈال سکتے بہشت
مین جو بہت بڑی نعمت کا ذکر کیا گیا ہے وہانپر **اخوانا علی سرر متقابلین**

کہ بہائی ہونگے تخت پر برابر فرمایا گیا ہے یعنی اوس سے بڑہکر زیادہ خوشی کوئی نہوگی حدیث شریف مین ہے کہ الحسد یاکل الحسنات کما یاکل النار الحطب کہ حسنات کو حسد اسطور سے کہا جاتی ہے جیسے کہ اگ لکڑیکو اور دوسری جا یون فرمایا ہے کہ آپسمین حسد نکرو اور نہ آپسمین بغض کرو اور ہو جاو بندے خدا کے آپسمین بہائی حسد سے بچنے کی یہہ ترکیب تبلائی کہ تمنا اوس چیز کی چہوڑ دو شیطان نے اس ما دہ حسد کیوجہہ سے نافرمانی خدا کی کی اور قابیل نے ہابیل کو اسیوجہہ سے مارا۔

یہہ تو ظاہر امر ہے کہ جسکے دلمین طلب دنیا و حب جاہ نہوگا اوسکے دلمین نمود و شان و نمایش کچہہ بہی نہوگی آپسے بڑہکر کون شخص زیادہ بے ریا ہوگا جسکے دلمین دنیا و مافیہا کی خواہش و محبت کچہہ بہی نہ تہی آپ پیوند لگے ہوے کپڑے پہنتے آپ جب کوئی عمدہ چیز پہنتے تو سر کو زمین پر رکہکر سجدہ شکر بجالاتے آپ مجلس مین جس جا جگہہ پاتے بے تکلف بیٹہہ جاتے آپکی صورت ظاہری سے اجنبی ہرگز آپکو نہ پہچان سکتا دعوت مین تکلف کو دخل نہ دیتے تردی و نان و غذا جو کچہہ میسر ہوتی بطوع خاطر تناول فرماتے موٹا جہوٹا کپڑا جو کچہہ ہوتا استعمال کرتے حتی کہ فرش ٹاٹ کا اور چادر کمل کی تہی ایکبار نیا جوتا پہنا وہ نماز مین کچہہ اچہا معلوم ہوا اوسکو خیرات کر دیا اور پہر وہی پرانا جوتا زیب پا فرما لیا ایکبار آپنے ریشمی کپڑا جو کہین سے تحفتہً آیا تہا اوسکے باعث سے نماز مین کچہہ خیالات بٹے اوتار ڈالا حدیث شریف مین ہے کہ مین اپنی امت پر جس چیز کا خوف کرتا ہون

وہ ریا اور شہوات خفی ہے چونکہ ریا مین مقصود ماسوا خدا کے
دوسرونکی خوشی ونمایش متعلق ہوتی ہے اسلئے یہہ شرک خفی ٹھہرا یعنے اعمال
ود شخص کے لئے مقصود ہے سارے اعمال کا مدار محض اخلاص و صدق
نیت پر مشروط ہے جس شخص کے دلمین جسقدر اخلاص ہوگا اوتنا ہی
اوسکے دلمین دنیا اور اہل دنیا سے استغنا ہوگا وہ اظہار حق مین کسکی
رعایت نکریگا نہ کسی سے طمع رکھیگا اوسکا کام محض خدا کی خوشنودی
ورضامندی کے لئے ہوگا آپ مین یہہ سب اوصاف اعلی درجہ کے
موجود تھے دنیا سے زہد و جاہ سے بے رغبتی آپکے ہر افعال سے ثابت
ہے حق کہنے پر جو معیار اخلاص ہے وطن سے نکالے گئے خانہ کعبہ مین
جو کچھہ ایذا کفار کے ہاتھہ سے پہونچی اوسکا ذکر ہوچکا ہے جو جو طعن
و دشنام درازیان آپ پر کیگئین کبھی آپ ناراض نہین ہوئے بلکہ
لوگونکے بددعا کے التماس پر دعاے خیر فرمائی کہ اے خدا
میری قوم کو ہدایت کر کہ یہہ نہین جانتے پس ایسے شخص صاف
باطن اور بنی نوع کا والہ و شیدا و عاشق زار کے نسبت ریا کا
گمان تک بھی نہین ہونا حدیث شریف مین ہے کہ جس شخص نے
ہجرت اسلئے کی کہ دولت و مال اوسکو ملے یا شادی کرے پس
اوسکی ہجرت اوسی لئے ہوگی اور جس شخص کی ہجرت خدا اور
رسول کے لئے ہوگی پس اوسکی ہجرت اسلئے ہوگی آپنے فرمایا
الاعمال بالنیات کہ عمل کا ثواب نیتوں پر ہے - جہاد مین ایک
شخص نے محض قوم کے طعنہ کے ڈر سے جان دی آپنے اوسے دوزخی
فرمایا کلام پاک مین چھپا کر صدقہ دینا موجب زیادہ فضیلت کا اسلئے

بڑا کہ اوسمین نمائش کا خوف کم اور اخلاص زیادہ ہوتا ہے جو
لوگ کسی پر احسان جتلانے یا تکلیف دینے کے لئے صدقہ دیتے
ہین وہ ہرگز مقبول نہونگے منافقین کی ہجو اسلئے کیگئی کہ وہ
آدمیونکے دکہلانیکے لئے کام کرتے تھے کلام پاک مین ہے کہ خرابی
ہے اونلوگونکی جو نمازمین غافل ہین اور دکہلانیکو پڑہتے ہین آنحضرت نے
فرمایا ہے کہ جسکے دلمین ذرا بہی ریا ہوگا اوسکی طاعت قبول
نہوگی دوسری حدیث مین یون وارد ہے کہ لوگ نہ چاند کی
پرستش کرینگے نہ سورج کی مگر اونکے اعمال مین ریا ہوگا اور خدا نے
فرمایا ہے کہ کفار کے اعمال ہمارے پاس آئے پس ہمنے اوسکو
ہباء منثورا کر دیا کیونکہ اونکے اعمال خالص نہ تھے قربانی
کے بابت خدا نے فرمایا ہے لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها
ولکن یناله التقوی منکم نہین پہونچتا خدا کو انکا گوشت و خون
لیکن پہونچتا ہے اوسکو تقوی تمہارے دلوں کا - یعنے نیت خالص
جس شخص کا مقصود محض خدا کی رضامندی ہوگی بیشک اوسکو اوسکی
ناراضی کا خوف دلمین ہوگا اور جب اوسکی نظر خدا کی رحمت پر پڑیگی
تو بیشک اوسکو امید مغفرت کی ہوگی آپ نماز مین تہجد کیوقت
اسقدر روتے تھے کہ ریش مبارک تر ہوجاتی اور لوگ صحن خانہ سے
آواز جوشش گریہ کی مثل جوشش دیگ کے سنتے آپ فرماتے تھے کہ
کہ مجہکو سورہ ہود نے بڈہا کر دیا اسلئے کہ اوسمین عذاب قوم ہود
و ثمود و لوط و نوح علیہم السلام وغیرہ کا ذکر ہے آپنے فرمایا کہ جو کچہ مین
جانتا ہون اگر تم جانتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ خدا کی عظمت

اور جبروت اور اپنے اعمال کی بے حقیقتی کے باعث آپ کثیر الاحزان رہتے آپنے فرمایا کہ خدا کی رحمت کیوجہ سے لوگ بہشت مین جاوینگے نہ کہ اعمال کے باعث سے عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ بہی بہشت مین اعمال کے باعث سے نجاوینگے آپنے فرمایا کہ بیشک اگر خدا کی رحمت مجہے ڈہانپ نہ لے تو مین بہی نہین جاسکتا خدا کی رحمت کے اسلیے قید لگائی گئی کہ موجب قبولیت ان اعمال کو قرار دیا جو ہرگز اس قابل نہ تہے کہ موجب نجات ہون اور چونکہ توفیق سعید بہی اوسیکے رحمت کیوجہہ سے ہے نہ کسی استحقاق سے پس اوسیکی رحمت موجب نجات ہوئی نہ ہمارے اعمال۔ خدا نے علامت عالم باعمل ہونیکی خوف خدا کا ہونا قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء جزاین نیست کہ خدا سے اوسکے عالم بندے ڈرتے ہین خدا نے فرمایا ہے الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل فطال علیہم الامد فقست قلوبہم کہا ابہی وہ گہڑی نہین آئی کہ ایمان والون کے دل خدا کی یاد مین اور اوس سچے دین کے لئے جو نازل ہوا ہے گڑگڑاوین اور نہ مثل اون لوگون کے ہوجاوین جنکو پہلے کتاب مل چکی ہے پہر بہت دن اون پر گذر گئے پس اون کے دل سخت ہوگئے اور ایک جا یون فرمایا ہے اما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی اور جو شخص ڈرا خدا کی سامنے کہڑے ہونیسے اور اپنے نفس کو اتباع خواہش نفس سے روکا اوسکی جگہہ جنت مین ہے حدیث قدسی مین ہے کہ میرے

غضب پر میری رحمت نے سبقت کی ہے اور دوسری حدیث مین ہے انا عند ظن عبدی ہے کہ مین بندے کے گمان کے قریب ہون یعنے جیسا حسن ظن مجھسے رکھیگا ویسا ہی مین بہی پیش آونگا یہی وجہہ تہی کہ ہمیشہ آپ مودب رہتے قہقہہ مار کر نہ ہنستے خدا کی نافرمانی پر بہت جلد غصہ ہوتے حیا و حلم عفت و عصمت گناہ سے محض خوف خدا سے تہا والحمد للہ علیٰ ذلک ۔

جو کچہہ آپنے تکالیف و ایذائین کفار کے ہاتہون سے اوٹہائین اور اوسپر بہی اونکی خیر خواہی اور بہبودی کرتے رہے یہہ محض سوز دلی و ہمدردی بنی آدم کے لئے تھے چونکہ آپ سمجہتے تہے کہ یہہ جاہل مثل اون بچے کے ہین جو پڑہنے کے فوائد سے ناواقف اور اوسکی تہوڑی سی تکلیف کو عذاب الیم سمجہتے ہین اسلیئے شفقت پدرانہ کے باعث سے اونکی ایذاؤنکو نہایت خوشگواری سے برداشت کرتے تھے اور اونکے تکلیف دینے کا بدلہ ہرگز نہین لیتے تھے اور اونکے لئے اپنی جان و مال سب کچہہ نثار کرنے کو مستعد رہتے تہے جب لوگون نے کہا کہ آپ بد دعا کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ مین لعنت کرنیوالا نہین بہیجا گیا اوسکے بدلے مین آپنے نہایت شفقت سے یہہ دعا مانگی کہ اے خدا میری قوم نہین جانتی ہے اسے ہدایت دے میری قوم کا لفظ کسقدر خبر دیگا کہ نیت پر اہل کہ مین خیر خواہ ہونکے بدلے آپکے خون کے پیاسے ہوگئے یہانتک کہ آپکو اپنا پیارا وطن معہ ضعفا مسلمین کے چہوڑنا پڑا مگر جب آپ اونپر دست رس و قابو ہوا تو اپنے نفس کا بدلہ ہرگز نہین لیا آپکے عزیز قریب جن لوگونکے ہاتہونسے شہید ہوئے اونکے اسلام لانے پر آپ اوس طور سے پیش آئے کہ گویا اونہون نے کوئی خطا ہی نہین کی تہی وحشی سا قاتل کہ جسنے سید الشہدا امیر حمزہ آپکے چچا کو

شہید کیا تہا اسلام لانے پر بالکل ہان جای بہای کیطرح مسلمانون
مین مل جل کر رہتا تہا ابی سفیان جو قبل ہجرت و بعد ہجرت موجب
بہت سے ایذا اونکا ہوا اسلام لانے پر کل اوسی سلوک کا مستحق
ہوگیا جو ہر مسلمانونکو حاصل تہا فتح مکہ کے روز اون اشقیا کو جو ہرگز
مستحق عفو کے نہ تہے اونکی معذرت پر عفو تقصیر کی انہین شفقت
و مہربانیونکیوجہہ سے خداوند عالم نے آپکو وہ مبارک خطاب
رحمۃ للعالمین کا عطا فرمایا اور آپکی صفت جبلی کی یون تعریف فرمائی
لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص
علیکم بالمومنین رءوف الرحیم بتحقیق تمہین لوگونمین سے
رسول آیا جسپر گران گذرتی ہے جو تمکو تکلیف ہوتی ہے اور ایمان
والونکی تلاش رکہتا ہے اور مہربان ہے اور رحم والا آپ غزوہ
خندق مین جب سب مسلمان محاصرہ مین تہے تو باوجودیکہ کئی روز کے
بہوکے تہے اور شکم مبارک پر پتہر بندہا تہا مگر سبکے ساتہہ خندق کے
کہودنے مین معروف تہے۔ جب عباس آپکے چچا قید ہوکر آے اصحاب
نے بپاس خاطر آپکے اونکی مشکین ڈہیلی کردین تو آپنے سبکی ڈہیلی
کروادین صدقہ۔ صلہ رحم خودہی فرماتے
تہے اور اصحاب کو ترغیب حسن سلوک کے دیتے ماں باپ عزیز و قریب
لکو کافرہی کیون نہون مگر اونکے ساتہہ صلہ رحم کی ہرگز ممانعت نکرتے
بلکہ حکم دیتے۔

آپنے فرمایا کہ جو شخص اہل زمین پر رحم نہین کرتا خدا بہی اوسپر رحم نکریگا
آپنے جانورونتک کے ساتہہ بہی رحم کرنیکی ہدایت فرمائی اور یون ترغیب

دی کہ ایک شخص کتے کے پانی پلانیکے وجہہ سے بہشتی ہوا اور آپنے
یہہ حکم دیا کہ ہر شخص اپنے تابع رعایا و خادم و مملوک و چارپایون کے
ساتہہ حسن سلوک سے سوال کیا جائیگا صدقات و زکواۃ و خمس
محض رفاہ عامہ خلایق کے لئے مقرر کیا گیا جو شخص جسقدر قریب کتہا
تہا اوسیقدر اوسکے استحقاق بہی مبنی نوع پر زیادہ قایم کیے گئے
حتی کہ ذوی القربی کے حقوق معین کردئے گئے کہ بلا اوسکی وصیت
کے اوسکو ملنے اوگا کلام پاک مین یون فرمایا ہے - لیس البر
ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر
من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبین
واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمساکین وابن
السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ واتی
الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین
فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا
اولئک المتقون - نیکی یہی نہین ہے کہ تم مونہہ کرو مشرق
یا مغرب کیطرف لیکن جو شخص کہ ایمان لایا خدا پر اور دن قیامت
پر اور فرشتون پر اور کتاب پر اور انبیا پر اور دیا مال کو اوسکی محبت
مین ناطے والون اور یتیمون اور محتاجون کو اور مسافرونکو اور
مانگنے والونکو اور ازادکرانے مین غلامونکے اور قایم رکہی نماز کو
اور دیا زکوات کو اور ایفاے عہد کیا جبکہ عہد کیا اور صبر کرنیوالے
سختی مین اور تکلیف مین اور وقت خوف کے وہی لوگ ہین
کہ سچے ہین اور وہی لوگ ہین کہ بچادین ہین - چونکہ حقوق ذوالقربی

سب حقوق بنی نوع مین مقدم و مہتم بالشان ہے اور ترتیب
آیت مین بہی تقدم واقع ہوا ہے اسلئے اونہین کے حقوق سے
ابتدا کیجاتی ہے۔

حقوق ذوی القربیٰ

اس بات کے ذکر کی کہ ذوی القربیٰ کے حقوق کیون زیادہ مرجح
اور قوی ہین کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ تمدنی انتظام مین تالیف
وتانیس قریب ترین اشخاص سے شیرازہ جمعیت داعانت بباعث
قرب ویکسان ہونے خصائل کے جو کچہہ ممکن ہے وہ غیر سے ہرگز
متوقع نہین الاقرب فالاقرب کا تقدم اسلئے مرجح ہوا ایک
اوسی شہر و قریہ کے لوگونکو بباعث خصوصیت کے تعلق دوسرے
امصار وقری پر حاصل ہے پس اسی جہت سے ذوی القربیٰ بالجارت
مین شامل و شریک کئے گئے ابو ذر فرماتے ہین کہ میرے خلیل
نے وصیت کی کہ صلہ رحم کر اگرچہ لوگ تجہسے اعراض کرین حدیث
شریف مین ہے کہ افضل دنیا اوس قرابتی کا ہے جس سے عداوت
ہو بنی ملیح پر آپنے جہاد اسلئے نہین کیا کہ وہ صلہ رحم کرتے تہے
آپنے فرمایا کہ قرابت کا جوڑنے والا وہ شخص نہین ہے جو کہ
صلہ رحم کرے بلکہ قطع کے وقت وصل کرے اسما بنت ابی بکر
فرماتی ہین کہ میری مان جو مشرکہ تہی اونسے ملنے کے لئے مین نے
آپسے استصواب کیا آپنے فرمایا کہ ہان در صلہ رحم کر۔ آپسے روایت
ہے کہ نیکیون مین افضل ترین وہ نیکی ہے کہ دو اوسکو جو تمہین
محروم کرے اور وصل کرو جو قطع کرے اور درگذر کرو جو ظلم
کرے طلحہ نے جب اپنا باغ وقف کرنا چاہا تو آپنے ارشاد کیا

کہ اپنے اقربا پر مخصوص کرو حضرت عمرؓ نے جب یہہ درخواست
کی کہ ہر شخص اپنے قریب کے قتل کے لیے مقرر کیا جاوے تاکہ
یہہ بات ثابت ہو جاوے کہ اسلام کے مقابلہ مین مشرکونکی محبت
دلمین ہملوگونکے نہین ہے تو آپنے اوسکو نامنظور فرمایا کلام
پاک مین ہے کہ والدین کے لیے اُف بھی نکرو اونکی نافرمانی
گناہ کبیرہ قرار دیگئی اونکے خاطر ترک نوافل کا حکم دیا گیا
حدیث شریف مین ہے کہ والدین سے سلوک کرنا روزہ
اور نماز حج فی سبیل اللہ سے بہتر ہے اور دوسری جا یون
فرمایا ہے کہ احسان کر اپنی مان و باپ و بہن و بھائی سے
ساتھہ پھر اور قرابتدارونکے ساتھہ آپنے اوس شخص کے
استفسار پر کہ مین کس سے سلوک کرون تین مرتبہ مانکا
نام لیا اور چوتھی بار باپ کا نام فرمایا جب ابی طالب آپکے
چچا نے جو مسلمان نہ تھے انتقال فرمایا تو حضرت علیؓ سے ارشاد
فرمایا کہ جاؤ اور اچھی طرح سے اونکو مٹی دو ایک صحابی نے اصحاب
کی اجازت چاہی کہ اپنے باپ کو جو مسلمان نتھا اپنے ہاتھہ سے
قتل کرے آپنے اجازت نہ دی جہاد کے لیے ایک شخص بلا
اجازت والدین کے یمن سے آیا آپنے اوسکو واپس کر دیا کہ جا
اور والدین کی خدمت کر اور اگر وہ اجازت دیوین تب جہاد کر
ایک شخص نے جسکے فقط مان ہی تھی آپسے جہاد کے بابت استصواب
کیا آپنے فرمایا کہ مان کی خدمت کر جنت اوسکے پاون کے تلے ہے ایک
شخص آپسے ہجرت پر بیعت کرنیکے لیے حاضر ہوا اور کہا کہ مین جب

ایا ہون کہ والدین کو رلا آیا ہون آپنے فرمایا کہ واپس جا اور
جسطور سے رلایا ہے اونہین ہنسا والدین اگر نہون تو چچا
وخالہ اونکے قایم مقام ہوتے ہین حضرت عباس نے جب شکایت
لوگونکے عدم سلوک کی کی تو آپ نہایت برافروختہ ہوئے
اور فرمایا کہ عباس میرے قایم مقام باپ کے ہین حضرت حمزہ
جب شہید ہوئے تو اونکے بیٹی کو باوجود مستدعی ہونے
بھتیجونکے کفالت مین اوسکی خالہ کے سپرد کیا۔

اولاد کے ساتھہ حسن سلوک بعد ان لوگونکے دیگر اعزا پر افضل ٹھہرا ایک شخص کے
استفسار مین آپنے یہہ جواب ارشاد کیا کہ اگر والدین نہون تو اولاد کے
ساتھہ سلوک کرا ولاد کے پرورش کرنیوالا ثواب صدقہ کا پاتا ہے آپنے
اس خیال سے کہ سب اولاد برابر ہین ایک کی ترجیح مین خاندانی تعلق
بڑہتا ہے یہہ حکم دیا کہ سب کو برابر رکھو آپنے اوسکے لئے دعاے خیر فرمائی
جو اپنے اولاد کے صالح ہونے مین مدد کرے اونکی تہذیب اخلاق کے
بابت یہہ حکم دیا کہ ساتوین برس نماز سکھاؤ اور دسوین برس نماز کے
نہ پڑھنے پر تنبیہہ کرو اور باپ پر بیٹے کا حق یہہ مقرر کیا کہ اوسکو اچھے طور
سے ادب سکھادے اور اچھا نام رکھے آپ جب حضرت امام حسن کے
ساتھہ پیار کر رہے تھے تو اقرع ابن حابس نے کہا کہ میرے دس لڑکے
ہین مین کسیکے ساتھہ پیار نہین کرتا آپنے فرمایا من لا یرحم لا یرحم
جو رحم نہین کرتا رحم نہین کیا جاتا حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اسامہ
ابن زید کے مونہہ دہونیکے وقت مجھے گھن معلوم ہوتے دیکھا آپنے مجھے جدا
کرکے اوسکا خود مونہہ دہویا اور پیار کیا آپنے فرمایا کہ جسکی دو بیٹیان ہا

یا دو بہنین ہون اور اونکی پرورش مین وہ مصیبت اوٹھاتا ہو وہ میرے
ساتھہ بہشت مین مثل ان دو انگلیونکے رہیگا ایک دوسری حدیث مین
ہے کہ جسکے تین بیٹیان یا بہنین ہون اور وہ اونکے مصیبت پر صبر کرتا ہے
خدا اوسکے بدلے اوسکو جنت دیگا اس تحریص کے وجہہ یہہ تھی کہ اہل
عرب بباعث غیرت شماتت اور خوف مفلسی کے اولاد کو قتل
کرتے تھے کہ وسے گو قتل سے باز رہین بطیب خاطر ان مصائب
کے برداشت کرین حدیث شریف مین ہے کہ بڑے بھائی کا حق مثل
باپ کے ہے۔

کثرت ازدواج

آپنے فرمایا کہ مومنین مین سے اوس شخص کا ایمان کامل ہے جسکے
اخلاق اچھے ہون اور اپنی اہل مین نرم ہو اور دوسری حدیث مین
یون ہے کہ اچھا ہلوگو مین وہ ہے جو اپنے اہل مین اچھا ہو اور مین
اپنی اہل مین سب سے اچھا ہون۔ ایسی غیرت عورتونکے ساتھہ جنکی
بنیاد محض وہم پر ہو منع کردیگئی اور وہ خرچ جو اپنی بی بی کو دیوے
صدقات اور فک رقبہ سے افضل قرار دیا گیا اور جسکے کئی ازدواج
ہون اونکے ساتھہ حقوق مین مساوات و عدل کا حکم فرمایا گیا
اور جو لوگ عدل نہین کرتے اونکے لئے تخویف دوزخ کیگئی چونکہ
مسئلہ کثرت ازدواج زیر بحث و اعتراض دیگر اقوام ہو رہا ہے اسلئے
ہمکو تھوڑیسی بحث اس امر پر کرنی ضرور ہے کہ مذہب اسلام کے روسے
جو کثرت ازدواج کی جایز ہے وہ عین موافق مقتضاے اور مصلحت
فطرت بشریکے ہے ہم اول اسبابتکو تبلانا چاہتے ہین کہ اسلام مین نکاح
کا حکم کس طور سے ہے اور کس حالت اور ضرورت کے وقت کثرت ازدواج

کی اجازت دیگئی اول آیت کلام پاک مین یہہ ہے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ نکاح کرو تملوگ عورتونمین سے جو تمہین پسند ہو دو دو یا تین یا چار مگر جب تمکو خوف ہو کہ عدل نہ کرسکوگے تو ایک ہی کرو دوسری آیت اٹھارہوین رکوع سورہ نسا مین یون وارد ہے ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ اور تم ہرگز برابر نہ رکھ سکوگے عورتونکو اگرچہ تم اسکی خواہش کرو تو ایسے پہر نہی جاو کر رکھو ایک کو جیسے ادہر مین مثل لٹکے ہوئے کے معلق یعنے مرد نہایت ایک سے بالکل قطع عدل کا کرنا مقصود ہے (یہہ دو آیتین جنسے اجازت کثرت ازدواج کی بشرط عدل نکلتی ہے اور یہہ بہی بیان کردیاگیا ہے کہ اعتدال حقیقی ہرگز نہین تم کرسکوگے مگر تم حتی الوسع اعتدال کی کوشش کرو) تو اب ہم اسکے بابت تہوڑی سی بحث کرینگے کہ مقصود اصلی نکاح کا کیا ہے اور اسکا اعلی اور زیادہ مہتم بالشان کونسا مقصود ہے اسلام مین تو مقصود بالذات نکاح سے توالد و تناسل قرار دیاگیا جیسا کہ حدیث شریف مین ہے اونلوگونپر لعنت کیگئی ہے کہ جو عیالداری کے خوف سے ترک نکاح کرتے تہے اور اونلوگونکو ہدایت کیگئی ہے کہ ایسے بیبیونسے نکاح کرو جنسے اولاد کی زیادہ امید ہو توریت مقدس سے بہی خدا کا یہی منشا معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرو اور پہولو اور پہلو اور خدا کے زمین آباد کرو اقتضائے فطرت عطائے اس قوت سے محض استلذاذ نہین ہے بلکہ سلسلہ نوع البشر کا جاری رکہنا مقصود ہے

اسکے بعد حسن معاشرت کے درستگی و خانگی انتظامات کے ترتیب کی
جسکے کرنیکی مردونکو فرصت بہی نہین رہتی بطور اعانت کے ضرورت
ہوئی چونکہ اس قوت سے جب مقصود توالد وتناسل ٹہرا پس زنا
جو درحقیقت خلاف فطرت ہے اوس سے بچنے کے لیئے یہہ اچہا محافظ
ہے جیساکہ خداوند تعالی نے والمحصنت مین ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے مال کے
بدلے طلب کرو قید مین لانیکے لیئے نہ مستی نکالنے کے لیئے اور تہوڑی
دور کے بعد پہر یہہ ارشاد کیا ہے کہ اونکے مہر کو موافق دستور کے دو
درانحالیکہ مقصود قید مین لانا ہو اور نہ مستی نکالنا ہو اور نہ چہپی
اشنائی کرنا اب ان آیتون سے یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ شادی سے
سفاح منی مقصود نہین ہے بلکہ اولاد وحسن معاشرت و تبعاً انکسار
شہوت مقصود ہے اگر نکاح سے یہہ اغراض پورے ہوتے ہون
تو ہمکو دیکہنا چاہیے کہ کسقدر شادیان ہم کر سکتے ہین ہمکو اسوقت دو بات
کا لحاظ کرنا ضرور ہے اول یہہ کہ نوع بشر کو کسقدر قوت عطا کی گئی
دویم یہہ کہ معاشرت مین کوئی خرابی واقع ہوتی ہو اگر یہہ دونون
خرابیان واقع نہون تو پہر ایک سے زائد کرنے مین کیا قباحت ہے
کیونکہ جب مقدم وارجح سبب شادی کا کثرت اولاد ہو تو جسقدر
بیبیان زیادہ ہونگی اولاد زیادہ ہونے کی توقع بہی زیادہ ہوگی
چونکہ طبایع بشر ہمیشہ لذت آجلہ کے حصول مین نتایج سے بیخبر ہوجاتے
ہین اسلیئے احتمالی قوت بشری کے موافق ایسا قانون ہونا چاہیئے
کہ جو ان منافع ثلثہ کا جامع ہو پس جب کوئی ایسا قانون عملدرآمد کا
تمکو ملجاوے کہ جس سے نہ ہمارے قوت مین ضعف اور نہ ہمارے معاشرت

یہن خرابی ہو تو عقل سلیم فوراً ہمکو اجازت ایک سے زاید کرنیکی
دیگی اور اوسکے لیئے ذرا بہی تامل نکریگی - چونکہ قواے انسانی علی قدر
تفاوت مزاج ہر شخص کے قوت و ضعف مین مختلف ہین اسلیئے ایک ایسی حد معین
ہونا چاہیے کہ جو باعتبار کثرت امزجہ کے مطابق نوع بشر کے ہو نوع
بشر کے اوسط قوت کا اندازہ بہ سبب اختلاف ممالک کے نہایت
ہی مشکل تہا جو کیا گیا اوس وقت کا عملدرامد جو عرب اور تمام عالم مین
جاری تہا اوس سے یہہ نتیجہ نہایت آسانی سے مستخرج ہو گیا کہ اکثر
اشخاص مین چار بی بی کرنے کی قدرت پائی جاتی ہے اوس وقت
دو قسم کی قوتونکا لحاظ کیا گیا ایک قوت عادلہ جو معاشرت کو سدہارتی
رہے اور دوسری قوت بشری کہ جس سے اولاد کی ترقی ہو اگر ان
دونونمین کسیمین ضعف ہوگا تو بقدر ضعف اوسکو شادی کرنے
مین زائد بیبیونکے ساتہہ ممانعت ہوگی اسکا تصفیہ بجز شخصی راے
پر چہوڑ دینے کے کچہہ نہین ہوسکتا کہ وہ ایمانداری کی ساتہہ بلحاظ
اپنے قابلیت عدل و قدرت کے عملدرآمد کرے عرب کی اوس وقت
یہہ حالت تہی کہ نکاحونکی کوئی حد مقرر نہ تہی جسقدر چاہتے کرتے
تہے قوت متنمرہ رسول اللہ نے اکثر بنی نوع پر قیاس کرکے حد معین
چار تک کی قرار دی اور اسمین قید اسقدر سخت لگادی کہ اوس
سے وہی شخص مستفید ہوسکتا ہے جسمین استطاعت عدل کرنیکی
ہو اگر عدل نہین کرسکتا تو اوسکے لیئے کلام پاک سے ایک سے
زائد کرنے کی اجازت نہین نکلتی الفاظ وان لم تعدلوا فواحدۃ
اسپر دال ہین اور پہر اسپر ہی خدا نے بس نہین کیا اور صاف صاف

کہلے الفاظ مین یہہ کہدیا تم ہرگز عدل نہ کر سکوگے اگرچہ اوسکی حرص کرو مگر تمکو دانستہ عدل سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے کیونکہ تکلیف شرعی موافق استطاعت بشر کے دیگئی ہے اور تمہارے لیے بہتر طریقہ یہی ہے کہ تم عدل کی کوشش کرو بلکہ اعتدال حقیقی نکاح مین کیا اور دیگر اخلاق مین بہی حاصل ہونا قریب بمحال ہے اعتدال حقیقی ہر افراط و تفریط سے بچنا موجب عصمت و معصوم ہونیکا ہے اور معصوم ہونا انسانکا محال نہین تو نہایت ہی مشکل ہے پس معصوم ہونے کے خیال سے ترک کسی عمل کا واجب نہین قرار دیا گیا بلکہ عمدا خطا کرنے کی ممانعت و عدل کی کوشش کی ہدایت کیگئی اسیطور سے نکاح مین بہی ہدایت کیگئی - اب جو لوگ کہ جان بوجہکر عدل نہین کرتے اور زاید اپنی قدرت سے نکاح کرتے ہین وہ ہرگز اسلام کی ہدایت کی پابندی نہین کرتے اونکے اس بیہودہ عملدرآمد سے اسلام پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے کوئی دانشمند قانونکی عدم پابندی کی وجہہ سے مقننپر الزام نہین لگاسکتا فتدبر ہمکو اسبات کے غور کرنیسے کہ باوجودیکہ رسول اللہ کے کئی بیبیان تہین مگر حسن معاشرت و عدل مین کبہی سہواً غلطی نہین ہوئی نہایت طمانیت ہوتی ہے اور آپکے قوت عاملہ کی بہت بڑی وقعت پیدا ہوتی ہے کہ بیشک یہہ کام نبی معصوم کا ہے آپکی بیبیان اسقدر ریجہی و شیدا نہین کہ جب اپنی ایک بی بی کو طلاق دینا چاہا تو اونہون نے بباعث اسکے کہ آپکی ازواج مین اونکا شمار رہے اپنی باری کے دن سے جو برابر سب بیبیونکے ساتہہ آپنے تقسیم کیا تہا دست برداری کرلی اور اپنا حق حضرت عائشہ کو دیدیا کیونکہ

وہ بی بی سن رسیدہ تہین جب آیت تخییر کی نازل ہوئی کہ جو
بی بی اس عسرت مین آپکے ہمراہ رہنا چاہے تو رہے اور جسکو یہہ
تکلیف گوارا نہو تو وہ طلاق لیلیوے اسپر باوجود اسقدر فاقہ کشیونکے
آپکے اخلاق کی دلدادہ بیبیون نے بجز ایک کے کسینے تمنا طلاق کی
نکی اسپر غور کرنا چاہیئے کہ اگر حسن معاشرت و معادلت مین آپکے
جانب سے کوئی قصور دکمی ہوتی تو کیون ان لوگون نے خواہش
علیحدگی کی نہ ظاہر کی اور ایک نے ظاہر بہی کی تو محض طمع دنیا کیوجہہ
سے کی نہ کسی سوء خلقی کیوجہہ سے پس آپ پر الزام شرم انگیز لگانا سوا
بیہودہ اور بے حیا کے جسکے دلمین ذرہ بہر بہی ایمان کے چمک نہین ہے
دوسریکا کام نہین ہے اولاد کے لئے کوشش کرنا انسانی فرض ہے
اور اولاد کا پیدا ہونا اور زندہ رہنا خدا کے اختیار کا کام ہے ہمارے
ہاتہونسے یہہ نتایج باہر اور پرے ہین علاوہ اسکے ایک سے زاید نکرنے
مین جو خرابیان ہین وہ بتلایجاتے ہین مردم شماری سے یہہ بات
ثابت ہے کہ اکثر لڑکیان یورپ مین اسلیئے ناکتخدا ہین کہ اونکے لیئے
شوہرونکی کمی ہے کیونکہ اگر ہم اس سے قطع نظر کرین کہ جسکو ایک کرنا
ہوتا ہے وہ اوسکے چہپنے مین بہت زیادہ کوشش کرتا ہے برخلاف
اونکے جو کئی کر سکتے ہین زیادہ کوشش عمل مین نہین لاتے اور
اونکو گونکو جنکو پسند کسینے نہین کیا اگر کئی شادیان ہوئی ہوتین
تو ضرور اونکے لئے شوہر ملجاتے مگر قدرتی خرابی یہہ واقع ہوئی ہے
کہ لڑکونسے زیادہ لڑکیان پیدا ہوتی ہین۔

دوسری یہہ بات بہی ممکن ہے کہ ایام حمل و رضاعت مین اکثر مردونکو

کنارہ کشی کی ضرورت اسلئے رہتی ہے تاکہ اولاد قوی اور تندرست پیدا ہوں امرا تو دائیاں دودھ پلانیکے لئے رکھہ سکتے ہیں مگر غربا کے لئے یہہ مرض غیر العلاج ہے ایسے حالت مین مرد کا صبر کرنا اور کنارہ کش اور محتاط رہنا سخت مشکل و دقت کا کام ہے اور یہہ بھی اکثر خرابیان وقوع مین آتی ہین کہ بی بی کے عدم صحت و ناقابل مرد ہونے کی بجز اسکے کہ طلاق یا دوسرا نکاح ہو کوئی تدبیر مستحسن نہین معلوم ہوتی پس اگر ہم کوئی تدبیر اس رفع ضرورت کے لئے نہ سوچین تو اس مرض کے علاج کے لئے نیچر نے کیا معالجہ تبلایا۔ ہمکو اون متعصبین پر افسوس ہے جنہون نے فقط ایک تھوڑی سے حسن معاشرت کے خرابی کے خیال سے جسکے درستگی کی تدبیر اسلام نے خود تبلادی ہے چہ جائیکہ ایسی خرابی ایک بی بی کے کرنیسے بھی رفع نہین ہوتی اجازت ایک سے زائد کی کرنیکی نہین دیتے اور موجب اسقدر نقصانات کے ہوتے ہین جو بالکل مقتضائے فطرت و انصاف کے خلاف ہے۔ اسلام نے محض حسن معاشرت کے انتظام کیلئے اور ترقی نسل کے واسطے طلاق کا قاعدہ مقرر کیا ہے کہ اگر زن و شوہر مین باہم موافقت نہو تو پہلے ہر جانب کے اعزا اور معتمد لوگ صلح کی فکر کرین اور اگر اسپر بھی اصلاح باہمی نہ ظہور پذیر ہو تو ایک طلاق دیا جائے اور مرد و عورت تا انقضائے ایام عدت ایک ہی گھر مین بود و باش کرین شاید باہمی محبت ایک دوسرے کی ہر وقت پیش نظر و آمد و رفت رہنیکے وجہہ سے جوش کرے اور وہ قبل انقضائے ایام عدت کے رجعت کر لوے اگر ان ایام مین باہم صلح

نہ ہوئی اور نہین طلاق کی نوبت بعد ایک طہر کے یکے بعد دیگرے
آئی یا ایام عدت کے گذر گئے پس ایسے وقت مین اونلوگونکا
باہم اور ایکجا رہنا ہرگز معاشرت کے لئے مفید نہوگا پس
بدرجہ مجبوری ہر ایک کو دوسری شادی کی اجازت دیگئی
تاکہ خانہ آبادی اور ترقی نسل مین ہو اس سے بہی زیادہ
وسعت اس امر مین دیگئی ہے کہ اگر مرد کنایتاً یا مذاقاً بہی
کوئی لفظ ایسا کہے جس سے اوسکا منکوحہ ہونا ثابت ہوجاے
پس درحقیقت وہ منکوحہ متصور ہوگی اور سارے احکام
بیوی کے اوسپر نافذ ہونگے۔

مردونکے حقوق بباعث افضیلت و تفوق مرد کے ازواج
پر جو کچھ فطرت نے عطا کئے ہین اوس سے ہرگز کوئی دانشمند
انکار نہین کر سکیگا خدا نے فرمایا ہے الرجال قوامون
علی النساء کہ مرد عورتونکے حاکم ہین اسلئے کہ تعلقات مرد کے عام مخلوق کے ساتھ جسقدر ہین
وہ اسی امر کے مستحق ہین کہ اونکو فضیلت حاصل ہو مستورات
کے ضعف خلقت و عصمت نے اونکو ایسی اجازت نہین دی
کہ وہ مردونکی طرح عام کاروبار مین مداخلت کرین اونکے
تعلق حفظ امور خانہ داری و گہر گرہستی کا ہے چونکہ وہ
اپنے بیرونی مداخل کے لئے مردونکی دست نگر ہین اور مرد
از روے خلقت کے بہی اونسے مضبوط اور قوی ہین اور
عفت مین بہی اونکی بیرونی تعلقات سے کوئی زیادہ مضرت
نہین ہوتی اسلئے بیشک مردونکو مستورات پر فضلیت و

و حکومت بباعث حاجت روا ہونیکے حاصل ہوگی اسی بنا پر حدیث شریف مین وارد ہے کہ بعد خدا کے اگر سجدہ کا حکم کسیکو مین دیتا تو بیوی کو مرد کے سجدہ کا دیتا ایک عورت نے اپنے شوہر کے حقوق کا سوال کیا تو آپنے فرمایا کہ سارا جسم اوسکا اگر لہو و پیپ سے بھرا ہو اور تو زبانسے چاٹے تب بھی ادا نہین ہو سکتی ایک دوسری عورت سے اوسکے ایسا ہی سوال پر آپنے یہہ ارشاد فرمایا کہ تو اوسکے مال سے صدقہ بھی بلا اجازت ندے ورنہ گنہگار ہوگی یہانپر جب صدقہ بلا اجازت دینا موجب حسنات نہ ٹھہرا تو دیگر اصراف بیجا کیونکر موجب رضامندی ہونگے۔ مستورات کو ترک نوافل و روزہ نفل کا مردنکے خاطر سے حکم دیا گیا حدیث شریف مین ہے کہ جو مستورات کہ اونکے شوہر اونسے راضی ہون وہ بیشک جنتی ہین آپ نے فرمایا کہ مین نے بہت سی مستورات کو دوزخ مین اسلئے دیکھا کہ وہ بہت لعنت کرنیوالی ہین اور اپنے قبیلہ کی ناشکری کرتی تہین مردونکو عورتونکی ایذاؤن پر صبر کرنیکا حکم ہوا کہ یہہ مثل پسلی کی ہڈی کے ٹیڑہی ہین اگر اونکو انکے حال پر رہنے دوگے تو کام دینگی اور اگر سیدہی کروگے تو ٹوٹ جاوینگی۔

یتیمون کے ساتھہ برتاؤ

یتیمون کے ساتھہ برتاو۔ بعد ذوی القربی کے خدا نے یتیمونکے ساتھہ حسن سلوک کو مقدم دیگر اشخاص پر کیا اسلئے کہ انکی کیسی اور مفلسی جسقدر قابل ترحم و دلسوزی ہے نوع بشر مین کیسکی ایسی

نہین ہے آپ مین یتیمونکے ساتھہ ہمدردی وسلوک کے عادت
قبل نبوت کے تہی جبکے معترف مسلمانونکے سواے وہ لوگ
بہی ہتے جو اسلام نہین لاے ابیطالب آپکے چچا نے آپکی مدح
مین جہان اور اشعار کہے ہین وہان ایک مصرعہ اس مضمونکا
بہی کہا ہے جسکا ترجمہ سعدی ہند خواجہ الطاف حسین صاحب حالی پانی
پتی نے یون کیا ہے یتیمونکا والی غلامونکا مولی۔ جان و مال
کے حفاظت کے لیے قانونی احکام بہہ نافذ کیے گیے کہ اونکے
اولیا اونکے کفیل اور منتظم ہون اور بقدر ضرورت اور وسعت
مال کے اگر اولیا غریب ہون تو اوسکے مال سے نہایت احتیاط
سے کچھہ تصرف کر سکتے ہین اور اگر ذیمقدرت اور صاحب وسعت
ہین تو اونکی کوئی حق الخدمت نہین ہے اور اولیا مین وہی شخص
کفیل اور متولی ہوگا جو از روے قرابت ایک جدی کے زیادہ
مستحق ہوگا تاکہ بباعث فرط محبت والفت کے اوسکے تاوانکا
خواستگار نہو اور جو لوگ کہ یتیمونکے مال پر تصرف بیجا کرتے
ہین اوسکے لیے یہہ سخت وعید ہوئی ہے کہ جو لوگ مال یتیم کا
کہاتے ہین وہ نہین کہاتے ہین اپنے پیٹ مین مگر آگ یتیم کی
خاطر داری کچھہ اوسکے اعزا ہی پر منحصر نہین رکہی گئی بلکہ ہر شخص
پر واجب اور موکد ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے فاما الیتیم فلا
تقہر یتیم کو مت جہڑک اور دوسری جا جہان نجات کی صورت کا
ذکر کیا ہے یون ارشاد فرمایا ہے کہ غلام آزاد کرنا اور بہوک کے دنون
مین کہانا کہلانا یتیم قرابت دار کو یا مسکین خاکسار کو موجب نجات ہے۔

اولیا چونکہ اون یتیمہ لڑکیونکی شادی جائداد نکلجانے کے خوف سے نہین کرتے تہے اسلیئے اونکو حکم ہوا کہ شادیان اونکی کردو اور اونکو مت روکو۔

غریبون کی دستگیری

دستگیری غریبون کی کرنا۔ انسانیت وہمدردی کا اقتضا اس سے بڑھکر کچھہ نہین ہے کہ اپنے غربا و مساکین بہائیونکی دستگیری درمے قدمے کرے اونلوگون کا خدا مداح ہے جو لوگ باوجود اپنے ضرورت کے دوسرونپر ایثار کرتے ہین جیسا کہ فرمایا ہے ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ رسول اللہ کی عادت شریف تہی کہ کسی سایل کا ردسوال بوقت موجودگی کسی شے کے نفرماتے گہرمین اگر کچھہ دینار درم پسماندہ ہوتا تو ہرگز جبتک کہ اوسے دے نہ ڈالتے اندر تشریف نہ لیجاتے جو شخص جسقدر زیادہ سخی ہوتا اوسیقدر آپ اوسکے ساتہہ زیادہ محبت فرماتے ابوبکر کی آپنے یہہ تعریف کی کہ جہان بہت سے اخلاق خداوندی مین تجہے مشابہت ہے سب سے بڑھکر سخاوت مین ہے علامت ایمان خداوند تعالی اسنے نماز و زکواۃ کو قرار دیا۔

مسافرون کی امداد

مسافرون کی امداد۔ جنکے پاس اونکے مقام تک پہونچنے کا زاد راہ نہو چاہیئے وہ امیر ہون یا غریب اونکی امداد ہر شخص پر جو صاحب مال ہو فرض ہے۔

غلام کا آزاد کرنا

غلام کا آزاد کرنا۔ اس سے بڑھکر کونسی خوبی ہوگی کہ عباد اللہ کو بندونکے عبدیت سے نجات دلادین اسلام مین غلام

آزاد کرانیکو اسقدر محبوب رکہا ہے کہ ہر کفارہ ظہار و حنث حلف
و روزہ و قتل خطا مین سب سے پہلے غلام ہی آزاد کرنا مقرر
کیا گیا ہے بدرجہ مجبوری دوسرے کفارات کا حکم ہوا ہے آپنے
فرمایا ہے کہ بہشت مین متکبر اور بخیل اور غلامونسے برے طور
سے پیش آنیوالا ہرگز نہ داخل ہوگا آخری وصیت وفات کے
وقت جو آپنے فرمائی ہے غلامونکے بابت یہہ تہی کہ اپنی لونڈی
و غلامونکے ساتھہ سلوک مین خدا تعالے سے ڈرو اور جو تم
کہاتے ہو وہ کہلاؤ اور جو تم پہنتے ہو وہ پہناؤ اور اونسے
اونکی طاقت سے زیادہ کام مت لو کسینے آپسے پوچھا کہ ہم
کتنی بار اپنے غلامونکے خطا سے درگذر کرین آپنے فرمایا کہ ہر روز
ستر بار۔ آپکی عادت شریفہ مین یہہ بات داخل تہی کہ جو خود
کہاتے تہے وہی غلامونکو کہلاتے تہے عبد اللہ ابن مسعود
کہتے ہین کہ مین غلام کو تنبیہہ کرتا تہا آپنے پیچہے سے پکار کر
کہا کہ اے عبد اللہ جسقدر تجہکو اسپر دسترسی ہے اوس سے
زیادہ خداکو تجہہ قدرت ہے ابیہریرہ سے روایت ہے آپنے
یہہ ہدایت فرمائی کہ جس شخص کا خادم کوئی کہانا لاوے
اوسکو لازم ہے کہ ہمراہ بٹہلاکر کہلاوے ایک شخص کا غلام
خداکا واسطہ اپنے آقا کو دے رہا تہا اسیحالت مین آپکا وہان
گذر ہوا آپنے فرمایا کہ تو خداکے واسطہ دینے سے نہ ڈرا اوسنے
کہا کہ یہہ غلام آزاد ہے آپنے فرمایا کہ اگر تو آزاد نکرتا تو تیرا
موہنہ دوزخ جہلس دیتی۔ آپنے اوسکی سخت مذمت کی ہے

جو خود پہنا ہو اور لوگ اوسکے گرد کہڑے ہون خیر اسے جانے
دو آپ تو نبی معصوم تہے آپکے اصحاب بہی اسیطور سے اپنے
غلامونسے پیش آتے تہے کہ آجکل مہذب سے مہذب اشخاص
اپنے بہائیونسے ایسا برتاو نہین کرتے - حضرت عمرؓ جب شام
کو حالت خلافت مین تشریف لئے جاتے تہے تو نصف
مسافت اپنے اونٹ پر خود طے کرتے تہے اور نصف راستہ
مین اپنے غلام کو اوسی شتر پر چڑہاتے اور خود شتر کا مہار
ہاتہونمین لئے ہوتے اور جو کچہہ خود کہاتے تہے اوسے بہی کہلاتے
تہے - فاطمہ زہرا آپکی لخت جگر ہمیشہ آٹا پیسوانے مین اپنی لونڈی
کے شریک ہوتین عبد الرحمن ابن عوف غلامونکے ساتہہ
ایسے ملے جلے رہتے کہ کوئی وضع و لباس اور تقدم سے انکو
ہرگز نہ شناخت کر سکتا حضرت علی نے اپنے غلام سے جب
یہہ پوچہا کہ میرے پکارنے پر کیون نہین بولا اوسنے کہا کہ مجہے
یقین تہا کہ آپ اپنی نیک نفسی سے کچہہ نکہین گے آپنے اوسے
آزاد کر دیا - زہری کہتے ہین کہ جسنے اپنے غلام کو یہہ کہا خدا
تیرا برا کرے وہ آزاد ہوگیا ابوہریرہ نے ایک شخص کے پیچہے
غلام کو دوڑتے دیکہا آپنے کہا کہ اے شخص خدا سے ڈر اور
اسے اپنے ہمراہ سوار کرلے -

اسلام نے فقط غلامی کی اجازت محض اسطور سے دی ہے
جسطور لوگ خدام رکہتے ہین اونکے حقوق مین جو مساوات
آنکو عطا کی گئی ہے وہ ہرگز اس زمانہ کے خدام کو حاصل نہین

ہے حتیٰ کہ بحالت موجود ہونے کسی وارث کے غلام مالک
مال متروکہ آقا کا ہوتا ہے غلام آزاد کرنیکا رواج اسقدر
مستحسن اور ثواب اعظم سمجھا گیا ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر
لوگ غلام آزاد کرتے تھے حضرت عمرؓ نے مغرب کی نماز مین
کچھہ تھوڑی سی تاخیر کی تھی اسلئے غلام آزاد کیا عبد اللہ بن
عمرؓ نے دو غلام تاخیر نماز کے باعث سے آزاد کئے حکیم ابن حزام
نے ایکبار سو غلام جنکے گردنون مین چاندی کے طوق تھے آزاد
فرماۓ حضرت عثمانؓ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد فرماتے حضرت
ابوبکرؓ نے جو کچھہ غلام ہونگے آزاد کر دئے یہین نام پیدا کیا وہ کسی سے
اور نہین کا حصہ تھا معترضین اسلام جو یہان بہت سے اصل
مسایل کی ناواقفیت کے سبب اعتراض کرتے ہین وہ ان
ایک بہت بڑا دہوکا غلامون کے مسئلہ پر اعتراض کرنے سے
انکو یہ ہے اصل وجہہ اونکے نہونیکی یہہ ہے کہ اونہون نے
اون قزاقون کو اور چورون اور ڈاکوون کے بردہ فروشی
پر اسلام کے اجازت کو قیاس کیا ہے حاشا وکلا کہ اس فعل کو
اسلام کے ساتھہ کچھہ بھی نسبت ہو اسلام نے جن وجوہ سے
اس مسئلہ کو جایز قرار دیا ہے وہ ہرگز خلاف فطرت نہین ہے
عرب مین نوکر و خادم کے طور پر کسی شرح معین کے ساتھہ جیسا
کہ فی الحال رایج ہے ملازم و خدمتگار نہین ملتے تھے کچھہ اسی ملک
مین یہہ حالت نہ تہی بلکہ تمام عالم مین ہی قریباً ادنیٰ درجہ سے لیکر
اوسط درجہ تک کے لئے ملازم و خدمتگار کا ملنا بہت دشوار

تہا جنکے کوئی ملازم نہوتے تھے اونکو خود اپنا کام کرنا پڑتا تہا
عرب کے مغرور لوگ کسیکی ایسی نوکری کرنا نہایت ذلت اور
دنائت کا کام سمجھتے تھے اونکو زیادہ آسانی اسمین تہی کہ لونڈی
و غلام حسب استطاعت رکہین غلامی کا طریقہ خرید و فروخت یا
لڑائی کے قیدی یا چوری اور ڈاکہ سے جاری تہا اسلام نے اس
بیباکی کو بند کرکے اونکے حقوق مساوی آزادونکے مقرر کیے فقط
برائے نام کے غلام مثل خادم کے رہے اور آیندہ غلامون کی
ترقی بالکل مسدود کردیگئی فقط ایک جہاد کی حالت مین بوجہ چند
در چند غلامونکے ساتھہ ایسے سخت شرائط اور قیود لگائے
گئے جس سے آقا کا غلام رکہنا سخت دشوار ہوا چنانچہ ایک شخص کو
اپنے غلام کے بارہ مین جب وصیت فرمائی فواد سکی بی بی نے
ان شرائط کو سنکر مردسے یہہ کہا کہ تو اسکی پابندی نکرسکیگا
ازاد کردے - عرب مین اگر غلامی یکبارگی بند کردیجاتی تو بباعث
عدم وجود نوکرونکے اونکی معیشت سخت خراب اور اونکی حالت
نہایت تکلیف دہ ہوتی اگر اسوقت نوکرونکو موقوف کردو تو
غور کرو کہ تمہارے حالتین کسقدر پرخطر ہوجاتی ہین اب جسطور
سے اسلام نے جایز رکہا ہے وہ اسلئے ہے تاکہ لوگ مسلمانونکی
عادات و اطوار و خو و بو دیکہکے مہذب ہوجاوین اور اونکے
دلونمین وہ اخلاقی اور روحانی مسائل ہروقت کے مصاحبت
و صحبت کے وجہ سے گہر کرلیتے جاوین -
غلامی کے بابت سلب آزادی پر بہت بڑا اعتراض کیا جاتا ہے

مگر ہم یہہ پوچھتے ہین کہ کیا سلب آزادی ہمیشہ فعل مذموم اور آزادی
ہمیشہ فعل محمود ہے یا ہوسکتا ہے کوئی دانشمند کلیتاً نہ اوسکا اقرار
کریگا نہ انکار بلکہ مصالح و مفاد جس فعل مین زیادہ ہونگے وہی روا
اور جایز رکہا جائیگا دیکہو ہمارا تعلق بیوی کے ساتہہ کسطور سے
ہے کہ باہم اوس معاہدہ کے روسے قطع تعلق کا اختیار سلب ہوگیا
بیوی کو جسقدر مساوات مرد کے ساتہہ حاصل ہے اسیطور سے
غلامون کو آقاؤنکے ساتہہ حاصل ہے جسطور سے بیوی کا تعلق دائمی
و مستمرہ اور اوسکو اختیار قطع تعلق کا حاصل نہین ہے اسیطور سے
غلامونکا تعلق آقاؤنکے ساتہہ مستمرہ و دائمی ہے جسکو وہ قطع نہین
کرسکتے۔ اس سے اگر ہم قطع نظر کرین تو ہم مہذب زمانے مین بہی
جو لوگ غلامی کے انسداد کے معین ہین اسقسم کے سلب آزادی کا
رواج پاتے ہین فقط نام کا فرق ہے دیکہو نپولین سا بادشاہ سینٹ
ہلنا مین بہادر شاہ رنگون مین ایوب خان ہند مین بباعث مصالح
ملکی محبوس و نظر بند رکہے جاوین اور ایسی سلب آزادی معیوب نہو
اور درحقیقت نہونا چاہئے پس جو لوگ خدا کے سامنے تلوار لیکر
کہڑے ہون اور اوسکے بندونکے امن و امان مین مخل ہون وہ کیونکر
اس قسم کی سزا کے مستحق نہونگے جہاد محض بغرض قایم رکہنے امن
و امان و نشر تہذیب کے تہا پس ایسے لوگونکے سلب آزادی ہرگز
خلاف مصلحت نہین ہوسکتی دیکہو ہم باغیونکو دایم الحبس اور جلائے وطن
اور قید محض بقاے امن کے لئے کرتے ہین پس چند اشخاص کی
سلب آزادی موجب فایدہ عامہ خلایق کے ہونا موجب رحمت

ٹھرانہ زحمت اور اونکی ابدی سلب آزادی اسلئے ہوئی تاکہ وے
مخلوق بہ اعلے ترین اخلاق ہو جاوین اور دوسرے باغیونکو عبرت حاصل
ہو جب اسباب کا یقین ہو جاوے کہ انسے کسی قسم کا عذر اور نقض امن
کا خوف نہین ہے پس ایسے وقت مین آزاد کرنا بہتر و مقتضاے
مصلحت ہے اسلام نے گو بظاہر الفاظ یہہ شرط نہین لگائی اسلئے
کہ عرب مین اوسوقت ایسے غلامونکی ضرورت نہی بلکہ حق مساوی
عطا کرنیکے باعث اونکو بالکل آزاد اور مثل خادم کے کردیا اگر ہم
اس سے بہی قطع نظر کرین اور انتظام ملکی و سزا و نیز غور کرین
تو جنکے سیاد ونکی کوئی دن مقرر نہین ہین اونکی آزادی کی امید
محض موہوم ہے گو کہ وہ نہایت مہذب اور دلسے تائب ہوگئے
ہون مگر تنبیہاً للغیر و عبرتاً للآخر وہ آزاد نہین کئے جاتے خاص خاص
اشخاص کی آزادی دوسرے کی راے کی تابع ہے نہ کسی تغیر حالت
کی بنیاد پر اسیطور سے غلامونکی آزادی اونکے نیک نیت آقاؤنکے
سپرد ہوئی تاکہ تنبیہہ دوسرے لوگونکے لئے ہو اور آزاد کرنیکی
از حد تحریص و خوبی بیان کیگئی اسلام مین غلامی نہ ملکی لڑائی کے
لئے روا رکہی گئی نہ دنیادار جہاد نہین جو اسلام کی رو سے ہرگز
جہاد نہین ہو سکتے بلکہ لوگون نے مسلمانونکے رجحان طبع کیلئے
اوس دنیاوی لڑائی کو جہاد کے نام سے موسوم کردیا جہاد محض
اوسوقت مین فرض و جائز ہے جبکہ مسلمانونکو امن و امان نصیب
نہو یا اونکی مذہبی فرائض مین دست اندازی ہو یا اوس معاہدہ کا
نقض ہوتا ہو جو بحیثیت اسلام کے فیما بین کفار و مسلمانونکے معاہدہ

واقع ہوا ہو نہ کہ وہ معاہدہ ملکی ہو ہم اس جا پر اصلیت جہاد جسپر
اعتراض اسلام کے بزور شمشیر پہیلانے کا ہوتا ہے بیان کرتے ہین
ہر شخص خود ہی غور کر لیگا کہ اسلام نے جن مجبوریون سے تلوار پکڑی
وہ مجبوری جسپر پڑتی وہ بہی ایسا ہی کرتا اور یہی کرنا قرین
انصاف تہا - اسلام بد ؤ نبوت مین فقط وعظ و نصیحت کے
ذریعہ سے پہیلایا گیا اور اس سے لوگ بکثرت مسلمان ہوتے
گئے اور اسی وعظ و نصیحت کے ذریعے ہمیشہ نشر اسلام
مقصود رہا آپکی تبلیغ نصیحت الحق مر کے باعث مخالفین یہود
و نصاری و مشرکین مکہ کے دشمن جانی ہو گئے یہانتک کہ
مسلمان کہلم کہلا اوس خدا وحدہ لا شریک کی پرستش
نہین کر سکتے تہے - خانہ کعبہ کے اندر آپکو کئی بار سخت ایذا دیگئی
ہمیشہ کفار کے خوف سے آپ مکان تبدیل کرتے رہے کاہن
و شاعر و ساحر کے نامونسے آپکو کفار نامزد کرتے رہے جو مسلمان
کہ کفار کے غلام تہے محض اسلئے ایسی ایذائین اوٹہاتے تہے جو
نہایت ہی سخت تہین کسیکو گرم ریت پر چت برہنہ لٹاکر سینہ
پر پتہر رکہا جاتا تہا کہ ترک اسلام کرین کوئی اور بڑے بڑے
مصائب مین مبتلا تہے غذا وغیرہ سے تکالیف دیجاتی تہی مسلمان
نہایت تنگدست و پریشان حال تہے اسپر بہی مسلمانون نے
ہرگز قصد مجادلہ کا نکیا بلکہ محض تلقین و ارشاد پر صبر کرتے رہے
آخر کار کفار نے اسبات پر عہد کیا کہ رسول اللہ کو قتل کرنا چاہیے
آپکو جب یہہ خبر معلوم ہوئی تو معہ ایکسا جان نثار صحابی کے ہجرت

مدینہ طیبہ کی کی اور بالجبر اپنے اصلی وطن اوس خدا کے مقدس گہر
سے یون نکالے گئے جتنے مسلمان تھے وہ رفتہ رفتہ تہوڑے ہی
دنونکے اندر اوس اپنے وطن مالوف اور اوس خانہ خدا سے
نہایت تنگدستی و بے بسی کیحالتمین مہاجر مدینہ ہوئے مدینہ
طیبہ کے لوگ نصف مال اپنا اپنے بہائی مہاجرین کو اوسوقت
تک دیتے رہے جبتک کہ وہ خوش حال نہوئے اگر ویلوگ
دستگیری نکرتے تو سارے مسلمان بہوکہونکے مارے مرجاتے
مدینہ طیبہ کے لوگ قبل تشریف جہاد اکثر ایمان محض وعظ و تلقین
سے لاچکے تھے - ایک قافلہ مسلمانونکا کفار ونکے تکالیف کی نہ
برداشت کرکے حبش کے بادشاہ کے یہان پناہ گزین ہوا مشرکین
کرنے وہان بہی پیچہا نہ چہوڑا اور بادشاہ حبش کے پاس تحف
وہدایا لیکر اسلیے گئے تاکہ وہ مظلوم جو کہ اوسکے حفظ و حمایت مین
پناہ لائے ہین اونکے سپرد کردئے جائین ہرقل بادشاہ روم
کے پاس جسکا مذہب عیسائی تہا اسلیے ایلچی بہیجے گئے کہ وہ مسلمانونپر
لشکرکشی کرے - جب مسلمانون نے دیکہا کہ جلاے وطن ہونے
پربہی اونکو امن نصیب نہین ہوتا اور انکے آسایش مین خلل
اندازی ہوتی ہے تو مجبور ناچار اونہون نے کفار کو جواب ترکی
بہ ترکی دینا چاہا اور انکا قافلہ جو شام سے تجارت کا مال لیکر مکہ کو واپس
جاتا تہا مسلمانون نے چاہا کہ اپنے اون تکالیف و نقصان و تاوان
مال کا خسارہ اس قافلہ سے بدلا لینے پر پورا کرین قریش نے
جب سُنا کہ اونکا قافلہ روکا جائیگا تو مکہ سے کمک کے لیے جتہ [illegible]

مسلمانوں نسے اور قافلہ والوں سے کوئی مقابلہ نہین ہوا اور وہ بسلامت
نکل گئے ابو جہل وابی سفیان روسائے قریش جو کہ بغرض امداد قافلہ
کے نکلے تہے باوجود قافلہ کے سلامت نکلجانے پر واپس نہ گئے بلکہ
یہہ مشورہ کیا کہ جب ہم نکلے ہین تو بلا مسلمانونکے مارے ہوئے
نہ واپس جاوینگے آخرکار وہ نامور لڑائی جسکے لئے اہل قریش
خود چڑہکر آئے تہے جنگ بدر کی واقع ہوئی مسلمان نہایت ہی
کم از روے تعداد و از روے آلات حرب و رسد وغیرہ کے تہے
کفار مسلمانوں سے کیا از روے تعداد وکیا از روے ترتیب
جہوش و آلات حرب دونے سے بہی کہین زیادہ تہے اس
لڑائی مین مسلمانونکو باوجود قلت تعداد کے خدا نے فتح دی
اور اہل مکہ پسپا ہوئے دوسری بار اسیے شکست کی خجالت مٹانیکو
اہل مکہ نہایت جوش وخروش سے مستعد مسلح اور مکمل فوج
سے خود چڑہکر بغرض بدلہ لینے کے آئے گو کہ اس لڑائی مین بہی
قریب تہا کہ کفار شکست پاوین مگر مسلمانونکے دہوکہا سے
لوٹ مین مشغول ہونے کے سبب سے اونکو شکست ہوئی اور آپکے
دندان مبارک بہی شہید ہوئے رسول اللہ نے ان دونون
لڑائیونمین جو کچھہ کیا محض اپنے اور مسلمانونکے جان بچانیکے لئے
کیا خود پیشدستی نہ اونہر کی اور نہ اونپر چڑہکر گئے چونکہ لشکر
اسلام مین ان خونریزیونکے باعث چندان فایدہ نہتہا بلکہ مسلمانو ن
کے شہید ہونے کے باعث ضعف اسلام کا ہوتا تہا اور اونکا
مقصود بالذات یہہ ہرگز نہتہا کہ بزور شمشیر اسلام پہیلایا جاوے

اسلیئے آپنے کفار مکہ سے ایسی دبکر صلح کی جس سے خود مسلمان کبیدہ تہے تاکہ اس امن وامان کے زمانہ مین اسلام کے ترقی اور خدا کے دین متین کی مضبوطی ہو خود کفار باوجود شرایط صلح کے معقد ہونے پر قایم نرہے اور نقض عہد کیا اوسوقت مین البتہ خدا کا یہہ حکم ہوا کہ اونکے اس نقض عہد کا بدلا دلنے سے لو جیسا کہ سورہ توبہ مین ارشاد ہے کہ وے نقض عہد کرتے ہین جبکہ کوئی وعدہ کرتے ہین پس اب ہر منصف اور غیر متعصب کو غور کرنا چاہئے کہ اسلام نے جو کچہہ اسوقت مین کیا وہ اسکے سوا کیا کرسکتا تہا اوسنے امن قایم رکہنے کے لیے ایسا کیا نکہ بجبر اسلام پہیلانیکے لیئے اسلام کی پہلی شرط اون لوگونسے جو صلح کرنا اسلام سے پسند نہین رکہتے تہے یہہ ہوئی تہی کہ تم یا مسلمان ہوجاؤ یا جزیہ دو یا لڑائی لو اگر آپسمین صلح یا کوئی معاہدہ ہوتا تہا تو ہر گز اونسے یہہ شرایط نہین پیش ہولے تہے مگر جنسے نقض عہد و غدر کا خوف و خلل اندازی آسایش و امن کا ڈر ہوتا تہا انسے یہہ شرایط پیش ہولتے تہے تاکہ اونکے اسلام لانے سے سارے خوف رفع ہوجاوین دوسری حالت جزیہ کی بہی نہایت بڑی اطمینان وہ تہی کیونکہ حالت اطاعت مین اونکے مسلمانون کو امن وامان مین خلل پڑنیکا کوئی خوف نتہا بدرجہ مجبوری محض امن وامان و دفع مضرت کے لئے لڑائی تہی پس ہم یہہ نہین سمجہتے کہ ایسے سہل اور عمدہ صورتین بقاے امن وامان کے لئے اس سے زیادہ کونسی ہین جو ہمکو اختیار کرنا چاہئین - فی الحال

مدعیان نشر تہذیب و قیام امن ہم نہین جانتے کہ ان صورتونکے سوا وہ کونسی صورت اختیار کرتے ہین و کرینگے اگر کوی صورت بوجود اون سب خرابیونکے جنکے باعث مسلمانون نے جہاد کیا کسی ان مدعیان تہذیب کے ممالک مین آپڑے تو اوسوقت ہین اسکے سوا وہ کیا اختیار کرسکتے ہین چونکہ اسلام کے نام کے باعث مسلمانونکے امن و امان بوجہ خلل اندازی کیجاتی تھی اسلئے اسلام کے نام سے امن و امان کا قایم رکھنا واجب ٹھیرا اگر اسلام کا نیست و نابود کرنا اون کا مقصود نہ ہونا بلکہ ملکی لڑائی ہوتی تو ہرگز وہ نہ اسلام کے لڑائی ہوتی نہ اوسکے لئے اسلام کو ضرورت تھی کہ وہ جہاد کرتا اسلام نے جو حقوق ذمیون اور غلامونکو عطا کئے ہین وہ ہرگز کوئی فرمانروا اپنی رعایا کو نہین عطا کرتا تم اسلام کے عدل و انصاف کے قواعد اور اوسکے ملک داری کے رول کو دیکھو کہ کسقدر منصفانہ اور انصافانہ مقرر کئے گئے ہین یہی وجہہ تھی کہ خلفاے راشدین کے زمانہ مین خود غیر ممالک کے رعایا بباعث مظالم حکام مذاہب کے جنکی زبان خود اونکا قانون تھا مستدعی اس امر کے ہوئے ہین کروہ شامل ممالک اسلام کرلئے جاوین بندگان خدا کا ظلم اور جور سے بچانا خدا کے رحمت کا مقتضا تھا اسلئے اسلام نے اونکی دستگیری کی تاکہ انسداد مظالم کا ہو بلکہ اونسے اسبات پر بھی راضی تھے کہ وہ اسلامی مملکت کے قواعد کی پابندی اسلئے کرین کہ اونکے یہان کوئی آئین ملک داری کا نہ تھا اور وہ خود

مختار اپنے مملکت کے رہین چنانچہ بہت سے ممالک بطور صلح
کے اسلامی دنیا مین شامل ہو گئے اسبات کی ثبوت کے لیئے کہ اسلام
نے تلوار نہ ملک گیری کے لیئے اوٹھائی نہ بالجبر مسلمان کرنیکے لیئے
بلکہ محض دفع مضرت و قیام امن و امان کے لیئے ہے اون احکامات
کو دیکھنا چاہئے جسے آخری جنگ فتح مکہ مین آپنے نافذ کیئے کہ بجز اون
شخصونکے جو تلوار لیکر مقابلہ مین تمہارے آوین کسیکو قتل مت
کرو ابوبکرؓ نے لشکر کو جو جہاد کے لیئے جاتا تہا یہہ تعلیم فرمائی کہ
تم بوڑہے اور بچون اور عورتون اور گوشہ نشینون سے ہرگز مزاحمت
نکرنا اگر اسلام کا مقصود بالجبر اسلام پہیلانا ہوتا تو کون مانع تہا
کہ جسوقت ممالک مفتوح ہوتے تہے اسلام لانے پر مجبور نہ کیئے
جاتے اور کیون قیدی فدیہ لینے پر چہوڑ دیئے جاتے کاش اگر
اسلام ایسا کرتا تو آج اون ممالک مین جہانسے یورپ نے اخذ
علوم کیا ہے کوئی عیسائی نہ رہتا مسلمانان اسپین کے ساتہہ
جیسا سلوک عیسائیون نے کیا ہے اونکی محسن مسلمان اس
سلوک کے ہرگز مستحق نہ تہے اب چونکہ مزاحمت مذہبی فرائض
مین مسلمانونکی ساتہہ نہ کوئی عیسائی فرمانروا کرتا ہے نہ کسی
مسلمان سے لڑائی اسلام کے نیست و نابود کرنیکے لیئے ہوتی ہے
بلکہ محض ملک گیری انکا مقصود ہوتا ہے اور نہ کوئی نقض عہد
اسلام کے حیثیت سے کیا جاتا ہے پس اب نہ جہاد ہوتا ہے
اور نہ جہاد کی ضرورت مسلمانونکو ہے اسلامی دنیا مین فی الحال
جو رواج غلامی کا ہے وہ بالکل اسلام کے احکام مخالف ہے اور دے

لوگ بالکل آزاد اور حشر ہین۔

حقوق بنی آدم

حقوق بنی آدم۔ بہ استثناے ذوی القربی کے جنمین رعایات و مراعات کی تعلیم ہوئی ہے وہ محض بنی نوع کے ہمدردی اور دلسوزی پر مبنی ہے اسلام نے مسلمان و کافر و ذمی کے حقوق از روے رعایت و پابندی اخلاق کے یکسان کر دیے چغلی غیبت حقارت ظلم ایذا دہی یکسان ہر فرد بشر کے لئے ویسا ہی ممنوع ہے جیسے مسلمانونکے لئے انس سے آپنے فرمایا کہ اے بیٹے اگر تجھسے ممکن ہو کہ صبح شام اسطور سے کر سکے کہ تیرے دلمین کسیکی برائی نہو تو کر شرط ایمان آپنے یہہ قرار دی

لایومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ تم مین سے کوئی ایمان دار نہین ہوسکتا جبتک جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ اپنے بہائی کے لئے پسند کرے دوسری حدیث مین فرمایا ہے کہ مومن کے دلکی عزت خدا کے نزدیک کعبہ سے زیادہ ہے۔

حقوق جار

حقوق جار۔ پڑوسیونکے جسقدر سلوک و ارتباط محض مکان ہی کے قریب ہونیسے ارشاد کیا گیا وہ ہرگز ذوی القربی سے کم نہین ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے اسقدر وصیت ہمسایہ کے بابت کی کہ ہمنے سمجھا عجب نہین کہ شریک ارث کیے جاوین آپنے فرمایا کہ کوئی شخص اگر کوئی چیز لائے تو چھپا کر لائے تاکہ ہمسایہ کے بچے اوسکو دیکھکر متمنی نہوون اور نہ ملنے پر اونکو رنج ہو اسیطور سے ایک صحابی سے آپنے یہہ وصیت کی کہ شوربے

مین پانی زیادہ ڈالدیا کرو تاکہ اپنے ہمسایہ کو بہی اوسمین سے کچہہ دے سکو شفع محض تقدم حق ہمسایہ کے باعث سے مقرر کیا گیا

مہمان نوازی - ہر مہذب و تعلیم یافتہ مہمان نوازی کو عمدہ و اچہا سمجہتا ہے اور دوستی بڑہانے مین چلنا مفید جانتا ہے عرب مین اعلی ترین اوصاف انسانی سے یہہ صفت شمار ہوتی تہی اور ہر شخص اوسیقدر ممتاز ہوتا تہا جسقدر کہ وہ مہمان نواز ہوتا تہا حاتم کا قصہ آجتک زبان زد خلایق ہے اسلام نے اسقدر اس فعل کو محبوب لوگونکی نظرون مین کر دیا تہا کہ لوگ اپنے بچونکو بہوکہا رکہتے اور مہمان کو کہلاتے ایک روز ایک صحابی نے چراغ اسلیئے بجہا دیا کہ اوسکے یہان اسقدر غذا نہ تہی کہ خود مہمان کے ساتہہ وہ شریک ہوکر کہا سکتا جب روشنی نہ رہی تو وہ مہمان کے ہمراہ بیٹہکر فقط کہانیکی آواز بناتا تہا تاکہ اوسکو یہہ گمان نہو کہ یہہ شخص نہین کہاتا - حدیث شریف مین ہے **من یومن باللہ فلیکرم ضیفہ** جو شخص خدا کے ساتہہ ایمان لایا ہے اوسکو لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے -

مہمان نوازی

ہدیہ) اقتضاے انسانی و دلی الفت کی شناخت اپنے دوستونکی مدارات و ہدیہ دینے سے ہوتی ہے آپنے فرمایا کہ **تہادوا تحابوا** آپسمین ہدیہ دو اور دوستی کو بڑہاؤ ایک بادیہ نشین نے آپکو ککڑی تحفہ دی آپنے اوسکے بدلے اوسی برتن مین دینار و درم عنایت کیا -

ہدیہ

صلح - اصلاح بین الناس سے بڑھکر اسلام نے کسی امر کو
ایسا اچھا اور اعلی نہین قرار دیا یہانتک کہ آپنے ایسا جہوٹ
جس سے نقض عہد یا کسی قسم کی مضرت اخلاقی و دنیاوی کسیکی
ہوتی ہو صلح کرانے مین جایز رکہی خدا نے جہان ان نعمتونکا ذکر کیا ہے
جو مسلمانو نپر اوسنے کئے ہین وہان سب سے بڑی نعمت آپسمین صلح
اور الفت ہونیکی فرمائی ہے کہ بہت سے ان مشورون مین نیکیان
نہین ہین مگر جس شخص نے حکم دیا صدقہ اور امر معروف کا یا ہو جو
بیچ صلح کرانیکا اور دوسری جا بعنوان وجوب دلالت کرتا ہے ارشاد کیا گیا
ہے فاصلحوا بین اخویکم صلح کراؤ تم درمیان اپنے بہائیونکے
اور پہر یہ کہا ہے الفتنۃ اشد من القتل فتنہ قتل سے بہی زیادہ
شدید ہے رسول اللہ صلعم سے بڑھکر کسی فعل کو عمدہ اور اچھا نہین
سمجھتے تھے باوجود ایذا کفار کے ہرگز ان سے بدلا و لڑائی کے خواستگار
ہوئے بلکہ صلح ان کی ایسی من مانی شرایط کے ساتھ کی جس سے مسلمانونکو
نہایت کبیدگی ہوئی آخر کو جب کفار ایسے آسانی اور مفید شرایط پر قایم
نہ رہ سکے تو رفاہ عامہ خلایق مفسدونکی تہ و بالا کر دینے پر مقدم
سمجھا گیا اپنے ذات خاص کے لئے کبہی آپنے بدلہ کسی سے نہین لیا آپنے
مسلمانونکو یہہ تعلیم دی لا یہجرا خاہ فوق ثلثۃ ایام اپنے
بہائی سے تین دن سے زیادہ ترک ملاقات نکرے -

تعظیم بزرگان و رحم برخوردان آپنے جہان دیگر اخلاقی تہذیب
کی تعلیم دی وہان فرق مراتب بزرگی اور خوردی کا بہی بتلا دیا آپنے
فرمایا کہ من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا فلیس منا

جسنے اپنے بزرگونکی تعظیم نہ کی اور اپنے چھوٹونپر رحم نکیا وہ ہم مین سے نہین ہے کوئی سردار قوم جب آپکے ملاقات کو آتا تو آپ اوسکی تعظیم کرتے اور چادر بچھا دیتے مسلمانونکے ساتھہ یہہ فعل کچھہ مخصوص نہ تھا بلکہ کفار کے ساتھہ بھی آپ بہ اکرام پیش آتے چنانچہ سورہ عبس و تولیٰ مین کافرونکی تعظیم کا ذکر ہے۔

حقوق ذمی و کفار

حقوق ذمی و کفار۔ جن باتونکی کہ مسلمانونکو اجازت نہین دیگئی نہین وہ کافرونکے لیے بھی بباعث اونکی رسم جایز ہونے کے روا رکھی گئی۔ شراب وسور کے تجارت پر کافرکو اوسیطور سے اجازت دیگئی جسطور سے وہ اپنے ممالک مین کرتے تھے اونکے مذہبی آزادی وادائے فرایض و رسوم مین کوئی روک ٹوک نہ تھی گرجا اور مسجد برابر بنتے تھے بلکہ جب مشرکین مکہ سے آپنے صلح کی تو اوسی خانہ کعبہ مین ایکطرف تو مشرکین بت پرستی کرتے تھے اور دوسرے جانب مسلمان خدائے پاک کی پرستش۔ اب بھی بیت المقدس مین برابر یہود و نصاریٰ کو اپنے فرایض مذہبی اداکرنیکا اختیار ہے عمرؓ بن عبدالعزیز کی خلافت کے قبل ایک گرجا جو حالت جنگ مین نصف مسلمانونکے قبضہ مین آچکا تھا اور نصف عیسائیونکے قبضہ مین تھا اوسکو بعض لوگون نے شامل مسجد کرلیا تھا جب عمرؓ ابن عبدالعزیز کا زمانہ آیا تو اونھون نے اوسکو پھر بیت المال کے صرف سے نصف گرجا بنوا دیا تاکہ حقوق و انصاف کا خون نہو۔

باب مختصر عقاید اہل اسلام

پہلا عقیدہ (پہلا عقیدہ واحد پر ایمان لانا)

پہلا عقیدہ اللہ پر ایمان لانا۔ خدا کی وحدانیت اور اوسکے صفات پر ایمان لانا اور اوسکی ذات وصفات مین اوسی حیثیت کے ساتھہ جس طور سے کہ وہ پاک ذات ہے یا اوسکے صفات ہین کسیکو شریک نہ ماننا اوسکے اوصاف یہہ ہین (تنزیہہ وتقدیس) یعنے وہ ذات پاک ہر عیب وجہل وعجز ونقصان سے پاک ہے اور اوسمین ہر عیوب کا امکان بہی محال ہے (حیّ) یعنے وہ خود زندہ ہے اور اوسکے ذات پاک کے باعث سے سارے ذیحیات زندہ اور حی ہین (قیوم) وہ بذاتہ بلا مدد غیرے قایم ہے اور سارا عالم اوس سے قایم ہے (قدیر) یعنے سب چیزونکے ہست ونیست پر وہ قادر ہے کسی اسباب کے سبب سے نہ وہ مجبور ہے اور نہ عدم اسباب کے باعث وہ کسی فعل کے کرنے مین لاچار گو کہ وہ بلا سبب اپنی مرضی سے کچہہ نکرتا ہو (مرید) جبکہ وہ ہر چیز کا خالق ہے تو وہ بیشک مرید بہی ہوگا یعنے ہر شے کو اپنی قدرت واختیار سے اور اپنی مرضی وارادہ کے موافق پیدا کرتا ہے اور بناتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے جلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے مارتا ہے کوئی چیز وسبب اوسکے ارادہ کو روک نہین سکتی (سمیع) یعنے حاضر وغایب سب کا

برابر باتین سنتا ہے اور کوئی چیز اوس سے غایب نہین ہے
(بصیر) لیعنے حاضر و غایب سب چیز اوسکے نزدیک یکسان ہین
اور وہ سبکو برابر دیکہتا ہے گو وہ زمین کی تہونکے اندر ہون
اور گو وہ لوگونکے دلونمین پوشیدہ ہون (خالق) سارے
مخلوق عالم کے عدم سے ہست مین آنیوالی اشیا کا وہی پیدا
کرنیوالا ہے (علیم) لیعنے ظاہر و باطن چہپا دکہلا ہر چیز
اور وہ ابد الاباد سے قبل موجودات عالم کے جانتا ہے —
(متکلم) لیعنے کلام پاک اوسکا جو اوسکے ذات پاک کے ساتہہ
قایم ہے اور وہ اوسکا کلام لفظی ہے جسمین نہ صوت ہے نہ اوازہے
بلکہ جو ان الفاظ سے معنی مراد ہین اور وے معنی اوس ذات
پاک کے مقصود ان الفاظ سے ہین وہ قدیم ہے اور وہی معنی
الفاظ متلو کے ساتہہ محمد رسول الله پر وحی کیے گئے احادیث
کو کہ معنا وہ بہی کلام خدا ہین مگر چونکہ الفاظ بعینہ وحی اور متلو نہین
کیے گئے بلکہ معنی کا الہام آپ پر ہوا اور اپنے اپنے الفاظ مین
بالقصد والارادہ ان مضامین کو ادا فرمایا اسلیے ہم اوسکو
کلام خدا نہین کہتے —

یہہ سب اوصاف خداوندی اوسکے ذات کے ساتہہ قایم ہین
اور ازلی و ابدی اور اوسکے ذاتی ہین اور قدیم بالذات ہین مگر
ان اوصاف مین کسی مخلوق کی ہین حیثیات کے لحاظ سے
شرکت فی الصفات ہوتا ہے ہم اوصاف خداوندی کو بلا تشبیہ
اثبات اوسمین کرتے ہین شرکت ان اوصاف مین مخلوق کی

لفظاً ہے نہ معنیً کیونکہ ہمارے اوصاف مخلوق اور حادث ہین اور
ذاتی نہین اور اوسکے اوصاف قدیم اور غیر مخلوق اور ذاتی ہین

دوسرا عقیدہ اوسکے رسولونپر ایمان لانا

اوسکے انبیا اور رسولونپر ایمان لانا جن انبیا اور رسولون کے
نام ہمکو معلوم ہین اونکو بالتفصیل اور جنکے نام معلوم نہین اونپر
بالاجمال ایمان لانا چاہئے کیونکہ بہت سے انبیا کا تذکرہ کتب
خداوندی مین نہین ہے اور خدا نے فرمایا ہے لکل قوم ہاد
ہر قوم کے لئے کوئی ہادی ہے اس سے لازم آتا ہے کہ عالم
مین ہر قوم کے لئے نبی مبعوث ہوا ہو اور اوسکا تذکرہ کتب
مقدس مین نہو کیونکہ کتب مقدسہ مین فقط بنی اسرائیل کے
انبیا کا ذکر ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
و افضل الانبیا ہین۔

تیسرا عقیدہ اوسکے کتابونپر ایمان لانا

اوسکے کتابون اور صحایف پر جنکے نام معلوم ہون بالتفصیل اور جو
نہ معلوم ہون بالاجمال ایمان لانا چاہئے کتب مقدس توریت
و زبور و انجیل جو کہ اصلی انبیا علیہم السلام کے وقت مین تھین
وہ بجنسہ نہین ملتین اور سلسلہ اسناد و روایت کے منقطع ہونے
کے باعث صحت اونکی مشتبہ ہو گئی ہے اور ترجمہ در ترجمہ ہونیکے
باعث اختلاف مضامین ہو گیا ہے اسلئے جو کلام مجید کے
موافق ہو اوسکی تصدیق اور جو مخالف ہو اوسکی تکذیب
اور جہان سکوت ہو وہان پر سکوت کرنا چاہئے کلام مجید

دوسرا عقیدہ اوسکے رسولونپر ایمان لانا
تیسرا عقیدہ اوسکے کتابونپر ایمان لانا

جو بین الدفتین موجود ہے اسیطور سے رسول اللہ پر نازل ہوا اور اوسیطور سے پایا جاتا ہے اور انشاء اللہ اوسیطور سے رہیگا۔

چوتھا عقیدہ ملائکہ پر ایمان لانا

چونکہ یہہ کلام پاک انبیا پر کسی ذریعہ سے وحی کیے گئے ہیں اور وہی ذریعہ ملائکہ کا ہے اسلئے اونپر بھی ایمان لانا چاہیئے۔

یوم آخرت پر اسطور سے ایمان لانا چاہیئے کہ اوس روز سارے اعمال کی جزا و سزا و حساب ہوگا کیونکہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ یہہ عالم دار عمل ہے نہ دار جزا اور ہر اعمال کی پاداش اس عالم میں بوجہ نہیں ملتی اسلئے اوسکے لیئے دوسرا عالم ہوگا جو مابعد الموت ہے۔ ان عقاید خمسہ کا منکر یا ایک کا انمیں سے منکر کافر مطلق ہے کیونکہ خداوند تعالی نے فرمایا ہے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتاب والنبیین کہ فقط یہی نیکی نہیں ہے کہ تم مونہہ کو پہیرو مشرق یا مغرب کے طرف لیکن نیکی یہہ ہے کہ ایمان لاوے خدا پر اور قیامت پر اور ملائکہ اور کتاب اور انبیا پر۔

چھٹواں عقیدہ جزا و سزا پر ایمان لانا۔

حشر کے روز ہر شخص حساب و کتاب کے بعد اپنے اعمال کی جزا اور سزا پاویگا۔ شرک کی سزا خلود فی النار دائمی ہوگی۔ حق العباد و حق اللہ حسب درجہ گناہ کے موجب اوسکے سزا کے ہونگے مگر آخرکار

چوتھا عقیدہ ملائکہ پر ایمان

پانچواں عقیدہ یوم آخرت پر ایمان لانا

چھٹواں عقیدہ جزا و سزا پر ایمان لانا

بباعث اقرار توحید و رسالت کے
مسلمان کو نجات ہوگی جنکے اعمال شر
سے خیر زیادہ ہونگے وہ ہرگز
دوزخ مین نجاوینگے جسطور سے کہ شرک
خلود دایمی فی النار کا موجب ہے اسیطور
سے اقرار توحید و رسالت موجب
خلود دایمی جنت کا ہے مشرک کے اعمال
صالح موجب تخفیف عذاب ہونگے
نہ خلود جنت کے کیونکہ فقط توحید ہی کا اقرار خلود جنت کا
مستحق کرتا ہے اور دیگر اعمال خیر موجب زیادتی نعمت بعد
دخول جنت کے ہین نہ کہ استحقاق اوسکو جنت کا دلاوین۔
ہم تہوڑی سی حقیقت استعذاب دوزخ وتنعم جنت
کی اس جا پر بیان کرنا چاہتے ہین۔ ۵۱
ہم چونکہ روحانی اکتساب دو قسم پر پاتے ہین ایک علمی دویم
عملی۔ علمی اکتساب فقط معرفت ذات و صفات خداوندی کا
نام ہے جو بذریعہ حواس خمسہ باطنی کے کیا جاتا وہ منسوب
بافعال قلوب ہے۔ اسلئے کہ اسمین بذریعہ اعضا و جوارح کے
اکتساب نہین ہوتا ہم عملی اوسکو کہتے ہین کہ اکتساب روحی
بذریعہ اعضا و جوارح کے ہو پس مقصود روحی اگر معرفت
اوسکی ذات و صفات سے علمی طور سے حاصل ہوا تو بقدر
اوسکے قوت یقین اور ایمان کے اوسکو معرفت مین لذت

ابدی و سرمدی ہوگی جو موسوم بہ جنات نعیم ہے اور اگر جہل اوس ذات مستجمع صفات سے ہوا جوکہ حجاب درمیان روح اوسکی غرض کے ہے اسلئے وہی حرمان مقصود کا موجب عذاب وتکالیف کا ہوگا جو موسوم بہ نار جحیم ہے۔ علمی جزا سے لقائے رحمن اور اوسکی دیدار مراد ہے چونکہ رویت سے مقصود فقط رفع شک ذات وجود شئے مرئی سے ہوتا ہے اور دار اخرت مین یقین اوس ذات پاک کا اس عالم کے محسوسات کے رویت سے کہین زیادہ وکامل واتم ہوگا کیونکہ یہانکے رویت مین غلطی کا احتمال ہے جسطرح دور کی چیز بباعث بعد کے کچھ کی کچھ معلوم ہوتی ہے اور اوس عالم مین غلطی محال ہے جسکے بابت خدا نے فرمایا ہے فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید[1] اور رسول اللہ نے فرمایا ہے ستروں ربکم کالقمر لیلۃ البدر قریب ہے کہ تم اپنے پروردگار کو دیکھوگے مثل پورے چاند کے یعنے اوسکے رویت مین کسیقسم کا شک وشبہہ نہو گا۔

وہان پر رویت بھی دو قسم کی ہوگی ایک بواسطہ مصنوعات جسکے ذریعے سے روح مدرک ہوی ہے اور ایک بلا توسط حواس کے محض عقل مجرد کے ذریعے سے پس وہان مصنوعات خالق بے چون وچرا اسطور سے اوسکے یقین کے وجود کے موجب ہونگے جو بالکل عین الیقین ہوگا اور یہی معنی رویت بصر کے ہین کہ بذریعہ بصر کے ادراک محسوسات موجب یقین رب جل وعلی کا ہوا اور دوسری رویت

[1] پس اوٹھا دیا ہم نے تجھ سے پردہ تیرا پس تیری نگاہ اوس روز تیز ہے [illegible]

جو محض بتوسط عقل بلا خیال منفعات کے ہوگی جو بذریعہ مراقبہ محو
خیال ماسوا کا دسے ہوتا ہے یعنی بجز اوسکے حاضر ہونیکے کسیطرف
رجحان اوسکے خیال کا نہوگا اور اوس یقین کے باعث اوسکو لذت
اور تنعم ہوگا۔

عملی اکتساب وہ ہے جسمین روح بتوسط قوت غضبیہ و بہیمیہ کے بذریعہ
اعضا و جوارح کے اکتساب کرتی ہے گو کہ قسم اول مین روحی اکتساب
بذریعہ حواس خمسہ باطنی و بعض حواس خمسہ ظاہری مثل بصر کے
ہوتا ہے مگر چونکہ اوسمین توسط قوت بہیمیہ و غضبیہ کا نہین ہے
اسلئے وہ علمی ہے۔

پس اس قوت بہیمیہ و غضبیہ کے اعتدال ہونیکے باعث جو موسوم
بمکارم اخلاق ہے روح مین قابلیت و صلاحیت استلذاذ نعمای
بہشتی کا ہوگا اور اونکے افراط و تفریط سے زوال قابلیت علی قدر
افراط و تفریط جسکا نتیجہ حرمان استلذاذ نعماے بہشتی ہے اور
چونکہ حصول مقصود کا نام استلذاذ نعماے بہشت سے ہے اور حرمان
مقصود کا نام نار جہنم ہے اسلئے لازم ہوا کہ ان قوا کے محبوب اشیا
کا حصول جزا اور موجب راحت اور فوت اسکی موجب سزا اور
موجب ایذا ہو۔ کیونکہ مقتضاے انصاف و عدل یہی ہے کہ جن
حیثیات و ذرائع کے ساتھہ صدور افعال خیر و شر کا ہوا انہین
حیثیات و ذرائع کے لحاظ کے ساتھہ جزا اور سزا بھی ہو۔

اس عالم مین دیکھہ لو کہ جس شخص مین مادہ رحم کا قوی ہوگا اوس
سے افعال ظالمانہ نہایت تکلف اور جبر سے صادر ہونگے بگر بتکلف

وجبر رفتہ رفتہ صدور بدافعال ظالمانہ کے باعث دلسے وہ حالت رحم کی کم ہوتے ہوتے بالکل مبدل بقساوت قلبی ہو جاویگی پہر اوسکو نہ ظلم کرنیسے رنج اور نہ قتل کرنے مین صدمہ ہوگا گو کہ پہلے پہل اوسکو ارتکاب ان اعمال مین بہت ہے بڑا صدمہ اور رنج ہوا اس اکتساب مین فقط زوال کیفیت رحم ہوگا نہ کہ سخاوت کا اسیطور سے جسکا دل نہایت ہی سخت اور قسی ہوگا مگر اوسکو بالجبر قصص و حکایات جو موجب رقت قلب کے ہون اونکے سننے و واقعات قابل ترحم کے دیکھنے سے طبیعت کو نرمی اور ریقت کیطرف مائل کرنیسے مادہ ترحم کا غالب ہو جائیگا اور قساوت قلبی دب جائیگی مگر اس صفت کے حصول کے باعث فقط قساوت ہی دور ہوگی نہ کہ بخل - اور چونکہ عالم آخرت اس عالم کا مثال ترتیب انتظامات مین یعنے نتیجہ اعمال ہے اسلئے یہہ لازم اور ضروری ٹہرا کہ حصول جزا و سزا مین بہی رعایت اون حیثیات و اسباب کا ضروری ہو جنکے ذریعہ سے اکتساب افعال کا ہوا ہو -

پس جس شخص نے جس خلق مین اعتدال کا لحاظ رکہا ہوگا اوسی خلق کے ذریعہ سے استلذاذ اور جسنے جس خلق مین افراط و تفریط کی ہوگی اوسکو اوس خلق کے ذریعہ سے حرمان استلذاذ کا ہونا چاہیے اور چونکہ دار آخرت مین ہر نیکی کی جزا اور ہر بدی کی سزا دیجاویگی اسلئے روح کے جس خلق مین صلاحیت استلذاذ یعنی اعتدال ہوگا وہ جزا پاویگی اور جس خلق مین زوال صلاحیت یعنے افراط و تفریط ہوگی اوسیکے ذریعہ سے سزا ہوگی اسی ہم بیان کرچکے ہین

کہ محبوب شے کا ملنا جزا اور اوسکا حرمان سزا ہے اسلیے اب ہم کو غور کرنا چاہیے کہ ان قوے کی محبوب کونسی چیزین ہین جنکا ملنا جزا اور حرمان سزا ہو پس یہہ بات صاف طور سے ظاہر ہے کہ ان قوا کے محبوب اشیا بجز استلذاذ نعماے دنیاوی کے کوئی دوسری چیز نہین ہے پس جزا اور سزا بہی انہین نعمتونکے عطا و حرمان سے ہونی چاہیے اور چونکہ اس عالم مین بہی روحی استلذاذ ان نعمتونکے حصول سے ہوتا ہے اور صدمہ اوسکے فوت سے پس بقدر اعتدال خلق و قوا استلذاذ روحی انہین نعمتون سے بقدر افراط و تفریط حرمان انہین نعماسے ہونا چاہیے۔

پس مقتضاے انصاف و عدل کا یہی ہے کہ انہین ذرائع سے تنعیم و استعذاب حصول نعما اور اوسکے حرمان سے ہو مگر یہہ خیال رکہنا چاہیے کہ نعمتوںکا حصول محض استلذاذ کے غرض سے ہے اور عدم حصول تعذیب کے لیے نہ کسی دوسری اغراض دنیاوی کے لیے اسلیے کہ وہ دار جزا و سزا ہے نہ دار عمل پس جو چیزین کہ دار عمل کے لیے ضروری ہین اونکا دار جزا اور سزا مین کیا کام البتہ اون کوائف کا ہونا ضروری ہے جو دار جزا و سزا مین تنعیم و استعذاب مین کار آمد ہون پس اسلیے انہین نعماء دنیاوی کے مماثل وہان نعمتین فقط حصول استلذاذ کے لیے جیساکہ خدا نے فرمایا ہے **اُوتوا بہ متشابہا** اور دیے گئے ہین اوسکے مانند یعنے درحقیقت نعمتین اوسکے مماثل ہونگی نہ کہ یہی نعمتین خود موجود ہون کیونکہ متشابہ کا لفظ فقط اوسکے حقیقت کے تشابہ بیان کرتا ہے

نہ کہ اون اشیا کے وجود بجنسہ پر دلالت کرتا ہو اور اونہین آلام دنیاوی کے مشابہ وہان آلام بغرض تعذیب مقصود ہونگے نہ کہ اون مقاصد کے لئے جو دار عمل مین مقصود ہین اسلئے رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ بہشت مین تم کہاؤگے اور پیوگے مگر فضلات نہونگے کیونکہ وہان تغذیہ وتشربہ سے استلذاذ مقصود ہے نہ کہ اصلاح بدن - اب یہہ اقسام نعماے بہشتی وآلام جہنم کے حسی یا خیالی یا عقلی ہونگے حسی سے مراد یہہ ہے کہ اشیا سے فی الحقیقت خارج مین اوسکے حس مین موجود ہون جنکے مقاصد فقط حصول استلذاذ ہونگے نہ تغذیہ وتشربہ خیالی سے یہہ مراد ہے کہ جسوقت اوسنے جس قسم کے استلذاذ وکیفیات کا خیال کیا اوسکو اوسی قسم کے لذت بلکہ اوس سے بڑہکر جو اس عالم کے نعمتونکے استلذاذ سے ہوتا ہے حاصل ہو اور عقلی سے یہہ مراد ہے کہ اون اشیا کے معنوی مناسبت کے وجہ سے حصول لذات کا بیان کیا گیا ہو جسطور سے دودہ کی مثال معنوی علم سے ہے اور ماء جاری کی مثال فیض علم سے اور یہہ سب خدا سے ممکن ہے اور انشاء اللہ ایسا ہوگا جیسا کہ خداوند تعالی نے جنت کی صفت مین فرمایا ہے وفیہا ما تشتہیہ الانفس وتلذ الاعین اور اوسی جنت مین وہ چیزین ہونگی جنکی خواہش تمہارے نفوس کرینگے اور آنکہین لذت لیوینگی اور اسیپر دوزخ کے عذابونکو بہی قیاس کرلینا چاہئے کہ وہان بہی تعذیب انہین خیالی وحسی وعقلی عذابونسے ہوگا - جتنی احادیث عذاب قبر کے بارہ مین وارد ہین

اونکو اوسی محمل پر محمول کریسے سارے شبہات معترضین کے
هباءً منثورا ہو جاتے ہین اور چونکہ ان قوا کے ذرائع سے
مستتمع یا مستلذ ہونا بلا اجسام کے غیر ممکن ہے اسلیے اجسام
خواہ وہی اجزاء ذیمقراطیسی جو محل صور مختلفہ کے ہین ہون
خواہ جسم جدید یا نسمہ حاصل ہونا چاہیے۔
اور چونکہ یہہ نظام عالم بالکل درہم و برہم ہو جائیگا اسلیے جسطرح
بدو عالم مین سلسلہ نسل آدم کا بلا ماں باپ کے شروع ہوا
پھر ارواح کا اجسام کے ساتہہ تعلق عدید کیونکر خلاف فطرت
ہوگا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے منہا خلقنٰکم و فیہا نعیدکم
ومنہا نخرجکم تارۃً اخریٰ اسی زمین سے ہمنے تمکو پیدا کیا اور
اسیمین تمکو پہونچاوینگے اور اوسی سے تمکو پہر نکالینگے دوسری بار
اور شکست نظام عالم کے بارےمین یون فرمایا ہے یوم نطوی
السماء کطی السجل للکتب کما بدانا اول خلق نعیدہ
جسدن ہم آسمان کو لپیٹ لینگے مثل لپٹنے کاغذ کے طومارمین جیسا
کہ اوّل خلقت کے وقت مین تہا یعنے جسطور سے بدو خلق عالم مین
حالت تہی ویسا ہی روز قیامت کے شکست و درہم و برہم ہونے
اجرام سماوی کے باعث سے ہوگا اور اس امر کے بعید ہونے پر
یون استدلال کیا قتل الانسان ما اکفرہ من ای
شیٔ خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ ثم السبیل یسرہ ثم
اماتہ فاقبرہ ثم اذا شاء انشرہ قتل کیا جائے انسان
کیسا ناشکر ہے کس چیز سے پیدا کیا اوسکو نطفہ سے پیدا کیا

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

اوسکو پھر اندازہ کیا - پھر راہ آسان کر دی پھر مارا اوسکو - پھر
قبر مین رکھوایا اوسکو - پھر جبکہ چاہینگے اوٹھاوینگے اوسکو - یہان تغیر
تغیر حالات سے استدلال اپنی قدرت پر اس امر پر کیا ہے کہ
قبر کے بعد پھر نکالنا ایسے قادر مطلق سے جسنے ہمکو ایک بوند پانی
سے پیدا کیا گیا مشکل ہے اور قبر مین جانا اور اوسکے بعد اوٹھنا
اسبات پر دلیل ہے کہ قیامت بعد دفن کے ہوگی نہ کہ موت ہی
کے وقت اوس شخص کے قیامت قایم ہوگی دوسرے جگہ یون
استدلال فرمایا ہے الم یک نطفة من منی یمنی ثم کان
علقة فخلق فسوی ثم جعل منه الزوجین الذکر والا
نثی الیس ذلک بقادر علی ان یحی الموتی کیا تم نہ
تھے نطفہ جو منی سے بنایا گیا پھر ہوئے علقہ پس پیدا کیا پس برابر
کیا پھر اوسی سے مرد و عورت کا جوڑا بنایا گیا وہ قادر نہین
ہے کہ مردے کو زندہ کر سکے اور اپنے قادر ہونے پر یون فرمایا
ہے بلی قادرین علی ان نسوی بنانه بے شک ہم قادر ہین
کہ اوسکے پورونکو برابر کر دین نسوی سے مراد کلام پاک
مین ہمیشہ ایسے مقام پر صورت انسانی بنانے سے ہوتا ہے
یہہ سب آیات اسبات پر دال ہین کہ حشر مین مردے
قبرونسے اوٹھینگے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے یوم یجمعکم لیوم
الجمع ذلک یوم التغابن جس دن کہ ہم جمع کرینگے جمع کرنیکے
روز وہ دن ہار جیت کا ہوگا اس سے ساری مخلوقات کا ایک
ہی روز اجتماع کا اثبات ہوتا ہے پس ہر شخص کو اسی روز سے

خوف کرنا چاہئے - کہ جس روز آدمی اپنے بھائی سے اور ماں باپ سے
اور بی بی اور لڑکون سے بھاگیگا اور اوسدن ہر ایک اونکے اعمال کے کوئی اونکا
ساتھی و شریک نہوگا پس ایسے وقت کے لئے ہمکو طیار رہنا چاہئے
اور اس تھوڑے دنکے ذلیل زندگی پر حیات ابدی کو جسکے بعد پہر
موت ہے نہ حیات خراب کرنا چاہیے فاعتبروا یا اولی الابصار

ساتوان عقیدہ صراط پر ایمان لانا

ساتوان عقیدہ صراط پر ایمان لانا - پل صراط پر سے
جو اس عالم کی استقامت صراط مستقیم یعنے اعتدال قوت بہیمیہ اور
غضبیہ کے مثال ہوگی اوترنا پڑیگا ہر شخص بقدر اوس اعتدال کے جسکا
پابند وہ اس عالم مین تھا جلد یا دیر مین اوتریگا کوئی مثل برق خاطف
کوئی مثل سوار کوئی مثل پیادہ حسب تفاوت درجات کے طی کریگا -

آٹھوان عقیدہ میزان پر ایمان لانا -

آٹھوان عقیدہ میزان پر ایمان لانا - میزان جسمین لوگونکے
اعمال کی اصلی کیفیت اونکو معلوم ہوجاویگی حق ہے وہ مثال اونکے
رجحان اور میلان جانب اعتدال وافراط و تفریط کی ہے وزن سے
مقصود ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ اصلی حالت اوسکی کیفیت کی معلوم ہوجائے
پس وہان پر بہی اعمال و کیفیت حسی و خیالی و عقلی میزان و اوزان
کے ساتھہ متمثل ہونگے جس سے اوس شخص کو اپنے ہر گناہ و نیکی کی
اصلی کیفیت معلوم ہوجائیگی انسان جسوقت کوئی نیکی کرتا ہے اوسکا
اثر اوسکے قلب پر ثبت ہوجاتا ہے اور جسوقت کوئی گناہ کرتا ہے
اوس سے وہ اثر زائل ہوجاتا ہے پس موت کے وقت اگر نیکیونکا اثر
غالب رہا تو وہ ناجی ہوگا ورنہ جہنمی - اور یہی دونون حالتین میزان
کے دو پلون سے مراد ہین جسکے بابت خدا نے فرمایا ہے

فاما من ثقلت موازینہ فہو فی عیشۃ راضیہ واما من
خفت موازینہ فامہ ھاویہ جنکے وزن بہاری ہونگے
وہ عیش مین ہوگا جس سے راضی رہیگا اور جسکے وزن مین کمی ہوگی
پس اوسکی مان آگ ہوگے یعنے آگ کے گود مین ہوگا۔

نوان عقیدہ آپکی شفاعت پر ایمان لانا۔ آپکے شفاعت
کیوجہ سے عاصیان امت بخش دئے جاوینگے شفاعت کی اصلی
معنی یہہ ہین کہ حسطور آپ ہماری ہدایت کے وسیلہ اس عالم مین ہوئے
ہین اوسیطور سے اوس عالم مین جو اس عالم کا مثال و ثمرہ ہے وسیلہ نجات
قرار دئے گئے کیونکہ اگر توسط و توسل آپکا اس عالم مین نہوتا تو ہرگز ہم
لوگ ہدایت نہ پاتے اور ہماری نجات نہوتی پس یہی توسل آپکا موجب
ہمارے نجات کا ٹہرا اور معنی شفاعت کے یہی ہین۔
جو شخص جسقدر اتباع سنت مین مشابہ آپکے ہوگا اور محبت آپکی زیادہ
ہوگی اوسیقدر جلد اوسکی نجات و مغفرت ہوگی۔
اسکے یہہ معنی نہین ہین کہ جسقدر ہم چاہین گناہ کرین وہ سب بلا مواخذہ
بخش دئے جاوینگے بلکہ گناہ اور اتباع سنت اور محبت کے درجات
ہین پس اگر اتباع و محبت کا ثواب گناہ سے زیادہ ہوگا تو اوسوقت
نجات ہوگی ورنہ جسقدر زیادتی گناہ مستوجب عذاب کا ہوگا اور چونکہ
محبت کے درجات مین بہی تفاوت ہے اسلئے بعض وقت فقط محبت ہی
سارے گناہونکی بخشش کے لئے کافی ہوگی ولو کان مثل زبد البحر
اسکو صاف طور پر یون سمجھنا چاہئے کہ ہر اعمال نیک کی کچھہ جزا ضرور ہے
اور انہین اعمال مین سے ایک عمل آپکے رسالت نبوت و نبوت کا اقرار

نوان عقیدہ آپکی شفاعت پر ایمان لانا

و محبت ہے پس جنکے دیگر اعمال علاوہ اس اقرار و محبت کے
کے نجات کے لئے کافی نہونگے پس اونکو
سبب و سیلہ یقین و محبت و اکمل و اتم ہونیکے اسی لئے
کوئی وسیلہ گناہ مغفرت ہوگا اور یہی معنی اون احادیث
کے ہین کہ جنکے اعمال قابل نجات کے نہونگے وہ آپکی شفاعت سے
بہشت مین جائنگے یعنے سارے عمل ماسوا اس عمل کے اگر موجب
نجات نہونگے پس جس شخص نے سیرت و محبت مین آپکی شان
پیدا کی بیشک بقدر مشابہت کے مستحق جذب رحمت کا ہوگا
کیونکہ رحمت کا نزول فقط اونہین لوگونپر ہوگا جنکے اخلاق
اچھے ہونگے اور آپکی مشابہت اخلاق کے دوسری چیز
مراد نہین ہے تو آپ بباعث ہادی و وسیلہ ہونیکے موجب
نجات جنکا مرادف شفیع ہے ٹھہرے اور آپکی الفت و محبت
ساری گناہونکی محو کرنیوالی ہوئی ۔
اور یہ بھی ممکن ہے کہ نجات گناہگاران امت کی مشروط اونکے
سفارشوں پر ہو مگر در حقیقت وہ سفارشی اونہین کے لئے
ہونگی جنکے اعمال محبت و مشابہت آپکے اخلاق کے ساتھ کافی نہ
ہونگے اور گناہ ہونگے ہوسکتے ہون جیسا کہ حدیث سے معلوم
ہوا ہے کہ جن لوگونکی تعذیب خدا کو منظور ہوگی اونکے ذرہ
مین ہونیکی اطلاع آپکو ہوگی اور یہی معنی اس ایت پاک کے
ہین ولا یشفع عندہ الا باذنہ کہ نہ شفاعت کریگا
کوئی حضور اکے سامنے مگر اوسکی اجازت سے ۔

دسوان عقیدہ [illegible]

دسوان عقیدہ

یہہ ھے کہ خداوند تعالی خالق ہر افعال خیر و شر کا ھے خیر و شر ہونا کسی فعل کا یا کسی چیز کا باعتبار اوس مخلوق کے ہے جسکے ساتھہ اوسکا تعلق ہے جسطرح اودویہ مفید و مضر ذی روح کے لئے ہین نہ جمادات کے لئے پس درحقیقت ہر شے مفید و مضر یا خیر و شر انسان کے بہ نسبت ہے نہ خالق کے بہ نسبت کیونکہ ہم خیر اوسکو کہتے ہین کہ جسکے کرنیسے ہمارے لئے بہتری ہو اور شر اوسکو کہتے ہین جسکا کرنا ہمارے بلئے مضر ہے خداوند تعالی اس سے بری ھے کہ اوسکے لئے کسی فعل کا کرنا اچھا یا برا مفید یا مضر ہو پس خیر و شر باعتبار ہمارے ذات کے مستحسن و قبیح ہوا نہ خالق کے بہ نسبت ۔

گیارہوان عقیدہ تقدیر پر ایمان لانا

گیارہوان عقیدہ تقدیر پر ایمان لانا ۔ چونکہ خداوند تعالی نے ہر ایک چیز کو عالم مین کسی خاص غرض و کام کے لئے پیدا کیا ہے اور اوس شے سے اوتنا ہی ظہور پذیر ہوگا جسکے لئے وہ شے علت یا سبب قرار دیگئی ھے اپنی غرض اور مقصود سے ایک ذرہ بہر بہی مخالفت کمی یا زیادتی مین وہ شے نہین کرسکتی ہے پس یہی معنی تقدیر کے ہین کہ جسطور سے اوس خالق نے اندازہ ہر ایک مخلوق کے خلقت سے کسی کام کرنیکا کیا ھے وہ شے اپنی خلقت کے غرض کی مخالفت نکریگی اور چونکہ وہ مدبر اور منتظم اور خالق سارے عالم کا ہے اور عالم کا انتظام بالاسباب ہے اور کوئی شے مخالفت اپنے اسباب سے نہین کرسکتی اور ہر سبب کسی خاص فعل کے لئے مخلوق

اور اندازہ کیا گیا ہے پس سارا عالم اوسیکی تقدیر اور اندازے
کے موافق ہے اور ہوتا جائیگا اور یہی لفظ اسے غرض سے نکلیگا یہی
معنی اوسکے تقدیر مین لکھہ دیئے گئے ہین پس تقدیر ایک قاعدہ
کلیہ ہے جو اس صفحہ عالم پر درج ہے اور اوسی قاعدہ کے مطابق
سارے عالم کا انتظام ہوتا ہے اور اوسی سے مراد لوح محفوظ
وام الکتاب بہی ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ جسقدر عالم کے قواعد
اور انتظام سے واقف ہین کہ کن کن اسباب سے کون کون سے
فعل ظہور مین آوینگے اسیقدر اونکی پیشنگوئیان صحیح اور راست ہوتی
ہین انبیا علیہم السلام بباعث اسی واقفیت کے بہت سی باتین
ایسی بتلاتے تھے جسکو لوگ غیب دانی تصور کرتے تھے در حقیقت
وہ غیب دانی نہین ہے بلکہ اونہین اسباب کے معلوم ہونیسے
جسکو کہ خدا نے اونکو بتلایا ہے استخراج نتیجہ صحیح کرتے تھے چونکہ
بباعث سلامت عقل و نور نبوت کے وہی غلطی سے معصوم ہین اسلیے
اونکی پیشگوئیون پر ہمکو بلا ردو قدح ایمان لانا چاہیئے اور جو لوگ
معصوم نہین ہین اسیوجہ سے بعض اوقات اونکے استخراج
نتیجہ مین غلطی ہوتی ہے —
اور جو احادیث شریف مین وارد ہے کہ لوح محفوظ یاقوت کی
ہے اوس سے در حقیقت یہہ مراد ہے کہ جسطرح سے یاقوت جوہر منجملہ
وہ اجسام کا ہے اور سب مین اعلیٰ ہے اسیطور سے وہ قوانین
عالم کے انتظام کے اصل ہین اور جنکے باعث سے عالم قایم ہے
مثل جواہر مادہ اجسام کے جواہر عالم کے ہین پس اسی مناسبت

کے باعث سے وہ یاقوت کے مثال سے متشابہ بیان کیے گئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہین کہ لوح و قلم سے صورت ظاہر نہین مراد ہے بلکہ قلم کا کام لکھنا ہے اور لوح کا کام نقوش کا اوسپر منقش ہو جاتا ہے پس قلم معلم اور لوح متعلم ہوا اور صورت ایک زاید شے ہے جسکو اس فعل سے کچھہ واسطہ نہین اسیطور سے خداوند تعالی کے لوح و قلم سے بھی یہی مراد ہے کہ اوسنے اپنے ید قدرت سے جس چیز کو کسی فعل کی علت قرار دی ہے وہ قلم ہے اور جس چیز پر وہ قواعد منقش ہین وہ لوح ہے پس اس صفحہ عالم پر اوسکے ہر جزئیات سے لیکر کلیات تک کے قواعد مندرج ہین اسیکے بابت خداوند تعالی نے فرمایا ہے ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین نہین کوئی تر و خشک مگر یہہ کہ کتاب ظاہر مین موجود ہے۔

بارھوان عقیدہ مشیت و ارادہ

بارھوان عقیدہ مشیت و ارادہ - ہر ایک فعل اوسکے مشیت اور ارادہ سے ظہور مین آتا ہے چونکہ وہ سارے عالم کا منتظم اور منتظم جبھی کوئی ہو سکتا ہے کہ جب وہ ہر چیز کو ترتیب اور قاعدہ سے مرتب کرے اور ہر مرتب کرنیوالے کے لیے ارادہ کا ہونا ضرور ہے کیونکہ جسمین ارادہ نہین ہوتا اوسکو ہم منتظم نہین کہہ سکتے دوسری تقریر یون ہے کہ ہر چیز کی خلقت جب کسی خاص غرض کے لیے ہوئی تو وہی غرض اوسکے خلقت کی مقصود خداوندی ہے کیونکہ اوسنے اس چیز کو اسی غرض کے لیے پیدا کیا ہے اور یہی معنی مشیت کے ہوئے اور

ہر مشیت کے لئے ارادہ کا ہونا ضروری ہے پس ہر چیز اوسکی
مشیت و ارادہ سے ہوتی ہے چونکہ اوصاف خداوندی قدیم
ہین اور اوسمین امکان حدوث کا نہین ہے اسلئے ہمکو بجز ان
اوصاف کے تصدیق کے اسکے تاویل کے اندر نہ پڑنا چاہئے
کیونکہ ہمارے اوصاف کے مانند اوسکے اوصاف نہین ہین پس
حادث پر قدیم کو قیاس کرنا کسقدر نادانی کا کام ہے اسیکو
خداوند تعالی نے فرمایا ہے لیس کمثلہ شیء اوسکے مانند کوئی
شے نہین ہے اسیطور سے اوسکے جتنے اوصاف علم و سمع و بصر
و کلام و خلق کے بولے جاتے ہین ان سب حقیقت جاننا
اوسکے ذات کے معرفت پر موقوف ہے اور اوسکی ذات کے
حقیقت کا جاننا محال ہے پس ان حقیقتونکا جاننا بھی محال ٹھہرا چونکہ ہم
اوس انتظام عالم مین ایک ادنی سے انتظام کے لئے اوسکے ایک مخلوق
مین ان اوصاف کی ضرورت سمجھتے ہین اور بلا ان اوصاف کے مانے
ہوئے ہرگز فعل و انتظام کا ہونا ممکن اوس مخلوق سے نہین سمجھتے پس
سارے عالم کے منتظم مین ان اوصاف کا ہونا نہایت ضروری اور واجب
ٹھہرا اگر اثبات اوصاف بلا تشبیہ ہم مخلوق کے اوصاف کے اوس علت
اصلی مین مانتے ہین۔

تیرہوان عقیدہ الانسان بین الجبر والاختیار ہے — ہم انسانکو
اوسکی فطرت اور خلقت کے رو سے اسطور سے مجبور سمجھتے ہین کہ جس
چیز کی اوسکو قدرت نہین دیگئی وہ ہرگز اوس سے نہین ہوسکتا
جسطور سے آنکھہ سے کہانیکا کام اور کان سے دیکھنے کا کام نہین ہوسکتا

اور جس کام مین کہ اوسکو قدرت دیگئی ہے اوسمین بھی وہ جمیع
شرائط و اسباب و علل کا محتاج ہے یعنے جب تک کہ وہ اسباب
موجود نہ ہو لینگے اوسوقت تک وہ اپنی قدرت کو کام مین نہین
لاسکتا مثلاً آنکو کہانیکی قدرت تو ہے مگر جب تک اوسکے
اعضا صحیح و تندرست نہونگے اوسوقت تک وہ کہا نہین سکتا
اور اعضا کی صحت و تندرستی اس عالم کی درستگی انتظام پر موقوف
ہے اگر یہہ ترتیب و نظام عالم درہم ہو جاوے تو بیشک ہم تندرست
و صحیح نہین رہ سکتے ایک ہوا ہی ہے کہ وہی اپنے مرکز پر شکست عالم
کے باعث سے قائم نرہیگی اور بدون ہوا کے صحت کا ہونا معلوم
پس ہمارے عالم کے انتظام کی درستگی کے ساتھ ہماری عمارتی
صحت مربوط و وابستہ ہے اور ہماری قدرت ہماری صحت کی
محتاج ہے پس جب تک کہ یہہ سب انتظامات درست نہونگے
ہماری قدرت سے کوئی فعل صادر نہین ہوسکتا اس معنی کر کے
ہم بالکل مجبور ہین اور اس لئے کہ بعد ان سب شرائط اور علل
کے موجود ہونیکے ہمکو کسی فعل کے کرنے اور نہ کرنیکا اختیار دیا
گیا ہے اسلئے ہم مختار تصور کئے جاتے ہین در حقیقت ہمارا اختیار
یہہ اوس قسم کا اختیار نہین ہے کہ بلا علل و اسباب ہم کچھہ کر سکتے
ہوان پس ہم بین الجبر و الاختیار ٹہرے مگر ہمارا جبر اختیاری
نہین ہے کہ ہم اگر چاہین کہ اس جبر کے خلاف کر سکین تو کر لین
اور یہہ خلاف ورزی باطل ہے اور خداوند تعالی کے جتنے افعال
اوسکے قانون قدرت کے مطابق ہوتے ہین وہ سب اوسکے اختیار

ہین ہے چاہیئے اونکے مطابق کرے اور چاہے نہ کرے وہ کسی
علت و سبب کا محتاج نہین ہے بلکہ کل علل و اسباب اوسیکے
محتاج ہین یہی معنی اوسکے مختار مطلق کے ہین۔

باب قرآن کا معجزہ ہونا

عرب مین قبل بعثت رسول خدا کے بہت دنون پہلے سے یہہ
طریقہ دستور تہا کہ ایام حج مین سب حجاج جمع ہوتے تو فصحا و
بلغا ادیب و منشی کچہہ اپنی اپنی طبع آزمائیان کرکے لاتے اور اپنے
نتائج افکار کو سوق عکاظ مین جمع ہوکر پڑہتے جنکا کلام از روے
فصاحت و بلاغت کے چوٹی کا ہوتا تہا اوسکا صلہ اوسکو یہہ دیا
جاتا تہا کہ در خانہ خدا پر وہ کلام آویزان کیا جاتا تہا اسی شوق
و سلیس کے باعث اور نام آوری کے لئے اہل عرب کے فصاحت
و بلاغت و نظم مین ترقی ہوتی گئی سارے بادیہ نشین اہل عرب
اس سادہ اور معزز قدر کے نہایت اعزاز کرتے تھے اور دلسے
اس نام آوری کے خواستگار رہتے ہر شخص خود سمجہہ سکتا ہے کہ
شوق و لاگ کسقدر انکو محنت اور جانفشانی کا عادی کرتا
ہے اور اوسکو ترقی کے جانب کوشش کرنیکے لئے کسقدر بے چین
بناتی ہے اہل عرب گوکہ جاہل تھے مگر اونکو اپنے زبان اور زباندانی
پر بہت ہی ناز تہا اونکے زبان کی وسعت اور اونکے زبان کا با
قاعدہ نحو و صرف کے رو سے ہونا یہہ اونکے لئے کیا کم موجب افتخار
تہا مگر وہ اس سے بھی زیادہ فصاحت و بلاغت کے دلدادہ و شیفتہ

اپنے فصاحت کے ذریعہ سے جو کہ ان مین
بچپن ہی سے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی
تھی وہ کام لیتے تھے جو کہ ایک فوجی جنرل
اپنے باقاعدہ فوج سے لے سکتا ہے
لڑائیون مین جرأت مصیبت کے وقت
صبر افسردگی دل کے وقت جوش اور اونکے
جذبات دلی کا ہیجان اونکا خاص رجز ہوتا تھا
وہ اوسی جوش وخروش مین دشمن
کی ہیبت کو ذرہ برابر نہین سمجھتے تھے بہت مرتبہ اونکی اکثر کارگر
ہوئی تھی اہل عرب کی عورتین لڑائیونکے وقت اونکے کارنامے اور اونکے آبا واجداد کی فخر
ومنزلت یاد دلا کر اونکی غیرت کو جوش مین لاتی تھین ایک لڑائی مین جبوقت کہ اہل عرب
لڑ رہے تھے قریب تھا کہ اونکے پاؤن اوکھڑ جائین مگر جب اونکو
ذلت اور شکست کے طعنہ آمیز غیرت انگیز سنائے گئے تو چار سو
اہل عرب نے اپنے اسپونکو جو اونکی تہین پہاڑ کو ہنکا دیا جس سے
اونکی بگڑی ہوئی بازی پھر بنگئی اور اونکے پاؤن دیوار آہنی کیطرح جم گئے
جسقدر اہل عرب کے دلون مین مدح وذم کا اثر ہوتا تھا ہرگز نہ کسی
انعام سے وہ اتنا خوش اور نہ کسی زخم سے اتنا ناخوش ہوتے
تھے اونکو جسقدر اپنی ہجو کا خیال ہوتا تھا اوسقدر اونکو جان کے تلف
ہونیکی پروا نہ تھی ایک شاعر کہتا ہے۔ جراحات السنان لہا
التیام ۔ ولا یلتام ما جرح اللسان ۔ نیزہ کے گھاو کے
لئے تو اندمال ہے مگر اوس زخم کے لئے ہرگز یہ بھی نہین ہے جسکو

زبان نے زخمی کیا ہے - ایک شاعر نے رسول اللہ سے کہا کہ میری مدح و ذم لوگونکی عزت و ذلت کے لیئے کافی ہے - عرب کے شیرین کلامی اور منشی گری اور سوفت ایسی ترقی پرتہی کہ صدہا شعرا و فصحا ماہران فن جنکی ساری عمرین اسی کام مین گذر گئی ہیین موجود تھے - سبعہ معلقہ مشہور قصاید جو باعث اعلی درجہ کی فصاحت کے یکے بعد دیگرے خانہ کعبہ پر آویزان ہوتے رہے ابتک ہماری ہاتہو نمین موجود ہین اونہی ایام مین آپ پر وحی خداوندی نازل ہوئی آپ اُمی محض تھے کبہی نہ شعر کہا نہ قصیدہ گوئی کی نہ مشاعرہ و مذاکرہ مین شریک ہوئے جس سے آپکے کلام مین شیرینی و لطافت ہوتی جسوقت ایک چہوٹی سی آیت کلام خدا کی لوگونکے سامنے پیش کی گئی اور اس دعوی کے ساتھہ پیش کی گئی کہ فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صدقين فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكفرين سے یعنے لاؤ کوئی سورة مثل اسکے اور پکارو اپنے مددگار کو ماسوائے خدا کے اگر تم سچے ہو اگر ایسا نکر سکوگے پس ڈرو ایسے اگ سے جسکی ایندہن آدمی و پتہر ہین جو کافرونکے لیۓ مہیا کی گئی ہے" تو کوئی شخص باوجود اسقدر مشق و دستگاہ رکہنے کے اور ہزارون کوشش کرنیکے ساتھہ بہی ایک چھوٹا سا جملہ بہی نہ لاسکا سخت حیرت اسبات پر ہے کہ اگر کوئی قصیدہ یا کتاب معارضہ مین مطلوب ہوتی تو البتہ ایک مشکل کام تہا کہ بباعث

نہوونے ملکر اسکے وہ نہ لاسکے مگر جنکا کام دن رات یہی تھا اونکا ایک یا دس فقرے لانا نہ لاسکنا بجز اسکے کہ وہ اس معارضہ سے عاجز رہے دوسرا سبب تھا خصوصًا اس دعوی پر کہ تم اپنے مددگاروںسے مدد لو تب بھی نہ لاسکوگے نہایت اس کلام کے اعلیٰ درجہ پر ہونے پر دلالت کرتا ہے جب ہم آپکے اوس کلام کو جو احادیث نبوی کے نام سے مشہور ہے اور اس کلام پاک سے مقابلہ کرتے ہین تو نہایت ہی فرق معلوم ہوتا ہے اور جسکو یہہ نہ معلوم ہو کہ یہہ الفاظ ایک ہی شخص کے موہنہ سے نکلے ہین ایک شخص کا کلام ہرگز نہین جان سکتا ان دونون کلامونمین اسطرح کا فرق ہے کہ جسطرح ایک بچے اور ایک بڑے ادیب کے کلام مین فرق ہوتا ہے جب سبعہ معلقہ خانہ کعبہ پر آویزان تھا تو آپنے آیت اقرأ باسم ربك کسی دیوار پر لکھوا دی ایک بڑا شاعر جسکو یہہ نہ معلوم تھا کہ یہہ کسکا کلام ہے دیکھتے ہی پکار اوٹھا **ما هذا قول البشر** کہ یہہ انسانی کلام نہین ہے کعبہ کے اندر جب بڑے بڑے صنادید عرب اس شوری کے لئے جمع ہوئے کہ اونہین ترکیب ایسی کرنی چاہئے کہ محمد کی چرچتی بازار مدہم ہو جاوے ولید نے جو بہت ہی مشہور شاعر اور معمر تھا لوگون سے یہہ کہا کہ یہہ تو نہ سحر ہے نہ انسانکا کلام معلوم ہوتا ہے جو گھلاوٹ و شیرینی مین اسمین پاتا ہون وہ ہرگز کلام انسانی مین نہین ہوسکتی یہہ تو سحر بابل ہے جسکے باعث سے باپ بیٹا بھائی بھائی علیحدہ ہوکر مجھسے جا ملتے ہین اور وہ رشتہ قرابت کی شکست

ہو کر اجنبی لوگونسے جا جوڑتا ہے جب اس تحدی اور دعوی کے
مقابلہ مین عرب عاجز آگئے اور روز بروز اسلام کی ترقی اور جوق
جوق مسلمان ہوتے لوگونکو دیکہا تو کہنے لگے کہ محمد تو ساحر ہے
جسکا کلام مان کو بیٹے سے شوہر کو جورو سے جدا کر دیتا ہے اونکے
تعصب نے اس امر کی اونکو فرصت نہ دی کہ وہ سوچتے اور سمجہتے کہ
اوسکی فصاحت و بلاغت کا اثر ہے جو لوگونکے دلونمین اپنا رنگ جمائے جاتا ہے
نہ کہ کرشمہ و شعبدہ ہے۔ انمین ایک روایت ہے کہ جسوقت ہم اس کلام
کو سنتے ہماری آنکہونسے آنسو ہر گز نہ بہہ جاتے عمر ابن خطاب جنکو نہایت
طیش و غضب مین سوار ہوئے اور بر آپکے قتل کا تہیہ اونکا کر خفا ہو
کر جب نکلے تو راستہ ہی مین اپنی بہن کے گہر مین کلام الٰہی سنا
تو دل ہی مین اپنے نادم ہوئے اور اسلام لانیکا قصد کر لیا اور
سو سمجہ اونکے جو بہت اوسوقت گران سمجہتے اور دشمن دوست ہو گئے
سارے مستقیم معانی کی کتابونکو دیکہو اور اون قواعد سے اوس کلام
کو پرکہو تب تمپر حقیقت و وقعت اس ربانی کلام کی کہل جاویگی اور
اوسکے مقابلہ مین اون فصحا کے کلام کو جانچو جو عرب کے سارے فصاحت
کے نجوم گنے جاتے مین تو خود تمکو اونکی کم مایگی اور بے بضاعتی اور ازنکی
کلام کی جو اعلی درجہ کی فصاحت مین ہے فروتری معلوم ہو جاویگی
آجتک ایک لفظ غریب اور خلاف محاورہ اس کلام پاک مین نہین
ثابت ہوا اگر ہوتا تو اوس زمانہ کے نکتہ چین ضرور ڈہونڈ نکالتے
کلام خدا مین چہہ ہزار دوسو چہتیس آیتین ہین کچہ ایک دو جملہ نہین
ہین جنکا کہنا آسان ہوتا ایسی بڑی کتاب جسکی بنا واقعات

نگاری اور مواعظ اور احکام پر ہو نہ کسی خیالی اور فرضی قصہ
احکامات پر ہو جسمین ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہوتا ہے بیشک
ایک کلام ربانی اور معجزہ ہے مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کا
کرکے اسی اسلوب پر اپنے کلام کے بنا رکہی تھی مگر اوسکا کلام جسقدر
بیہودہ اور خلاف حقایق اشیاء کے ہے اوسکی جہاڑ اوس مقام
پر بالتفصیل لوگون نے کی جہان کہ کلام خدا کے مقابلہ مین اوسکو
جانچا ہے ایک اور قسم کی تحدی کلام پاک مین علاوہ فصاحت بلاغت
کے تمام عالم کے مخلوق سے لیگئی ہے یعنی جسطور سے مواعظ و نصائح
وعدے اور وعید دلایل وحدانیت تذکر بآیت الله احکام وحکم
حسب اقتضاے نوع بشری حقایق مابعد الموت کا بیان انکشاف
اوصاف خداوندی توحید کی تعلیم قانون کے ترتیب تہذیب نفوس
کے طرائق اخلاق کی تعلیم اسمین موجود ہے کسی دوسرے کلام مین یا
کتاب مین ایسا کوئی تبلاوے جس شخص کو انکار ہو وہ خود سارے
عالم کے مخلوق کو جمع کرکے بتلا وے ولا یاتون بمثله ولو کان
بعضهم لبعض ظهیرا اور نہ لا سکینگے مثل اسکے اگرچہ بعض انمین کے بعض
کے لئے مددگار ہون ہمنے جسقدر تعلیم محمدی توحیدی و اخلاقی بیان
کئے ہین وہ سب اوسی کلام پاک سے مستنبط اور لئے ہوئے ہین
سارے مضمون کو سوچو اور اوسکی حکمتونپر غور کرو تو خود
تمکو معلوم ہو جاویگا کہ ایک امی محض سے جہان اس قسم کے علوم کا
رواج نہ تذکرہ تہا ایسے چشمہ فیض کا پہوٹنا جس سے سارے
عالم مین علوم وفنون کے چشمے سیراب اور اونکی خشک کہیتی سرسبز

ہو گئی اور اونکے مردہ دل زندہ ہو گئے یہہ معجزہ ربانی نہین ہے تو کیا ہے - صحیفہ مقدس و کلام متبرک خود لوگونکے سامنے موجود ہے علمی و عملی احکامات و دلایل و قصص و احکامات امم سابقہ و پیشگوئیان موجود ہین اسمین کوئی نقص خواہ ازروے قوانین قدرت خواہ ازروے علم جیالوجی یا علم کمسٹری یا پولیٹکل اکانومی یا تاریخی تعلیم یا اخلاقی نصایح جو نکال سکتا ہو نکالے خود ہی منہہ کی کہائیگا اور پشیمان ہوگا مگر اوسکو اس باتکا خیال رکہنا چاہیے کہ وہ تقلیدی عینک جو اسلام کے جانب سوء ظنی کے باعث اوسکی انکہونپر لگا ہوا ہے اوسکو اوتار ڈالنا چاہیے اور وہ اعتراضات جو کہ مسلمانونپر وارد ہو سکتے ہین نہ اسلام پر ہرگز اوسکے دہوکے مین نہ پڑکر اسلام سے بدگمان ہونا چاہیے -

دوسرا معجزہ کلام پاک مین یہہ ہے کہ خدا نے چند برس پہلے فارس پر اہل روم کے غالب آنیکی پیشنگوئی کی تہی کفار مکہ دلسے خواستگار تہے کہ کہین یہہ پیشنگوئی جہوٹی ٹہرے تاکہ محمدؐ پر ہم کچہہ الزام لگا سکین اسی بناپر ابوبکرؓ کو سو اونٹ بوقت سچے ہونے اس پیشنگوئی کے دینے کا وعدہ کیا تہا چنانچہ ویسا ہی ظہور مین آیا جیسا کہ خدا نے فرمایا تہا اور ابوبکرؓ کو سو اونٹ ملے -

تیسرا معجزہ بہی مثل پہلے معجزہ کے ابدی و سرمدی ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون ہمنے یہہ ذکر اوتارا اور ہم ہی اسکے محافظ ہین اس کلام پاک مین حسب وعدہ خدا آجتک کیا ازروے ترتیب و کیا

ہوگی امامت مین اسلیے زیادہ عالم بالقران کو فضیلت دیگئی جو
لوگ یاد کرکے بہول جاتے تھے اونکی بابت بہی بیان کیگئی مسلمان اسقدر
ڈرتے تھے کہ کوئی لفظ خلاف اوس تلفظ کے جو رسول اللہ کے
زبان سے اونہون نے سنا تہا نہو نے پاوے حضرت عمر سے
جب ابی ابن کعب نے ایک ایسی آیت سنی جسمین انکو کچہ
تامل ہوگیا تہا تو ابی ابن کعب اسقدر ترش ہوئے اور
یہہ کہا کہ مین اسطور سے پڑہتا ہون جسطور سے کہ رسول اللہ
کے زبان سے سنا ہے حضرت عمر نے ایک شخص کو کسی حدیث
کے روایت پر مکرر قسم دی کہ آیا یہی قول رسول اللہ کا ہے
اور اسکی قسم کہانے پر آپنے اعتبار کیا - بہت بڑی احتیاط
اصحاب کو کلام خدا اور رسول کے جانچ مین تہی -

جب زمانہ خلافت ابوبکر کا ہوا اور بہت سے حافظ شہید ہوے
تو حضرت عمر نے مشورہ دیا کہ کلام خدا جو متفرق اوراق پر لکہے
ہوئے ہین اور لوگون کے حافظون مین ہین ایک جا جمع کرلیے جاوین
تاکہ مسلمانونکے شہید ہونے سے کوئی آیت ایسی نہو کہ لوگونکو
نہ معلوم ہو اصحاب رسول اللہ نئی بات کے کرنے سے بہت ہی ڈرتے
تھے اسلیے پہلے انکار ہوا اور پہر اوسکے سب لوگ متفق ہوکر اوسکو
جمع کرنے لگے چنانچہ زید ابن ثابت کاتب وحی رسول اللہ و دیگر حفاظ مثل
عبد اللہ ابن مسعود و حضرت عثمان وغیرہ جو زیادہ عالم بالقران
تھے اسکی تدوین مین مصروف ہوتے تہے وہی آیت درج کیجاتی
تہی جسکے متواتر راوی رسول اللہ کے زبان سے سننے کے ہوتے تہے

اسی انتظام کے ساتھہ سارا کلام پاک جو فی الحال بین الدفتین موجود ہے مرتب ہوگیا ترتیب آیات مین تقدم وتاخر کا وہی طریقہ ملحوظ رہا جو قرأت مین رسول اللہ کے تھا بلکہ ترتیب سورتین بھی آپ ہی کی ترتیب ملحوظ رہی جن سورتونکے قبل آپ بسم اللہ پڑھتے تھے وہان تو بسم اللہ لکھا گیا اور جس سورہ مین مثل سورہ توبہ کے نہین پڑہا وہان نہین لکھا نماز مین اکثر آپ بعد سورۂ فاتحہ کے آمین کہتے تھے بباعث اسکے کہ وہ کلام خدا نہ تھا نہین لکھا گیا اکثر آیات کے تلاوت کے وقت رسول اللہ دعائے خیر پڑھتے تھے یا جہاں خدا اپنے قادر اور احکم الحاکمین ہونیکا بندونسے اقرار چاہا ہے وہان پر رسول اللہ کلمۂ اقرار یہ کہتے تھے وہ بھی سطر یا حاشیہ پر اسلئے درج نہین کیا تاکہ کسی قسم کا اشتباہ اختلاط کا نہو لوگونکو یہہ بات معلوم تھی کہ یہہ آیت کلام اللہ ہے اور یہہ کلام رسول اللہ ہے کیونکہ خود رسول اللہ نے اونھون نے یہہ بات معلوم کردی تھی۔

غرضکہ ان سب محنتون اور جانفشانیونکے ساتھہ رسول اللہ کے دوہی برس کی وفات کے اندر ترتیب وتدوین کلام پاک کی ہوگئی جب عثمان خلافت حضرت عمرؓ کے ہاتھو نین آئی تو وہی نسخہ بجنسہ آپکی بیٹی حفصہؓ کے پاس جو ازواج مطہرات سے تھین موجود تھا یہانتک کہ زمانہ خلافت حضرت عثمان ہوا عرب کے تلفظات اور لہجو نین بباعث مختلف ہونے قبائل کے کچھہ فرق تھا جسطرح سے لندن اور اسکاٹلینڈ کے تلفظ مین ایک ہی لفظ مین باہمی اختلاف ہے

کوئی اوسکو کسیطور کوئی کسیطور بولتا ہے حالانکہ معنی مین کچھہ مغایرت نہین ہوتی اسیطورسے بعض لوگ حسب اپنے عادت و رسم کے کلام پاک کو پڑہتے تھے سبع احرف کے ایک یہہ بھی معنی ہین حضرت عثمان نے اس اختلاف لفظی کو بہی جایز نہ رکھا تاکہ آیندہ پڑہنے پڑہنے مثل یہود و نصاری کے اختلاف ہو جاوے اور معترضین کو جاے اعتراض ہو اونہون نے جسقدر مصاحف مرتب قریش کے ماسوا ایجو تہین تھے سبکو اکہٹا کرا کر جلا دیا اور وہ نسخہ جسکی ترتیب ابوبکر کے زمانے مین باجماع صحابہ ہوئی تہی اور وہ بجنسہ حفصہ کے پاس موجود تہا اور قریش کے لہجہ مین مرتب تہا (جسطورسے کہ رسول اللہ پر نازل ہوا تہا کیونکہ آپکی زبان بھی قریشی ہی تہی) نقل کرا کرکے اطراف عالم مین بہیجوا دیا اسی اہتمام کے باعث انکو جامع قران کا لقب عطا کیا گیا مسلمانون نے اسقدر احتیاط اوسکے حفاظت مین کی جو رسم خط مصحف عثمان مین ہے اوسکے خلاف لکھنا گناہ عظیم سمجھا اور حافظون نے اسقدر کوشش کین کہ سیکڑون ہزارون حفاظ اوسوقت سے لیکر آجتک ہوئے اور ہوتے چلے ائے ہین جسمین ایک لفظ کا بہی فرق نہین ہے حضرت عمر نے اپنے زمانہ خلافت مین ابی ابن کعب کو جنکے عالم بالقران ہونیکی خود رسول اللہ سے روایت ہے ہر رمضان تراویح بحضور جماعت صحابہ جنہون نے خود رسول اللہ کی زبان مبارک سے سنا تہا سارے کلام پاک کا دورہ

کرنیکا حکم دیا کرور ن نسخے بباعث کثرت مطابع کے آج عالم مین موجود
ہین اتین ایک لفظ کا بہی فرق آپسمین نہین ہے یہہ معجزہ رحمانی
نہین ہے تو کیا ہے کہ آج تیرہ سو برس سے خدا کے وہ پیشینگوئی
حفاظت کی صحیح ہوتی چلی آئی وہ نسخے جو ابتک صدیون
پہلے کے لکہے ہوئے عجائب خانون و لوگونکے کتب خانون مین
اور خانہ خدا مین تبرکاً موجود ہین اور آسانی سے ہر شخص کو
ملسکتے ہین خصوصاً وہ نسخہ جو حضرت عثمان کے ہاتہونکا لکہا ہوا
تہا اور ترکون کے تحائف مین موجود ہے مقابلہ کرنیسے خود خدا
کے وعدہ کی صداقت ہوجاویگی کوئی اہل مذہب اپنے یہان کے
کتب آسمانی اسقدر تواتر کے ساتہہ تدوین ہونا اور اسقدر نسخ
کا انتشار اور اسقدر حفاظ کی ہر زمانے مین کثرت اور پہر اختلاف
ایک لفظ کا بہی نہونا ثابت تو کر دے کیا ممکن ہے کہ ایسا کرسکے
فقط وہ اتنے ہی ثابت کردین کہ زمانہ عیسی علیہ السلام مین
یا اونکے دیکہنے والونکے حضور مین اناجیل مرتب ہوچکی تہین
اسکو نہ از روے اسناد اور نہ کسی نسخہ صحیحہ سے ثابت
کرسکینگے اناجیل کے الفاظ خود مقدس حواریونکے عبارت
ہین جنکو اونہون نے حضرت عیسی کے اقوال کو سنکر اور
اونکی عادات کو دیکہکر مرتب کیا تہا اور اسبات کا ثبوت
کہ حواریونسے فہم مطالب مین کوئی غلطی نہین ہوئی یا اونکے
وہی الفاظ ہین جو اونکے قلم و زبانسے نکلے ہین نہایت مشکل ہے
ایکسا ہی نسخہ یونانی و عبرانی مین جو ایک ہی فریق کا ہے

سیکڑون اختلاف معنوی اور تاریخی موجود ہین ایک دوسرے
مین کچھہ لفظاً مخالفت ہی نہین ہے بلکہ احکامات مین بہی اختلاف
ہے توریت مقدس قبل ظہور حضرت عزیر علیہ السلام کے بالکل نیست و نابود
کردیگئی تھی اوسکے بعد بھی سلسلہ روایت بالکل منقطع ہے بے ایمان
وطماع یہودیونکے ہاتھونسے بہت سے بباعث اونکی خودغرضیونکے
اختلافات وقوع مین آئے ہین اسلام پر بہت سے پادریون
نے جہانتک اعتراض کیا ہے وہ رسم خط یا روایت شاذہ پر ہے
رسم خط کا اختلاف خود حضرت عثمان کے زمانے مین رفع ہوچکا ہے
روایت شاذہ جسکے کلام پاک ہونیکا ثبوت بہت ہی ضعیف تہا
خود ابوبکرؓ کے زمانے مین ہزارون صحابہ کے موجودگی مین مردود
ومتروک ہوچکی ہے جسکو کبہی کلام خدا نہین تسلیم کیا پس ایسی
روایتونپر کیونکر اختلاف قرآن پاک مین ہونا تسلیم کیا جاسکتا ہے
ہر دانشمند جانتا ہے کہ ایک لفظ عالمین کوئی الف کے ساتھہ
جدا کرکے لکہتا تہا اور کوئی علمین بحذف الف اور عین پر حرکت
الف قایم کرکے اوسیطور سے تلفظ کرتا تہا یہین کیونکر اختلاف
ہوگا حالانکہ اب رسم خط متن مین کہین یہہ اختلاف نہین پایا جا
اور تلفظ مین کسی لفظ کو مد یا تخفیف کے ساتھہ پڑہنا خود یہہ لہجہ
قریش کا فرق ہے اسقسم کے اختلافات ہرگز جاے اعتراض نہین
ہوسکتے روایت شاذہ کا اول توہی ثبوت نہایت ضعیف ہے کہ
آیا یہہ اختلاف اصحاب مین ہوا ہے یا نہین لیکن بفرض تسلیم کسی شخص راوی کا
سماعت مین غلطی کرنا کچھہ بعید از امکان نہین ہے مگر ایک جماعت

کا ایک ہی مقام پر سماعت مین غلطی کرنا بعید از قیاس ہے پس
جن آیات کے بہت سے معتبر راوی ہون اونمین احتمال غلطی کا نہین
ہوسکتا خصوصًا جبکہ آپکے سامنے بہت سے لوگون نے لکھہ لی
نہین اور حضور خود ہی کاتبان وحی کو لکھا دیتے تھے اور ہر رمضان
مین پھر تجدید حافظہ کر لیا جاتا تھا پس ایسے وقت مین روایت
شاذ جسکا کوئی دوسرا راوی معین نہو کیونکر مقبول ہوسکتی ہے
اور نیز غلطی سماعت کی کوئی دوسرا اشتباہ نہین ہوسکتا خصوصًا
جبکہ وہ آیات مختلف بہی کم ہون اور معنوی مخالفت اونمین نکل
ایسی نہو جس سے کلام کے معنی مین کوئی فرق ہوتا ہو کلام پاک
مین ایکسو چودہ سورتین اور چھہ ہزار دو سو چھتیس آیتین اور چہتر
ہزار چار سو سینتیس کلمے ہین اور حروف تین لاکھہ اکتیس ہزار
ایکسو اسی (منتخب العلوم) بلکہ یہانتک شمار کر لیا ہے کہ حرف
الف کسقدر ہین اور حرف ب اور دیگر حروف کسقدر ہین
بعض شمار کنندگان کے بیانات مین جو اختلاف ہے وہ فقط اعتباری
اختلاف ہے کوئی دو آیتونکو ربط مضمون کے باعث جدا نہین
کرتا ایک قرار دیتا ہے اور کوئی دو کہتا ہے اسیطور سے رسم
خط ایک لفظ کا جب دو طور سے آتا ہے تو کسی نے اوس اختلاف
کو شامل گوشوارہ کر لیا ہے اور کسی نے فقط ایک ہی رسم خط کو
شمار مین رکھا ہے پس درحقیقت یہہ اختلافات اصل متن کے
نہین ہین بلکہ قیاسی و رسمی ہین اس بنا پر کلام الله کے آیات مین
اختلاف بتانا سوا تعصب اور بیجا ایمان کے دوسرا کیا کام

نہیں ہے محققین نے کچھ شمار الفاظ و آیات ہی کا نہیں کیا بلکہ
اقسام مضامین کے رو سے بھی اونکا شمار کیا ہزار آیات وعدہ
کے اور ہزار وعید کے و ہزار امر و ہزار نہی و ہزار آیت قصے و ہزار
آیت عبر اور امثال و حلال و حرام اور سو دعا و تسبیح اور دوسے
تقسیم معانی کے حوالہ سے ہیں البتہ بعض آیات کا شمار
باعث شمول کئی معنوں کے کئی جگہ ہو گیا ہے۔

انہیں آیات میں توحید و آیات اللہ کا بیان سیاق و سباق
کے ساتھ ہوا ہے قصص سے یہ مقصود ہے کہ عبرت و نصیحت و تنبیہ
سے مقصود خدا ہی کی یاد اخبار سے بھی مقصود خدا کی عظمت و ہیبت
دانی تھی و امر سے بھی اجتناب عن المنکر کے باعث خدا کی فرمانبرداری
اور امر بالمعروف کے پابندی کے باعث تزکیہ نفس و تہذیب
نفوس ہے پس ہمارا قرآن پاک انہیں مضامین و اخلاق و موعظت
اور حکمت سے پر ہے اور توحید کے مضامین سے علم او راسی
کے استدلالات اور ہدایات سے اوس ذات پاک کی وحدانیت
و عظمت و قدرت کا بیان ہے ایک دوسرے قسم کا مضمون
ناسخ و منسوخ کے بابت کیا پایا ہے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ
احکام اصلی توحیدی و اصول ہدایت کبھی ہرگز منسوخ نہوا
اور نہوگا مگر محافظ احکام حسب اختلاف حالات و ضرورت
انسانی کے تبدیل ہوئے اور ہوتے رہے و ناسخ فقط بمقابلہ
ایک مذہب کے دوسرے مذہب کے ساتھ تھا اگر کسی کو یہ بحث
کرنا ہے کہ مذہب اسلام کے اندر نسخ اصلی احکام و اصول

بر عدالتم ہین ہرگز نہین ہے اور نہ مخالف احکام مین اب النسخ ہے
کہ جسمین خدا کا عجز یا جہل یا اوسکی ذات پر کسی قسم کا اعتراض
لازم آتا ہو نسخ کے معنی شرع مین یہہ ہین کہ کوئی حکم شریعت
محمدی مین کسی مسئلے مین نازل نہین ہوا تہا اور لوگ مطابق
اہل کتاب یا اپنے آبائی طریقے کے عمل کرتے تھے جب خاص
شرع محمدی کا اوسپر حکم ہوا تب یہہ حکم ناسخ اور پہلا منسوخ
ٹہرا جسطرح شراب کی ممانعت پہلے نہتی گر شان کے اندر شراب
پیکر پہنا منع کیا گیا اوس سے شراب کے حرمت نہین ثابت
ہوتی تہی بلکہ پینا اوسکا کوئی جرم نہ تہا مگر جب آیت حرمت
کی نازل ہوئی تو وہ جواز بوجہہ عدم حرمت کے تہا منسوخ ہوگیا
یا لوگ حسب عادات یہود و نصاری کے افطار روزہ کے بعد اگر
سو رہتے تھے تو پہلے ہی سے شب مین کیون نہ سوئے مگر پہر بعد
جاگنے کے گو صبح نہوئی تب بہی سحر نہ کہاتے جب آیت توقیت
سحر نازل ہوئی تو وہ قاعدہ منسوخ ٹہرا۔
یا کسی معاملہ خاص پر آیتین نازل ہوئی جو عموم الدلالت تہی اور
مخصص اوس آیت کا کوئی نتہا جب دوسری آیت اوسکے
مقصود کی شرح اور تخصص نازل ہوئی تو آیت ثانی و ناسخ
بمعنی لغوی قرار دیگئی ورنہ درحقیقت یہہ ناسخ نہین ہے بلکہ
اوسکے مقصود کے شارح اور مبین ہے جیسے لفظ عموم کا
عام تہا مگر جب دوسری آیت مین مسقوط کے ساتھہ آیا تو یہہ بات
معلوم ہوگئی کہ اصل مقصود اوس آیت کا بیان لفظ عموم بلا قید

لفظ منسوخ کے تہا اوسکا محمل جنا جہ تہا نہ عام۔
یا کوی حکم مجمل تہا اور دوسری آیت مین اوس حکم کی تفصیل کردی
اور اوسکے لیۓ قواعد مقرر کردیۓ جیسے زانیہ کے بابت کوی
حکم طلاق کے بعد نہ تہا بلکہ یہہ حکم دیا گیا تہا کہ جبتک کوئی دوسرا
حکم نہ نازل ہو تب تک رد کے رہو جب آیت عدت کی نازل
ہوی تو بباعث ایفاء اوس عہد کے جو کیا گیا تہا اول منسوخ وثانی کو ناسخ
سمجہنے لگے۔

پس اس قسم کی آیات کے بہ نسبت لفظ ناسخ و منسوخ کا لکہنا جو
درحقیقت بباعث اختلاف احوال و اسباب علل کے دو مغائر
حکم ہین صحیح نہین معترضین نے محض ناسخ و منسوخ کے لفظ پر
اور اوسکے معنی پر غور کرکے دہوکا کہایا۔

پس درحقیقت اس قسم کے احکام کو جو بباعث اختلاف احوال
کے دو جگہونکے لیۓ حکم ہو یا تفصیل اجمال کی ہو یا عموم کی تخصیص
ہو یا کسی اونکی عادت کا نسخ ہو انکو ایسا ناسخ و منسوخ قرار دینا
جس سے کوئی الزام ذات خداوندی پر ہو بعید از عقل ہے پس
ہر شخص اب کلام پاک کے حفاظت اور اوسکے آیات اور مضامین
پر غور کرنیسے معلوم کرلیگا کہ بیشک خدا کے وعدہ مین ہرگز فرق
نہین ہوا اور معجزہ محمدی ثابت ہوا۔

باب برکات اسلام

جو برکات اور فیوض اسلام کے سرچشمہ سے جاری ہوئے

اونسے ایک عرب ہی نہین بلکہ تمام عالم سیراب ہو رہا ہے ہمکو اسبات کے
کہنے مین ذرا بھی تامل نہین ہے کہ جو ترقی مدارج علوم و فنون کی
آج سارے عالم مین ہے وہ فقط مسلمانون کے بیبہا کوششونکا
نتیجہ ہے یونان اور مصر کے علوم و فنون کے ترقیان معدوم ہو چکی
تھین فارس و روم مین الگ جہالت کی کالی گھٹائین چھا رہین تھین نور
علم کا ایک ذرہ بھی کہین نہین چمکتا تھا مسلمان بعد تہذیب اخلاق و تمدن
ترقی کے جب ادہر مائل ہوئے تو اسقدر ترقیان علوم و فنون مین ہوئین
کہ اسکے مترجم ہی نہین بلکہ موجد شمار ہونے لگے عرب سے اسپین اور اسپین
سے تمام یورپ مین یہہ علوم پہیل گئے گو کہ اسوقت مسلمانون کے
ادبار و جہالت و بے علمی کے باعث یہہ خیال کرنا نہایت ہی مستبعد معلوم
ہوتا ہے کہ یہہ کبھی ترقی پر تھے مگر ہمکو اون ترقیات کا ذکر کرنا جو علمی و
عملی حالات مین ہو چکین ہین مقصود نہین ہے اسلیے گبن صاحب وغیرہ
مورخین کے اوپر چھوڑ دیتے مین جنکو ایام العرب کے ملاحظہ کا شوق ہو
وہ اون کتابونکی طرف توجہہ کرین اور مسلمانونکے حیرت انگیز یورپ انتہا
ترقی کو ملاحظہ کرین ہم فقط اون برکات کا ذکر کرنا مقصود رکھتے ہین
جو اہل عرب اور تمام عالم کو اخلاقی اور روحانی اسلام کے طفیل سے حاصل
ہوئی ہین اور وہ خصائل و عادات عرب کے جو نہایت بگڑے ہوے
تھے اور مثل اونکے وصف ذاتی کے ہو گئے تھے بجائے اونکے عمدہ ترین
اخلاق و عادات اسلام کے باعث سے حاصل ہوئے ۔ (شرک کا
نیست و نابود کرنا) تمام عرب مین بجز چند اشخاص یہود و نصاری کی قوم
کی قوم بت پرست تھی کہ یعنی توحید کا کوئی نام تک بھی نہین جانتا

تہا تین سو ساٹھہ بیجان بت سارے عرب مین خدائی کر رہے تھے
وہ مقدس خانہ خدا جسکا بانی خلیل سا اولو العزم پیغمبر تہا اور جو محض
خالصاً لوجہ اللہ اوس وحدہٗ لا شریک لہٗ کی پرستش کے
لئے بنایا گیا تہا وہ اونکے ٹہاکرونکا ہیکل و مندر تہا وہان کثرت سے
پرستش اصنام جاری تہی اور بجاے اوس وحدہ لا شریک کے
فرشتونکو بنات اللہ کہتے تھے اور دوسرے بزرگونکی سنگی تصاویر
کے سامنے سارے نذر و نیاز مین پیش کیجاتین تہین اور اونکے سامنے
قربانیان اور بہینٹ چڑہاے جاتے تھے اونہین سے گاڑہے وقت
استمداد چاہتے تہے اور بجاے عبد اللہ اور عبد الرحمن کے عبد العزے
اور عبد الحارث اونکے نام رکہے جاتے تہے اور جو یہود و نصارے
وہان آباد تھے اونکی بہی قریباً قریباً ایسی ہی حالت خراب و بری
تہی اونمین بہی مطلق تعلیم توحید کی موجود نہ تہی کہ جس سے سرگشتگان
بادیہ ضلالت ہدایت پا سکین نصارے اقانیم ثلاثہ باپ بیٹا روح القدس
کے معتقد تھے یہود عزیر کو ابن اللہ کہتے تھے جب اسلام کی روشنی
چمکی اور اوس نبی امی نے تعلیم ربانی کے چشمہ سے بند شرک
کو توڑا تو سارا عرب بت پرستی سے پاک و صاف
ہوگیا اور اوسوقت سے آجتک بجز موحدین کے اوس ارض مقدس
مین کوئی نہین پایا جاتا اور انشاء اللہ تا قیام قیامت ایسا ہی رہیگا
اسلام نے فقط ایک ہی ذات مقدس کی عبادت کی تعلیم فرمائی
جسکو کسی نے جنا اور نہ اوسنے کسیکو جنا جسکے نہ کوئی قبیلہ اور نہ کوئی
ہمسر اور نہ کوئی عزیز اور نہ شریک و سہیم ہے اوسی سے استمداد

واستعانت چاہی جاتی تھے اور مصیبت کے وقت مین اوسی سے
فریاد و دعائین کیجاتی ہین اوسنے فقط اوسی قدوس مالک الملک
کے عبادت واستمداد کی تعلیم فرمائی نہ ملائکہ کو لڑکیان و نہ عیسی
اور عزیر کو ابن اللہ اور مریم کو بی بی تبلایا سبحانک ھذا بہتان
عظیم اوسنے انسانی مرشدکے احتیاجات و حسیات کو ان کے بندہ
ہونے پر دلیل و برہان قایم کیا ایسی عبادات و رسمیات
و نذر و نیاز جسمین ذرہ شک و شبہہ بہی شرک کا تہا منع کردیا
جس چیز سے خوف بت پرستی کے رواج ہونیکا تہا روک دیا نذر
و نیاز کسیکے سامنے پیش کرنیکی ممانعت کردی ریختہ و پختہ قبورکا بنانا
محض اسلئے منع کردیا تاکہ لوگ تعظیم و توقیر مین اسقدر افراط نکرین
جو منجر بہ شرک اور مرتکب کبائر کے ہون عبد کا لفظ جو انسانی آزادی
کے منافی ہے بجز خدا کے دوسریکے نام کے ساتہہ لگانا شرک قرار
دیا گیا کاہنون اور نجومیونسے جو غیب کی باتین لوگونکو بتا کر گمراہ
کرتے تھے پوچہنا کفر شرعی قرار دیا گیا کہ جو شخص ایمان لایا نجومیونپر
پس اوسنے محمدؐ کے ساتہہ کفر کیا تاکہ تشبیہہ عادات و عبادات و خو
بوسی کسی جگہہ شرک کا نام تک بہی نہ پایا جاوے بدشگونی مین چونکہ
ضرر کسی ذاتکا خاصہ سمجہتے تھے اسلئے التطیر شرک کہکر یہہ بات جتلادی
کہ مالک نفع و ضرر فقط وہی ذات واحد ہے اور سعد و نحس کوئی چیز
نہین بلکہ ستارہ پرستی جیسے فرقہ صابئی نجوم پرست محض ستاروں کے
نفع و ضرر بالاستقلال ماننے سے ہوگئے تھے اور اوہام پرستی
جو عرب مین شایع تہی وہان اب بجز اوس قادر یکتا کے نکوئی کسی

سے مدد مانگتا ہے اور نہ کوئی کسیکا بندہ بنتا ہے نہ کوئی کسیکو مالک
ضرر و نفع سمجھتا ہے اور نہ کسی پتھر مین کوئی اثر اور نہ اور کسی
مکانین کوئی کرشمہ مانتا ہے۔ جبکہ حضرت عمرؓ نے حجر اسود
کو بوسہ دیا تو اوس سے مخاطب ہوکر یہہ کہا کہ مین یہہ خوب
جانتا ہون کہ تجھسے نفع و ضرر کچھہ بہی نہین ہے محض اتباع
رسول کے لیے یہہ بوسہ مین تجھکو دیتا ہون حضرت عمرؓ نے اوس
درخت بیعت الرضوان کو جو سلمانونکے قرون اولی کا یادگار
تہا اور جہان کہ خدا و رسول کے ساتھ عہد اطاعت کرنے کے لئے لیا
گیا تہا جب دیکہا کہ لوگ اوسکی پرستش کے واسطے اوسکے لئے جاتے دیکہا
تو بباعث خوف اس امر کے کہ ایسے ہی مقامات متبرکہ اخر کار
تعظیم کیوجہ سے امم سابقہ مین بت پرستی پہیلی کٹوا ڈالا رسول اللہ
نے محض اسلئے کہ دست بستہ کہڑا ہونا خدا کے سامنے مخصوص ہے
امرا و بادشاہونکے حضور مین جنکے سامنے ذلت انسانی اور
سلب آزادی ہوتی ہے منع کردیا اور اون لوگونکی نہایت درجہ
مذمت کی جو اسکو پسند و جایز رکہتے ہین آپنے اسقدر تفریق
اوٹہادی کہ اپنے و دیگر انسانونکے مراتب مین کوئی فرق
ما بہ الامتیاز بجز نبوت کے کچہہ نہ رکہا اور فرمایا ما انا الا
بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الھا واحد کہ مین انسان
کے سواے کوئی دوسری چیز نہین ہون مگر یہہ کہ مجہپر وحی کی گئی
ہے کہ تم لوگونکا خدا ایک ہے اور پہر آپنے اونکو افراط تعظیم سے یون
منع فرمایا کہ لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور

انبیائهم مساجد الاتتخذوا قبری وثنا خدا کی لعنت یہود و نصاری پر جنہون نے قبور انبیا کو مساجد بنالین تم لوگ میری قبر کو پرستش گاہ نکرنا اس سے بہی بڑہکر یہہ فرمایا انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی تم اپنے دنیا کے کامون مین زیادہ جاننے والے ہو یہہ اوسوقت مین ارشاد ہوا ہے کہ جب آپنے اونکو یہہ فرمایا کہ جو دین کی بات کہون تو اوسکو مانو اور دنیا کے کامون مین تم اپنی مصلحت خود سمجہہ لیا کرو اب غور کرنا چاہیے کہ اسلام مین کسقدر انسداد افراط و تفریط شرک مین کی گئی ہے کہ آجتک کوئی فرقہ جسکا شمار مسلمانون مین ہوتا ہو توحید فی التثلیث و التثلیث فی التوحید یا ابن اللہ و بنت اللہ یا اوسکا کسی جسم مین حلول کرنا یا کسی مخلوق کو عالم الغیب جاننا یا کسیکو سجدہ کرنا اعتقاد رکہنے والا نہین پایا جاتا الحمد للہ علی ذلک (رفع فتنہ و فساد) ایک بہت بڑی قابل قدر و مستوجب احسان مندی جو اسلام کی برکت عرب کو حاصل ہوئی وہ آپس کی صلح دیکہنی کا ہونا تہا عرب مین جہالت و خونریزی اسقدر بہی کہ ادنی ادنی سی باتون مین تلوار کا چلجانا کوئی بڑا کام نتہا سعدی ہندیالی بہی نے اونکی جہالت کا مرقع ان چند اشعار مین یون کہینچا ہے نظم

چلن اونکے تھے سب کے وحشیانہ	ہر یک لوٹ اور مار مین تہا یگانہ
فساد و مین کٹتا تہا سارا زمانہ	نہ تہا کوئی قانونکا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت مین سراسر مبتلا	درندے ہون جنگل کے بیابان جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے ❊ سلجھتے نہ تھے جو بگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے ❊ تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا واں گر شرارہ ❊ تو اوس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا
وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی ❊ صدی جس میں آدھی انھوں نے گنوائی
قبیلوں کی کر دی تھی جس نے صفائی ❊ تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کسی ملک و دولت کا تھا وہ ❊ کرشمہ اک اونکی جہالت کا تھا وہ
وسیلے اک اور خونریز جیسا ❊ عرب میں لقب حرب بسوس ہے جسکا
رہا ایک مدت تک آپس میں جھگڑا ❊ بپا خون کا تھا ہر طرف جس میں دریا
سبب اوسکا لکھا تھا یہ جسمیں ❊ کہ گھوڑ دوڑ میں چند کی تھی سبقت
کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا ❊ کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا ❊ کہیں آگے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
یونہیں روز ہوتی تھی تکرار ان میں ❊ یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں •

اسیطرح ہوتے تقریباً ایک ہزار برس گذر چکے تھے اور عرب کے جہالت کی یہی حالت روز بروز ترقی پر تھی اوس حالت میں اسلام نے جو شایان کارروائی کی وہ بہت ہی بڑی قابل قدر و عزت کے ہے یعنی اون عداوتوں اور خانہ جنگیوں کو جو کہ اونکے خمیر کے جزو ہو گئے تھے حرف غلط کی طرح صفحہ عالم سے مٹا دیا اور آپس میں اونکی صلح و الفت کی بنیاد مضبوط کر دی جسکی بابت خداوند جل و علی اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتا ہے کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ تم لوگ تھے دشمن

بس الفت ڈالدی تمہارے دلونمین پس اوسکی نعمت کے وجہہ سے بہائی ہوگئے قبیلہ بنی خزرج و اوس و بنی قریظہ وغیرہ مدینہ کے باشندون سے عداوت پہلی آئی تہی جسکے باعث سے بہت سی بے عنوانیان و اتلاف جان و مال کا ہو چکا تہا اسلام لانیکے بعد وہ آپس مین ایسے دوست ہوگئے کہ گویا کبھی کی لڑائی بہی نہ تہی ایک صحابی لکہتے ہین کہ قبل اسلام لانیکے میری نزدیک محمدؐ سے سوا کوئی مبغوض نتہا اور اب بعد اسلام کے اونسے زیادہ کوئی محبوب نہین ہے اوس محبت کو خیال کرنا چاہیئے کہ جب مسلمانونکی خاطر حضرت عمرؓ نے یہہ درخواست کی کہ ہر شخص اپنے اپنے عزیز کو اپنے ہاتہہ سے قتل کرے اور ایک شخص نے اپنے باپ کے قتل کے لئے جو مسلمانونکا دشمن تہا استدعا کی گو یہہ دونون التماسین بباعث قطع رحم کے حضور نبوی مین نامنظور ہوئین مگر اسلامی جوش و محبت کے تہرمامیٹر کو قیاس کرنا چاہیے کہ عروج کے کس ڈگری پر تہا۔ جب لوگ مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے نہایت بے سروسامانی کے ساتہہ مدینہ طیبہ مین تشریف لائے تو انصار نے ہر ایک مہاجر کو شریک و سہیم بالمناصفہ ساری جایداد منقولہ و غیر منقولہ مین کرلیا یہہ کچہہ ایک ہی برس تک نہ رہا بلکہ جبتک وے لوگ تونگر نہین ہوئے وہی سلوک و مراعات جاری رہے اب ہمکو ایام جاہلیت کے تنفاوت و بے دردی و خونریزیونکو اور اسلام کے محبت و الفت و جان نثاریونکو مقیاس العقل سے موازنہ کرنا چاہیے کہ ایسی تندخو وحشیسرشت

ازدواج کا ایک تعداد معین کرنا

لوگونکا جو ایک ہزار برس سے بالکل خستہ و خوار تھے اور جنکی بے روک جہالت کے باعث قابلیت کی بیج ماری گئی تھی وہ کسطور سے اسلام کے آب پاشی سے سرسبز و شاداب ہوگئے اور اونکی سوکھی ٹہنیان ہری و بارآور ہوگئین فاعتبروا یا اولی الابصار-

(ازدواج کا ایک تعداد معین کرنا)

عادات شنیعہ اہل عرب سے ایک کثرت ازدواج تھا کہ جسکی کوئی حد معین نہ تھی اور اونکی معاشرت کے لئے نہ کوئی قانون انصاف تھا جسقدر جو شخص چاہتا تھا کرتا تھا اور جسے چاہتا تھا اوسکو معتقہ کے طور اونکا سے رہتا تہا اوسکے ساتھہ کوئی برتاؤ معدلت کا نکرتا تھا بلکہ طلاق کے بعد بھی دوسری شادی کیلئے مانع ہوتا تھا اسلام نے ان سب خرابیونکو بالکل روک دیا اور تعداد معین ازدواج کی مقرر کی تاکہ کثرت توالد و تناسل جو مقصود ازدواج سے ہے ترقی پر ہو اور معاشرت کے خرابیونکے روکنے کے لئے عدل کی قید سے اوسکو مشروط کیا تاکہ ہر شخص جسمین قابلیت عدل کی ہو کثرت ازدواج سے مستفیض و مستفید ہوسکے اور جس سے عدل نہوسکے وہ چپ چاپ بیٹھا رہے فقط ایک ہی پر قناعت کرے چونکہ سوتیا ڈاہ مثل مشہور ہے اور دو بہنونکے ساتھہ اور خالہ و پھوپھی کے ساتھہ اجتماع نکاح مین موجب قطع رحم کا ہوتا ہے اسلئے اونکے اجتماع کی ممانعت کی اور جنکے پاس مجتمع تہین ایک کے طلاق کا حکم دیا گیا یتیم لڑکیان جنکی شادی اونکے اولیا بہ نظر تلف جایداد کے خوف سے نہین ہونے دیتے تھے اونکے لئے حکم ناطق و واجب التعمیل یہہ دیا گیا کہ فوراً اونکا

نکاح کردو۔
(زنا کا بند کرنا) عرب کے وہ مرد اور عورتین جنکی آشنائی کسی قبیلہ کے معزز و محترم شخص سے ہوتی تھی زنا کا فخریہ تذکرہ کرتے تھے بلکہ وہ اولاد جو ولد الزنا ہوتی تھی اس بات پر مفتخر تھی کہ اونکا نسب کسی اونچی خاندان سے پیوند ہوگیا۔ آپکے والد ماجد عبد اللہ سے بہت سے مستورات بباعث انکے نسب و جلالت قدر و حسن جمال کے خواستگار امر ناجایز کی تھین مگر اونکے عقل سلیم نے ایسے برے کام سے اونکو باز رکھا۔ ذوی القربی کے ساتھہ نہایت بیحیائی اور شرم انگیز طریقہ سے یہہ ناجائز فعل جایز کیا گیا تھا امرء القیس کا قصیدہ اسکے چچا زاد بہن کے ساتھہ عاشقی کا موجود ہے۔ اسلام نے ان سب خرابیونکی یہانتک انسداد کی کہ عرب ہی سے نہین بلکہ تمام عالم سے جہان کہین مسلمان ہیں یا اونکی حکومت ہے یہہ فعل عام طور سے بند ہوگیا جسقدر شرف اسلام کو اس امر مین دیگر اقوام پر آج تک حاصل ہے اوسکی نظیر تمام عالم مین کہین نہین پائی جاتی اس بے حیا فعل کا رواج باوجود ضعف پابندی قوانین اسلام کے مسلمانون مین کم ہے برخلاف اسکے جہانکہ پردہ کی رسم نہین ہے وہان کسقدر یہہ فعل شرفا مین رائج ہے مسٹریز کورٹ اف لندن وسفرنامہ مولوی سمیع اللہ خانصاحب بہادر ملاحظہ کرو جنہون نے بچشم خود وہانکے حالات ملاحظہ کیے ہین کہ اس فعل کا علانیہ رواج کسقدر ہے اور اسکا رواج کسقدر تہذیب کے پردے مین جاری ہے فرانس مین بہت سے ولد الزنا مثر کو نیر

زنا کا بند ہونا

غلامی کی اصلاح

علی الصباح پڑے ملتے ہین جنگی ماؤن نے شماتت کے خوف سے
اونکو پھینکدیا ہے **شعر** وہ گود ایسی نفرت سے کرتین ہین خالی ز
جنتی سانپ جیسے کوئی جننے والی (غلامی کی اصلاح) اسلام سے
پہلے کیا عرب اور کیا عجم مین جسطور سے اس غلامی کا رواج تہا
وہ نہایت ہی بے قاعدہ و ظالمانہ طور سے ہر آزاد شخص چوری و
ڈکیتی و زبردستی سے غلام بنایا جاتا تہا قحط سالی مین اونکے
والدین پیٹ پالنے کے لیئے فروخت کرتے تہے کوئی ازاد غلام
کے بدلے قصاص مین قتل نہین کیا جاتا تہا اونپر جو جور و تعدی
کیجاتی تہی اوسکی روک کے لئے کوئی قانون نہ تہا اونکے آقاؤن
پر اونکے حقوق کچہہ باضابطہ معین نہ تہے اسلام نے ان سب
طریقون سے جو غلامی روا رکہی جاتی تہی بند کردیا اونکو حقوق مساوات
کا عطا کیا اونکے اوپر جو مظالم روا رکہے گئے تہے اوسکے لئے دروازہ
عدالت کا وا کردیا لڑائی مین جو لوگ گرفتار ہوتے تہے وہ عرب
کے جاہلانہ جوش کے باعث طعمہ نہنگ اجل ہوتے تہے اسلام
نے اونکی جان بچانیکے لئے غلامی کو سہل ممتنع شرائط کے ساتہہ
جو یک گونہ بالکل ازاد کرنا تہا روا رکہا اور وہ بہی کونسی لڑائی
جو موسوم بجہاد ہو جسکا اب قرنون سے وجود نہین ہے اس
غلامی کے جواز کے بابت ہم اوپر بحث کرچکے ہین کہ اسلام مین
جسطور سے غلامی جایز ہے وہ ہرگز خلاف فطرت نہین ہے
اسوقت مین جو طریقہ غلامی کا مسلمانون مین رواج ہے نہ وہ اسلام
کے رو سے ہے نہ مسلمانونکا عقیدہ اوسکے جواز کے بابت ہے

وہ لوگ بالکل ازاد حر ہین۔

(شراب خواری کا بند ہونا) عموماً جسقدر ارتکاب جرایم و افعال ناشایستہ سرزد ہوتے ہین اوسکا اکثر سبب شراب خواری ہی جو موسوم بہ ام الخبائث ہے۔ جو فخر اسلام نے اس مردار کے استعمال کے ترک مین حاصل کیا ہے وہ اوسکے بہت بڑی موجب افتخار و قدر کا ہے آجتک مسلمانون مین اسکا رواج بالکل نہین پایا جاتا اور جو لوگ چوری چھپا اسکو استعمال کرتے ہین وہ بھی اسکو ناجایز و معیوب سمجھکر ایسا چھپاتے ہین کہ گویا اس فعل کے مرتکب ہی نہین ہوتے۔

(قمار بازی کا بند کرنا) قمار بازی جو مضرت مالی و اخلاقی قوم کی موجب ہوتی ہے اوس سے کسی منفعت کا کوئی نہوگی انہین سبب رفع مضرت کی غرض سے تعزیرات ہند مین قمار بازی جرم قرار دیا گیا ہے اہل عرب مین اسکا رواج کثرت سے تھا مسلمانون مین اب بالکل یہ امر مسدود ہوگیا ہے کوئی شخص اسلام کے قانون رو سے جیتی ہوئی شے کا مالک مستحق نہین قرار دیا جاتا اور نہ بحق اوسکے ڈگری ہوتی ہے۔

(سود کا بند کرنا) درحقیقت سود سے جسقدر تباہی و بربادی انسانی حسن معاشرت کی ہوتی ہے اوس سے زیادہ فی الحال کوئی چیز انسانی حالات کے تغیر مین اسقدر سریع الاثر نہین مفلسی کے باعث جسقدر اخلاقی مضرت حاصل ہوتی ہے تھوڑا سا اوسکا ذکر ہم اوپر لکھ چکے ہین اسلام نے عملاً و قانوناً ایسے

دالک سے اس فعل کو بند کر دیا۔

بیع و شرا مین اصلاح

(بیع و شرا مین اصلاح) عرب وتمام عالم مین خرید و فروخت
کا کوئی قاعدہ و قانون باضابطہ ایسا نہ تہا کہ جس سے بیع فاسد و
باطل مین کوئی تمیز ہو سکے اہل عرب سود کو مثل بیع کے سمجھتے تہے
اسلام نے ایک ایسا باقاعدہ و با اصول انتظام اسکے لئے مقرر
فرمایا کہ باوجود کثرت معاملات نوع بنوع کے اوسکے حدود کے اندر
سے کوئی مسئلہ خارج نہین ہوتا دیگر اقوام جنکی نظر اسلام کے
عیب جوئی و خوردہ گیری پر رہتی بجز اون اصول کے تسلیم کر لینے
کے کوئی دوسرا چارہ نہ دیکہا ایک ایسے امی محض سے ایسے قانون
کے ترتیب اوسکے منزل من اللہ ہونیکی دلیل اور اوسکا معجزہ ہے
ماہرین کتب فقہ کے نظر مین آپکے مقننانہ لیاقت کی رفعت
و منزلت مسلم ہے جو شخص تعصب کے عینک کو دور کرکے اسلام
کو نظر غور سے دیکہیگا تو اوسکو بجز تسلیم کے کوئی دوسرا چارہ نہوگا

دختر کشی کا انسداد

(دختر کشی کا انسداد) عرب مین چونکہ مفلسی و بیجا غیرت
و حمیت بیمقدار تہی جسکے باعث سنگدل ماں باپ معصوم
بچیونکو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تہے اور ان معصوم
بیٹیونکا کوئی دستگیر و فریادرس نہ تہا جو اونکے مظلومانہ
بیکسی پر رحم کہاتا اور اونکو اون ظالمونکے ہاتہ سے بچاتا وہ
ایسی بیکسی اور مظلومی کی حالت مین دفن کر دئے جاتے تہے
کیا اونکا دعوے دار کوئی بہی نہ تہا ماں باپ ہی جب اونکے
خون کے پیاسے ہوں تو پہر اون مظلومونکی دادرسی کون کرے

اسلام نے اس بیجا رسم کو قولاً و عملاً بند کر دیا۔

خودکشی کا انسداد

(خودکشی کا انسداد) خودکشی کا رواج جو اب بھی مہذب ملکون مین جو تہذیب کے زیورات سے مرصع و مذہب ہوکر غیرت وحمیت کے چکیلی لباس مین اپنے عیوب کو چھپاتے ہین رائج ہے اسلام نے بند ہی نہین کیا بلکہ موجب نار جحیم کا قرار دیا کیونکہ ایسی خودکشی بوجہ افراط بے صبری وعدم استقلال مصائب پر ہوتی ہے اور یہی افراط بے صبری خلاف سنت ہے جو موجب نار جحیم کا ہوتا ہے عرب مین جو لوگ نام آوری و خودنمائی اور ظالمانہ لڑائیون مین قتل کرکے جاتے تھے وہ خودکشی مین داخل سمجھے گئے جیساکہ حدیث شریف مین آپ نے بیجا لڑنے والونکو اسلئے جہنمی کہا کہ قاتل و مقتول دونو قصداً ہوتی ایکدوسرے کے قتل کا ہوتا ہے۔ اسلئے اسی اصول کے باعث ہندوستان سے ستی ہونیکی رسم کو بالکل اوڑا دی درحقیقت اسلام ہی کے سر پیچ کا یہہ روشن بیش بہا ہیرہ ہے جسے اہالیان یورپ نے منگنی لیکر اپنے تاج کو زینت دی ہے۔

قصاص بیجا

(قصاص بیجا) عرب مین ایک بیجا رسم یہہ تھی کہ ایک شخص کے بدلے مین کبھی خون کرتے تھے وہ شخص جسقدر معزز ہوتا تھا اوسیقدر اوسکی خون بہا بہت سی جانونکی ہوتی تھی اسلام نے اس ظالمانہ اور غیر منصفانہ رسم کا بالکل انسداد کردیا اور ہر امیر غریب معزز و متبذل کے جان کو یکسان و مساوی کردیا۔

(فخر نسب کا انسداد) عرب بہت بڑے اپنے نسب پر مغرور
وفخار رہتے جو درحقیقت شعبہ جہالت وتکبر کا ہے سارا اعزاز
قومی نسب ہی پر منحصر تھا اسی نسب کی بنا پر وہ قصاص میں زیادتی
کرتے تھے ہمیشہ لڑائیوں میں اپنے نسب ہی کے باعث رجز
خوانی اور بڑائی کرتے تھے لوگوں کی نکتہ چینی پہلے نسب ہی میں
ہوتی تھی ولد الزنا بھی کسی معزز قوم کے نطفہ ہونیکے باعث
سے فخر کرتا تھا۔ اسلام نے اس بیہودہ رسم کو یوں مٹا دیا
کہ افتخار بجز پرہیزگاری کے کسی امر پر نہ رہا خدا نے فرمایا ہے
کہ ہمنے قبائل وکنبے محض اسلئے بنائے ہیں تاکہ تم آپسمیں ایک دوسرے کو
پہچانتے جاؤ مگر تم میں زیادہ بزرگ خدا کے نزدیک وہی ہے جو
تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے لوگوں نے اسی بنا پر جوہر
ذاتی کو نسب پر مقدم رکھا ہے لوگوں نے بلال آزاد شدہ کی
شادی اپنے یہاں کر دی خود جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم نے زید اپنے متبنی کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن سے
اسلئے کر دی تاکہ نسب کے جھجک لوگوں کے دلوں سے جاتی رہی حذیفہ
صاحب سر رسول اللہ نے اپنی بہن کی شادی محض اسلئے اپنے
غلام آزاد شدہ سے کر دی کہ اوسکے محاسن کی تعریف
رسول اللہ نے کی تہی۔

(انبیاؤں سے اتہامات کا دور کرنا) اسلام کچھہ خلق ہی کے لئے
یہ سب برکات لیکر نہیں آیا بلکہ اوسنے اون اتہامات کو بھی
ان انبیاؤں سے دور کیا جو اشرار نے اونپر لگائے تھے یہود

فخر نسب کا انسداد

انبیاؤں سے اتہامات کا دور کرنا

ہمیشہ حضرت موسیٰ اور انبیاؤں کے چال وچلن کے نسبت
ایسی روایات بے سروپا بیان کرتے تھے جو کہ بالکل شان
نبوت کے خلاف تہیں حضرت ابراہیم کو مذہب یہود کا پابند
بتلاتے تھے جنکی نسبت خدا نے فرمایا ماکان ابراھیم یہودیا
ولانصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما ابراہیم نہ یہودی
تھے نہ نصرانی ولیکن ایک رخ پہیرنے والے مسلمان تھے۔
عزیر کو ابن اللہ کہتے تھے حضرت مریم و ذکریا پر ناپاک تہمت
باندہتے تھے حضرت عیسیٰ کو بدکار قرار دیتے تھے اور اونکے
قتل کے مدعی ہوئے حضرت لوط اور اونکے بیٹیونکی نسبت شرمناک
اور بیہودہ فعل کے ارتکاب کی کرتے تھے کہ جسکا کمینہ سے کمینہ
شخص بہی مرتکب نہ ہوگا اسلام نے ان سب اتہامات
کے تکذیب کی حضرت مریم و ذکریا کو بیگناہ قرار دیا حضرت
عیسیٰ کو معصوم بتلایا اور اونکے اس گمان کو جسمین عیسائی
خود بہی شریک ہین یہہ کہکر کہ (ما قتلوہ وما صلبوہ نہ اون
لوگون نے قتل کیا اور نہ صلیب دی) غلط ٹھرایا۔ اسیطرح
سے۔ نصاری نے بہی بہت سی بیہودہ نسبتین جو شان
الوہیت کے مقتضی تہین افراط تعظیم کے باعث کین اور بے
منزہ مقدس لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد
بیٹا اور بی بی عیسیٰ اور حضرت مریم کو کہنے لگے اور بہت بڑی
غلطی اونکو یہود کے اون روایتونکے تسلیم کے باعث سے ہوئی جو
جس سے اصل مذہب پر منجانب خدا ہونیکا اشتباہ ہوتا تہا اسلام نے

اون سب خرابیونکو دورکرکے بتلا دیا کہ اصل مذہب اس سے
پاک و صاف ہے یہہ سب محض مفتریات یہود و نصاری ہین
اے میرے دوستو لبعد ان مختصر بیانات اور واقعات کے تمکو
یہہ موقع دیا جاتا ہے کہ تم نہایت غور و تدقیق کے ساتھہ ٹھنڈے
دل سے بنی امی کے حالات و اخلاق و تعلیم پر غور کرو اور دل میں
جمی ہوئی تقلید مذہبی و تعلیمی خیالات کو تھوڑی دیر کے لئے
دور کرو انشاء اللہ تمپر حق مثل روز روشن کے کہل جائیگا
اور تمہارے دل روح القدس کے نور و تسکین سے معمور ہو جاوینگے
اے عزیزو غور کرنیکی بات ہے کہ کونسی ایسی غرض اور حاجت
تہی کہ ایک یتیم بے ماں باپ کا لڑکا ایسے جاہل و خونخوار
قوموں مین بے یار و مددگار ایسی بات کا دعوی کرے جسکو
اُنکے کانون نے دو ہزار برس سے نہین سنا تہا اور اپنی
جان بکف ہو کر ایسی باتین سنا دے جسکے لئے اسکو سخت
مصائب کا سامنا اور جان جوکہم ہو اور اپنا پیارا وطن عزیز
و قریب سب چھوڑ کر جلا وطن ہو جاوے یہہ کیا تہا بجز اسکے
کچہہ بہی نہین ہے کہ حق کے نور نے اسکے دل کو اسقدر اطمینان
اور تسکین عطا کیا تہا اور اسکو ایسا بہروسہ اپنے خدا پر تہا
کہ اوسنے اپنی جان و مال عزیز و قریب و جلاے وطن کا کچہہ بہی
خیال نہ کیا اور بنی نوع انسان پر رحمت کا فرشتہ بن کر دل
سے راہ ہدایت کا دکہلانے کے لئے اوٹہہ کہڑا ہوا قوم کے ہاتھوں سے
اس بیچارے پر کیا کیا مصیبتین پڑین مگر بجز دعاے خیر کبھی

نہین برا مانا یہی کہتا گیا۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون
اے میرے خدا میرے قوم کو ہدایت کر کہ وے لوگ نہین جانتے
اور اپنی اوس حق ارادہ پر مضبوطی سے اڑا رہا یہانتک کہ کامیابی
ہوئی۔ تم خود سمجہہ سکتے ہو کہ بجز حق کے کسی مین ایسا اثر نہین
ہے کہ جان بہی گوارا آسان کر دے پس ایسے شخص کے نسبت
جسنے اوس ریگستانی زمین پر ایسے سنگ لاخ راستون کو ہدایت
کے شاہراہ سے سپید ہا کر دیا اور گمشدہ بہیڑون کو سیدہا
راستہ دکہلا دیا کیونکر خودغرض مکار کاذب بنی کہو گے اعوذ
باللہ من ھذہ الھفوات۔ کیا تم یہہ کہہ سکتے ہو کہ کوئی مکار و
کاذب ریاکار ایسے جان جوکہم مصائب کا سامنا کرکے اور شروع
مین ناکامیابی کے ساتہہ ہم دوش ہو کر اپنے مضبوط ارادہ پر
قائم رہ سکتا ہے۔ بالفرض اگر ہم تہوڑی دیر کے لئے تمہارے
بلا دلیل دعوے کو تسلیم بہی کر لین تو تم ہم کو یہہ بتلاؤ کہ اس شخص
کی غرض ایسے مصائب کے برداشت اور اپنی جان کے کچہہ پروا نہ
کرنے سے کیا تہی۔ تین ہی بات ہو سکتی ہے حب مال یا جاہ و
دولت کی یہہ حالت تہی کہ عمر بہر دو وقت گیہون کی روٹی نصیب
نہوئی اور اکثر اوقات کئی شبانہ روز فاقہ کی نوبت آئی اور
اسپر یہہ جوانمردانہ استقلال کہ صدقہ کا مال جو محض اعانت
مساکین کے لئے ہے اپنے نیز تمام آل بنی ہاشم پر حرام کر دیا یہہ
وجہہ نہ تہی کہ آپکے پاس دولت نہ تہی بلکہ فتوحات روزمرہ اور
مسلمانون کے دلون مین قدر و عزت جو اس بنی امی کی تہی دولت

کا انبار لگائے ہوئے ہیں مگر آپکی حمیت و غیرت حق اور جوش ہمدردی نے ہمیشہ اس بات سے باز رکھا کہ او ساخ ناس سے کچھ تصرف کرین اور دولت کی اصراف کے مقاصد کے اعلی ترین مقصد یعنی رفاہ عامہ خلایق کے سوا اپنی ذاتی بہبودی مین ضرورت سے زائد صرف فرمادین آپکو جو کچھہ سالانہ ازوقہ بیت المال سے ادنی ترین غذا جو یا کھجور سے ملتی تھی وہ بھی بباعث آپکے دریادلی وسخاوت و اصراف رفاہ عامہ خلایق مین کرنیکے باعث سال ہی کے اندر صرف ہو جایا کرتی تھی اسیوجہہ سے استقراض کے نوبت ہمیشہ آتی تھی۔ حتی کہ مرنے وقت اوس خدا کے پیارے کے پاس اتنا بھی مال نہ تھا کہ جس سے چراغ تک روشن ہوتا۔ ہمیشہ آل محمد اسی سادگی اور غربت کے ساتھہ باوجود استطاعت کے بسر فرماتے رہے یہانتک کہ انحضرت رفیق اعلی سے جا ملے اس استطاعت کی حالت مین دنیا سے زہد و گریز کیا ثابت کرسکتا ہے کہ آپ مین دنیا کی ذرہ بھر خواہش تھی اگر ایسا ہونا ممکن ہے تو اس سے زیادہ یہہ ممکن و آسان ہے کہ اس دنیا کے ایک پہاڑ کے ٹیلے پر کھڑے ہوکر ساری دنیا بلکہ افریکا دیکھہ لینا انہین آنکھوں سے کچھہ مشکل نہین۔ رہی حب جاہ اسکی حالت بہی آپکی اخلاقی جانچ سے بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ ذرہ بھر اثر نہ تھا آپ کی طرز وضع بود و باش مصاحبت مکالمت معاشرت عامہ خلائق سے کہین سے بہی ذرہ بھر حب جاہ کا نہین پایا جاتا اگر کوئی ضعیف سے ضعیف بہی روایت تمہارے پاس موجود ہوتو

لاؤ ہم تسلیم کر لینگے مگر ان شاء اللہ کہین مٹنے کی نہین ہے - ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا - بلکہ بر خلاف اسکے تواضع حلم و حیا جود و سخا مسکنت و غربت خدا ترسی - صبر - توکل رضا و تسلیم ہمدردی بنی نوع کے درخشان نجوم سے اوس مہر تابان کو آراستہ پاؤگے -

اسقدر سادگی و تواضع آپ مین تہی اور ایسے ادنی لوگو نمین ملکر آپ رہتے تہی کہ کوئی اجنبی آپکے وضع صورت رفتار سے آپکو پہچان نہین سکتا تہا کہ یہہ محمد محمود رب العزت ہین اگر کوئی دعوی بلا دلیل و ثبوت و شہادت قولی و فعلی و روایت کے تم تسلیم کرنا انصاف سمجہتے ہو تو بیشک یہہ بہی تسلیم کرنا تمہارے نزدیک کچہہ بڑی بات نہین ہے کہ بلا وجہہ معقول و ثبوت تم ایسے شخص کو جو خود مخلص و مخلق باعلی ترین اخلاق ہو اور جسکی تعلیم مذہبی بہی کامل ہو اور جسکے مقننانہ لیاقت بہی اعجاز ہو اور جسنے اپنی جان گنوانا قوم کے لئے روا رکہا ہو وہ فقط دنیا طلبی کی رو سے ہے -

اے عزیزو خدا سے ڈرو اور گریبان مین منہہ ڈالو کہ ایسی لچر لیوچ باتین مضحکہ عقلا ہین اور ایسی باتین کہنے سے ڈرو جو خود تمہارے لئے موجب خسارہ دارین ہون تم جو افواہی اکاذیب منتسبہ دشمنان محمد جسکی کچہہ اصل بہی مذہب اسلام مین نہین ہے سنکر سوء ظنی آپسے قابل التسلیم و واجب التعظیم شخص سے کرتے ہو یہہ درحقیقت تمہارا [illegible] کاموں مین یہہ بات لازم ہے کہ محققانہ تحقیقات کے بعد رائین

قایم کرو۔ نہ کہ دشمنان و حاسدان کذب پیشہ و حاطب اللیل کے بیانات داخل کلند۔ ہ کرو۔ کیا قانون شہادت کے رو سے ایسے غیر معتبر سادہ لوح لوگونکی شہادت مقبول ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جبکہ تردید نہایت قوی اور مضبوط شہادتوں سے ہو اور شہادتین بہی ایسی جکے حکمتونکے سمجہنے والی تیرہ سو برس کے بعد پیدا ہوئے ہین اسکلے لوگونکو یہہ بہی معلوم نہ تہاکہ یہہ احکام کن مصالح پر مبنی ہوئے ہین یا انکی کیا مصلحتین ہین جو آپنے بنی کے عیب چہپانے اور اسکی خوبیان جتلانے کے لیے موضوع کرلے۔ فافہم ان لک فہم سلیم۔

گفتم آنچہ حق بود گفتم تمام
تو دانی دگر بعد ازین والسلام

تمت

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱	مسجمع	مستجمع
ایضاً	۳	صایعت	صانعیت
ایضاً	۵	امات	آیات
ایضاً	۶	ابینا	آئینا
ایضاً	۶	بتنیاب	بنیات
۳	۳	کبری	کبریٰ
ایضاً	۳	لئے	کے
ایضاً	ایضاً	انبات	ذات البینات
ایضاً	۱۰	بعت	بعثت
ایضاً	۱۳	لعنت	بعثت
ایضاً	۱۸	ناظرین	ناظرین
۳	۳	بدظن	بذظن
ایضاً	۵	الاالسلیغ	الاالبلغ
ایضاً	۷	ہورنی ہے	ہورہی ہے
ایضاً	۱۴	استقرار	استقراء

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣	١٥	انتقامات	انتقامات
ایضاً	١٦	مستبعد	مستبعد
٤	٥	سوے	ہوئی
ایضاً	٩	سوتا	ہوتا
ایضاً	١٣	فبل	لیکن
ایضاً	١٤	نحصر	نعش
٥	٤	دلہ	دہلہ
ایضاً	١٦	گوارا کرتا	گوارا کرنا
ایضاً	١٢	نصایح	نصائح
٦	٤	متغنیانہ	متغننانہ
ایضاً	١٣	ٹنڈل	ٹنڈل
ایضاً	١٤	عاملونکا	غافلونکا
٧	١٠	خفایق	حقایق
٨	٣	قضا	فضا
ایضاً	٥	قضا	فضا
ایضاً	١٤	طبعت	طبیعت
٩	١٣	لفر وجہم	لغر وجہم
١٠	ایضاً	پیعنی	پنیتی
ایضاً	٣	صدرا اور اسکی بندش سے [illegible]	اتنی عبارت زیادہ ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰	۱۰	یمن	یمین
ایضاً	۱۹	.	-
۱۱	۷	مای	مائی
ایضاً	۹	لطور	بطور
ایضاً	۱۳	خدسگذارون	خدمتگذارون
۱۲	۱۲	جبتہ تار قاعدہ	دو قاعدے
۱۳	۴	خدمت	خدمت
۱۳	۸	ظاہراہر	ظاہرامر
ایضاً	۱۷	اخرا	اجزا
ایضاً	۲۱	عالمر	عالم پر
۱۵	۱	مقاسد	مفاسد
۱۶	۱۳	ہو	نہو
۱۸	۱۷	مقاسد	مفاسد
۲۰	۱	بینے	بننے
۲۱	۳	عسیات	عینیات
ایضاً	۴	موعطت	موعظت
ایضاً	۷	تعطیمات	تعظیات
ایضاً	۱۲	مخلوفات	مخلوقات
۲۲	۱۱	کروہ	تاکروہ

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۴۱	۱۹	وجہہ	وجہہ
۴۳	۹	سرت	حیرت
ایضاً	۹	قوت	قوت
ایضاً	۳	العلۃ خاصیۃ	العلۃ الخاصۃ
ایضاً	۱۳	احرار	استراز
ایضاً	۱۶	تجاور	تجاوز
۴۴	۳	روسے	اوس سے
ایضاً	۵	سہیل	تسہیل
ایضاً	۸	اثم	اثم
ایضاً	۹	وبمن القیمہ	وبین القیمہ
۴۶	۲	اورزجن	ادرجن
ایضاً	۳	غوایذ	قواعد
ایضاً	ایضاً	ہوتا	ہوتا
ایضاً	۱۰	ببوت	ثبوت
ایضاً	۱۵	انبیا	انبیا
۴۷	۱۳	اوربہی	اوربہی
ایضاً	۱۲	بعینت	لیت
ایضاً	۱۷	راشخہ	راسخہ
ایضاً	۱۹	صفت	وہ صفت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٧	٢١	حنانی	حسانی
٢٨	٣	طبعت	طبیعت
ایضاً	ایضاً	ماسوے	ماسوی
ایضاً	ایضاً	ہونی ہے	ہوتی ہے
ایضاً	٣	محبیت	محبت
ایضاً	١٦	منابیت	مناسبت
٢٩	٢	محمد	مجمدة
ایضاً	٣	بین	مین
ایضاً	٩	سمرزم	سمرزم
ایضاً	١٠	اعماب	انجذاب
ایضاً	ایضاً	کیفت	کیفیت
٣٠	١٣	بیبابت	بیتاب
٣١	٨	باتکذ	یاتکذیب
ایضاً	١٠	رتنیک	ریش سنک
٣٢	٧	لعید	بعید
٣٥	٦	ہوجانگی	ہوجانگی
ایضاً	١٦	عاصیت	خاصیت
٣٦	٦	فوت	قوت
٣٧	٩	ہرا	ہوا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸	۹	بالحو	بالحق
ایضاً	ایضاً	لتدنن	لتدعلن
ایضاً	۱۰	آمنین	آمنین
۳۹	۶	انیے	اپنے
ایضاً	۹	تاول	تاویل
۴۰	ایضاً	دہم	سیزدہم
۴۱	۱۵	اشتعال	استعمال
۴۲	ایضاً	دوسری چیز سے	دوسری چیز نہیں سے
۴۳	۵	سنہ ۱۲۱۳ء	سنہ ۱۲۱۳ ہجری
ایضاً	۱۰	دردنسون	نویشون
ایضاً	۲۰	مناسب	مناسبت
۴۴	۱	چیر	چیز
ایضاً	ایضاً	تحمل	تخیل
۴۸	۵	تجربہ ء	تجربہ وعقل
ایضاً	ایضاً	عزیز	توتکی
۴۸	۱۹	گرگیا	گرلگا
۴۹	۵	نوعی	نوعی کے
ایضاً	۱۳	ہوئی رہتے	ہوتے رہتی
۵۵	۲	ثربیت	تربیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۶	۱۰	لاٹ وعزیٰ	لات وعزیٰ
ایضاً	۱۷	کمبل	کمل
۵۷	۲	عصمہ للارامل	وعصمۃ للارامل
۵۸	۱۵	بجتے	مجتبے
۵۹	۱	غزیز	غریزہ
ایضاً	۱۶	ادبان	ادیان
۶۰	۵	عذایت	مذاہب
ایضاً	۱۹	لکالیف	انکالیف
۶۱	۵	انٹربان	اثریان
۶۲	۹	اوسکو بیٹیل	اونکو بیٹیل
۶۴	۱۳	عذر نقض	عدد ونقض
۶۵	۷	کچھ کرسکتے ہیں	واصل کرکے کچھ کرسکتے
۶۶	۳	اتخذتدا	اتخذوا
۶۸	۲۱	یعض	لبعض
۶۹	۱۵	بینت	ربوبیت
ایضاً	۱۹	چاہتا ہے	چاہتا ھے
۷۰	۶	نکمن براہ	نزاد
۷۱	۳	اناک	ایاک
ایضاً	۹	کرتا	کرنا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۱۴	صحیح	وصحیح
۷۲	۱۰	اسکتے	آسکتے
۷۷	۹	مسلمین	مسلمانوں
۷۸	۴	کوڑیکا ڈورا	کوڑا
ایضاً	۲۱	ایسے	ایسے
۸۰	۳	تنبہا	تنبیہا
۸۱	۱۴	مریسان	پریشان
۸۵	۱۶	پیوں	کہ
ایضاً	۲۱	تہک	تہونک
۸۹	۲	تعذیر	تعزیر
ایضاً	۷	لبس	لیس
ایضاً	۱۷	لحب	یجب
ایضاً	۲۰	اپنے دے	اپنے بہائی مرد—
۹۲	۱۵	حنم	منہم
ایضاً	۲۰	بمت	یمہیت
۹۴	۱۰	لمحوسیم	لمجوسیم
ایضاً	ایضاً	تصدقہا	تصدقہ
۹۵	۱	جہوٹ دالونپر	جہوٹ بولنے والونپر
ایضاً	۹	حسب	جب
۹۷	۱۴	ہوگی	ہونگی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٩٨	١	معفود	مقصود
١٠٠	٥	تبنہ	تنبیہ
١٠٠	٤	مبحوض	مبغوض
١٠١	٩	ا	آتا
١٠٣	٢	ہوی سے	بہولیجارہے
١٠٤	١٣	اجنی	اجنبی
١٠٥	١٢	دوسرکی	دوسریکی
ایضاً	٥	کسکی	کسیکی
ایضاً	١٣	ہوا	ہوتا
١٠٦	١٠	بیاہ سورا	بیاعزاء منقشورا
ایضاً	١٢	نبالہ	بنالہ
١٠٧	١٣	کس	کیا
١٠٨	١٥	غانی	جانتی
ایضاً	١٦	جزت	جبرئیت
ایضاً	١٧	خیرخواہو	خیرخواہیونکے
١٠٩	٨	عزر	عزیز
ایضاً	١٧	دہنے	دیتے
ایضاً	١٩	کرسلے	کرسکے
١١٠	٩	والعیہ	والشیعین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۰	۹	والساکس	والمساکین
ایضاً	۱۳	صداحو	بعد قواو
ایضاً	۱۴	بہی	یہی
۱۱۱	۱۵	بجنب	نت
۱۱۳	۱۳	بیپےا	اپنے
ایضاً	۱۵	سر	پر
۱۱۴	۳	بیٹسان	بثبان
ایضاً	۱۴	نجسر	غیرت
ایضاً	۱۵	دوزح	دوزخ
۱۱۵	۴	ہا	یا
ایضاً	۹	ترحمہ	ترجمہ
ایضاً	۱۰	کالمعلمہ	کالمعلقۃ
ایضاً	۱۱	ہین	ہیں
۱۱۷	۱۵	متمنر	متنزہ
ایضاً	۱۶	جار	چار
۱۱۸	۵	حاصل ہوا	حاصل ہوتا
۱۱۹	۱۳	سلانی سکی	تبلدی جاتی ہے
۱۲۰	۲۰	امدورت	آمد ورفت
۱۲۱	۲۱	فصلت	فضیلت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۲	۳	دورح	دوزخ
ایضاً	۱۶	سموں	تیمیوں
۱۲۳	۱۹	سم	یتیم
۱۲۴	۱	سمہ	بتسمہ
ایضاً	۵	ٹرکر	بڑکر
ایضاً	۸	ابار	ایثار
ایضاً	۱۰	نغرہائی	نغرہائے
ایضاً	۱۴	مں	میں
۱۲۸	۲۰	محالست	مجالست
۱۳۰	۲	عذر	غدر
ایضاً	ایضاً	للاحر	للآخر
۱۳۳	۱۴	نادس	بادیں
ایضاً	۲۰	اونکا	آپکا
۱۳۵	۱۳	کے	.
۱۳۶	۱۷	نابو	نابود
۱۳۸	۱۷	ذولی	ذاتی
ایضاً	۱۸	سادو	تہادو
۱۳۹	۵	نکمر	نکرو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٤٠	١	جہوٹون پر	جہوٹونپر
١٤٢	١٩	مس	انہین
١٤٦	٣	اوسکی	اور اوسکی
ایضاً	٩	چنیر	چیز
١٤٧	١٣	حررن	حیران
١٤٩	١٩	اوتو	اُتوا
١٥٠	١٤	چنیرین	چیزین
١٥١	٥	حاصل	حاصل
ایضاً	٣	ہوسے	نہوسکے
١٥٢	٣	نغیر	تغیر
ایضاً	٥	پیدا کیا گیا	پیدا کیا
ایضاً	٩	عقبہ	علقمہ
١٥٤	١٩	دہر	کدہر
١٥٥	١٠	اخلاق	اخلاق کے سوا
ایضاً	ایضاً	چنیر	چیزین
١٥٨	٩	جبرئیات	جزئیات
١٦١	٧	صح	صحیح
ایضاً	٨	شوق	سوق
ایضاً	ایضاً	ہوکر	ہوکر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۱	۱۵	جانفشاق	جانفشانی
ایضاً	۱۸	بر	پر
ایضاً	۱۹	کے ر	کے رو
ایضاً	۲۰	۲اغت	بلاغت
۱۶۲	۱۱	ایرائیونسے	ایرانیون سے
ایضاً	۱۳	جز	رجز
ایضاً	۱۶	جسقدر	جسقدر
ایضاً	۱۸	خال	خیال
ایضاً	۱۹	اسان	المسلمان
۱۶۳	۹	تذاکرہ	مذاکرہ
ایضاً	۱۳	ولجارۃ	والحجارۃ
ایضاً	۱۷	جیسکے	جسکی
۱۶۴	۴	توسب بہی	تو تب بہی
ایضاً	۱۲	اقرا	اقراً
ایضاً	۱۶	چڑہی	چڑہتی
۱۶۵	۱۴	ربانی	ربّانی
ایضاً	۲۰	آتیدن	آتیین
۱۶۶	۵	چہاڑ	چتاڑ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۶	۷	بلاعت	بلاغت
ایضاً	۱۲	سے	کی
ایضاً	۱۵	ظیر	ظہیرا
ایضاً	۱۹	آدمی	امی
۱۶۷	۳	نقظ	نقص
۱۶۸	۳	ایات	آیات
ایضاً	۱۳	ہوئے	ہوئی
ایضاً	۱۸	شرجیل	شرحبیل
ایضاً	۲۱	تہی	تھی
۱۷۰	۱	بین الدفتن	بین الدفتین
ایضاً	۹	ہندوشے	ہندوں سے
۱۷۱	۲	معترضین	مستشرقین
۱۷۳	۹	کیے	کے
۱۷۶	۱۹	ادس	یہ لفظ زیادہ ہے
۱۷۷	۲	تفصل	تفصیل
۱۷۸	۹	بہیل	پہیل
ایضاً	۲۰	استخاص	اشخاص
۱۷۹	۱۶	بجاستات	نجاسات
۱۸۰	۱۷	النظبیر	النظیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۲	۴	کہ نتم	کہ انتم
۱۸۳	۲۱	میں	بین
۱۸۴	۱	بس	پس
ایضاً	۲	بنی مصرح	بنی نظر و خزرج
ایضاً	۳	بہت سما	بہت سی
ایضاً	۱۲	بدسرست	و بدسرشت
۱۸۶	۹	نبستہ	نسب
ایضاً	۱۴	کھیں	میں
ایضاً	۱۵	ما	تا
ایضاً	ایضاً	پابندی ضمن	ضمن پابندی
۱۹۳	۵	سے	سے
ایضاً	۱۵	سے	سے
۱۹۴	۹	غذاہ	ہذہ

حاشیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۲		اسیبر سعہ	اشیر سعیہ
ایضاً		لعود	نفود
ایضاً		؍؍	کی اعتراض
		؍؍	بادی النظر
ایضاً		مالع	دارع
ایضاً		؍؍	فراہمی
ایضاً	۱۱۹	؍؍	شادی
۱۴۵		؍؍	بنیادی
؍؍		؍؍	جو کہ
؍؍		؍؍	ملتی
			[illegible]